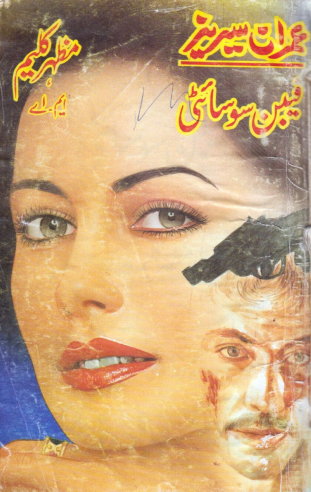


عمرات سیریز

منظر کلیم
ایم۔ اے

فیروز سوسائٹی



لو پڑا۔ لیں تو آپ کی مجلس خود بخود دور ہو جائے گی۔ اس مجلس کا جواب اسی صفحہ پر موجود ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔
 کربلی سے محمد قاسم صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ البتہ ایک اہم بات کی نشاندہی کے لئے خط لکھ رہا ہوں کہ آپ کے ناول پڑھتے ہوئے بعض اوقات قارئین نماز اور دوسرے ضروری کاموں کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اس لئے برائے کرم قارئین کو ہدایت کریں کہ وہ ایسا نہ کیا کریں۔

محمد قاسم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ واقعی اہم ہے۔ ناول صرف فارغ اوقات میں پڑھنے کے لئے لکھے جاتے ہیں۔ نماز اور دیگر ضروری کاموں کو ہمیشہ ناول پڑھنے پر ترجیح دینی چاہئے۔ امید ہے قارئین ضرور توجہ دیں گے اور آپ بھی آئندہ خط لکھتے رہیں گے۔
 اب اجازت دیجئے

والسلام
 مظہر کلیم ایم اے

سر عبدالرحمن اپنی کوٹھی میں بنے ہوئے اپنے آفس میں موجود تھے۔ ان کی عادت تھی کہ وہ دفتر سے کام گھر لے آتے تھے اور پھر اس آفس میں بیٹھ کر اسے مکمل کرتے رہتے تھے۔ اس وقت بھی وہ ایک فائل کھولے اسے پڑھنے میں مصروف تھے کہ آفس کا بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سر عبدالرحمن نے چونک کر سر اٹھایا۔ دوسرے لمحے ان کے بچے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ آنے والی عمران کی اماں بی تھیں۔ سر عبدالرحمن اس لئے حیران ہو رہے تھے کہ عمران کی اماں بی کہی ام ان کے اس آفس میں آتی تھیں۔

”دفتر کا کام کرتے کرتے بوڑھے ہو گئے ہو لیکن اس دفتر کے کام نے آج تک تمہاری جان نہیں چھوڑی۔ گھر کو بھی دفتر بنا رکھا ہے۔“..... اماں بی نے جلال بھرے لہجے میں کہا۔ ان کا سر دھنید بھرہ اس وقت واقعی تیز سرفی مائل ہو رہا تھا۔

”میں اپنی ذمہ داریاں نبھاتا ہوں بیگم تاکہ رزق حلال ہو۔“ سر عبد الرحمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی بیگم کی نفسیات کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اس لئے انہیں معلوم تھا کہ کس بات سے ان کی بیگم بھڑک اٹھیں گی اور کس بات سے ان کا غصہ برف کی طرح سرد ہو جائے گا۔

”اچھا کرتے ہو۔ کم از کم اپنی عاقبت تو سنوار رہے ہو۔ دنیا سنوڑے نہ سنوڑے..... عمران کی اماں بی نے میری دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن ان کے لہجے میں اس بار جلال اور غصے کی بجائے دھیمپا پن تھا۔

”اپنے ساتھ ساتھ تمہاری اور بچوں کی عاقبت بھی سنوار رہا ہوں کیونکہ رزق تم اور بچے بھی تو کھا رہے ہیں..... سر عبد الرحمن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”چلو اچھا کرتے ہو۔ لیکن کیا تمہاری ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ بس رزق حلال ہی کھاتے اور کھلاتے رہو..... عمران کی اماں بی کے لہجے میں ایک بار پھر غصے کی تھلکی نمودار ہو گئی تھی۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات..... سر عبد الرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا بڑے بابا تمہیں نہ رزق حلال ہی کھلاتے رہتے تھے۔ تمہاری شادی نہیں کی تھی انہوں نے..... عمران کی اماں بی نے کہا تو سر عبد الرحمن بے اختیار چونک پڑے۔

”اوہ۔ تمہارا مطلب عمران کی شادی سے ہے..... سر عبد الرحمن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ چلو ثریا کی تو شادی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اپنے گھر میں خوش و خرم ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے لیکن کیا عمران ساری عمر اسی طرح کنوارا ہی پھرتا رہے گا۔ کیا اس کی شادی تمہارا فرض نہیں ہے..... اماں بی نے کہا۔

”لیکن وہ کسی قابل ہو تو اس کے لئے کسی سے کہوں۔ اب کیا کہوں کہ میرا بیٹا آوارہ، ٹمکا اور غمگین ہے۔ اسے رشتہ دو۔ لون دے۔ کا رشتہ۔ بولو..... سر عبد الرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ نوکری نہیں کرتا نہ کرے۔ کیا تمہارے خاندان کے بڑے نوکریاں کرتے تھے۔ کیا بڑے بابا نوکری کرتے تھے۔ یہ نوکری وہ طوطا تو تم نے پال رکھا ہے کہ افسر کہلاؤں۔ دوسرے کچے سلام کریں۔ جب جاگیے تو کیا ضرورت ہے نوکری کرنے کی۔ اس کے علاوہ کیا کئی بے عمران میں بولولا ہے۔ ٹمکا ہے۔ ڈان ہے۔ بیہنگا ہے۔ بد معاش ہے۔ بد کردار ہے۔ آوارہ گرد ہے۔ شکل اچھی نہیں ہے۔ وہ کیا کی ہے اس میں۔ بولو..... اماں بی کے لہجے میں لمحہ بہ لمحہ بدست جا رہا تھا۔

دور بدل گیا ہے بیگم۔ اب صرف جائیداد وغیرہ نہیں دینی جاتی۔ تعلیم اور سٹیٹس دیا جاتا ہے اس لئے میں نے اس اتنی سے اعلیٰ تعلیم دلائی میں اب اس کا سٹیٹس کیا ہے۔ ایک چھوٹے سے تھوڑے

کلاس فلیٹ میں پڑا ہے جس سے رشتہ مانگو اور وہ پوچھے کہ کیا کرتا ہے تمہارا بیٹا تو بتاؤ کیا جواب دوں گا اسے..... سر عبدالرحمن نے بھی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

”تم نے کسی سے بات کی ہے۔ بولو۔ کس نے تم سے پوچھا ہے یا سب کچھ تم خود ہی فرض کر کے بیٹھ گئے ہو۔ فلیٹ میں وہ اس لئے پڑا ہے کہ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی۔ ظاہر ہے بڑی کوٹھی میں نہیں رہ سکتا لیکن شادی کے بعد تو ظاہر ہے فلیٹ میں نہیں رہے گا اور کیا کرتا ہے، کا کیا مطلب ہوا۔ کیا وہ کسی بھوکے ننگے کا بیٹا ہے کہ اسے کچھ کرنے کی ضرورت ہو۔ کیا لوگوں کی آنکھیں نہیں ہیں۔ انہیں نہیں معلوم کہ ہم کون ہیں اور ہماری کیا حیثیت ہے اور یہ سب کچھ کس کا ہے۔ کیا ہم دونوں نے یہ سب کچھ اپنے ساتھ قبروں میں لے جانا ہے۔ ظاہر ہے عمران اور ثریا کا ہی ہے..... اماں بی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ بیٹھے بٹھائے تم پر کیوں جنون سوار ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہے سوچوں گا اس معاملے پر..... سر عبدالرحمن نے اب جان چھڑانے کے انداز میں جواب دیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تمہارا یہ سوچنا کتنا طویل ہوتا ہے۔ تمہاری سوچ تو اس وقت بھی ختم نہ ہوگی جب عمران کے سر کا ایک بال بھی سیاہ نہ رہے گا اس لئے میں نے پہلے ہی نواب عبدالقادر خان کے گھر کے بارے میں سوچ لیا ہے۔ وہ ہمارے ہم پلہ بھی ہیں اور ان کی

بیٹی بھی مجھے پسند ہے اور میری نواب عبدالقادر خان کی بیگم سے اشارتاً بات بھی ہو گئی ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ پہلے نواب صاحب لڑکے کو دیکھیں گے پھر فیصلہ ہوگا..... عمران کی اماں بی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور یہی سب سے غلط شرط ہے..... سر عبدالرحمن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ اس میں کیا برائی ہے۔ ظاہر ہے انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے۔ ان کا حق ہے کہ وہ ہر طرح سے دیکھ بھال کر لیں۔ ہم نے ثریا کی شادی سے پہلے دیکھ بھال نہیں کی تھی..... عمران کی اماں بی نے کہا۔

”لیکن عمران نے اپنی عادت کے مطابق وہاں الٹی سیدھی حرکتیں کرنی ہیں اور نتیجہ یہ کہ انہوں نے اسے جوتے مار کر باہر نکال دینا ہے..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”اس لئے تو میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم اس کے ساتھ جاؤ۔ پھر وہ کوئی حرکت نہیں کرے گا..... عمران کی اماں بی پہلے ہی سارے فیصلے کر چکی تھیں۔

”میں ساتھ جاؤں۔ تمہارا مطلب ہے کہ صرف عمران کی ہی بے عزتی نہ ہو بلکہ میری بھی ساتھ ہو۔ کیوں..... سر عبدالرحمن نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”کیا بیٹے کے ساتھ جانے سے باپ کی بے عزتی ہوتی ہے۔

کیوں..... عمران کی اماں بی کا پارہ بکھٹ چڑھ گیا۔

”میں نے یہ بات کب کی ہے۔ عمران نے باز نہیں آنا اور یقیناً انہوں نے انکار کر دینا ہے اور یہ میری بے عزتی ہے کہ میں وہاں جاؤں اور وہ انکار کر دیں.....“ سر عبدالرحمن نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میں اسے اچھی طرح سمجھا دوں گی۔ بس تم نے جانا ہے۔ یہ میرا قطعی اور آخری فیصلہ ہے.....“ عمران کی اماں بی نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

”تمہارے یہ قطعی اور آخری فیصلے صرف میرے لئے ہی ہوتے ہیں.....“ سر عبدالرحمن نے عصبی لہجے میں کہا۔

”بس۔ اب عمران کی شادی ہونی ہے۔ غضب خدا کا۔ ماں باپ دونوں قبر میں پیر لٹکائے بیٹھے ہیں اور بیٹا دلیہ کا ویسا کنوارا ہی پھر رہا ہے۔ اب اس کی شادی ہو گی اور ضرور ہو گی اس لئے تم تیاری کرو میں عمران کو بلاتی ہوں.....“ عمران کی اماں بی نے کہا۔

”اتنی جلدی۔ ہمیں پہلے انہیں اطلاع دینی ہو گی۔ بچہ جانا ہو گا۔ پرسوں اتوار ہے افیس کی چھٹی ہے اس لئے میں کل احاطہ مجھوا دوں گا پھر پرسوں صبحے جائیں گے.....“ سر عبدالرحمن نے آخر کار اختیار ڈالتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کی شادی کی خواہش تو انہیں بھی تھی لیکن وہ عمران کی حرکتوں اور باتوں سے نا اہل تھے۔

”ٹھیک ہے۔ تمہیں اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے میں

اطلاع مجھوا دوں گی.....“ اماں بی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو۔ اب اگر یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر ایک اور بات بھی سن لو.....“ سر عبدالرحمن نے کہا تو اماں بی دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئیں۔

”کون سی بات.....“ عمران کی اماں بی کے لہجے میں حیرت تھی۔

”عمران کو نہ بتانا کہ وہ برد کھاوے کے لئے جا رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایسے موقعوں پر وہ جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کرتا ہے کہ انکار کر دیا جائے۔ اگر اسے اس بات کا علم نہ ہو گا تو وہ نارمل رہے گا۔ تم بس اسے اتنا سمجھا دینا کہ وہ میری عزت کا خیال رکھے۔“ سر عبدالرحمن نے کہا۔

”تو پھر اسے کیا کہوں کہ تم دونوں وہاں کیوں جا رہے ہو۔“ عمران کی اماں بی نے کہا۔

”کچھ بھی کہہ دینا لیکن برد کھاوے کی بات نہ کرنا.....“ سر عبدالرحمن نے کہا۔

”میں جھوٹ نہیں بول سکتی اس لئے میں اسے سچ کہہ دوں گی لیکن تم فکر مت کرو۔ وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔“ اماں بی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز قدم اٹھاتیں کہ اسے سے باہر چلی گئیں تو سر عبدالرحمن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب وہ مزید کیا کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے سامنے رکھی ہوئی فائل پر نظریں جمادیں۔

لجے میں جواب دیا۔

”اماں بی میں سلیمان کو سمجھا رہا تھا کہ کسی کو حقیر نہ سمجھا جائے اور فقیر کو کبھی نہ جھڑکا جائے۔“ عمران نے فوراً ہی بات بناتے ہوئے کہا۔

”تو کیا وہ ایسا کرتا ہے۔۔۔۔۔ اماں بی کے لہجے میں مزید جلال ابھر آیا تھا۔

”کرتا تو نہیں اماں بی لیکن بہر حال ساتھ ساتھ اسے سمجھاتے تو رہنا چاہئے۔“ عمران نے جواب دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے یہ کہہ دیا کہ وہ ایسا کرتا ہے تو اماں بی ابھی جوتی اٹھا کر فلیٹ پر پہنچ جائیں گی کیونکہ کسی کو اپنے سے حقیر سمجھنا اور کسی فقیر کو جھڑکنا ان کے نزدیک دنیا کا سب سے بھیانک گناہ تھا۔

”ہاں۔ اچھا کرتے ہو۔ بہر حال تم ابھی اور اسی وقت کو ٹہمی پہنچو۔“ ابھی۔ اور سنو ڈھنگ کے کہو۔ پہن کر آنا تم نے اپنے باپ کے ساتھ نواب عبدالقادر خان کے ہاں جانا ہے۔ میں نے کل اطلاع کر دی تھی اور تمہارے ڈیڑی بھی تیار کھڑے ہیں۔ جلدی آؤ۔ فوراً۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران کی آنکھیں سرخ لائٹس کی طرح حلقوں میں گھومنے لگ گئیں۔

”نواب عبدالقادر خان۔ یہ بزرگ کون ہیں اور ڈیڑی میرے ساتھ جا رہے ہیں۔ کیا مطلب ہوا اس کا۔“ عمران نے رسیور رکھ

عمران ابھی ناشتے سے فارغ ہو کر اخبارات کے بزنڈل کی طرف ہاتھ بڑھا ہی رہا تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان اب خود ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گا۔

”حقیر فقیر۔۔۔۔۔ عمران نے اپنی مخصوص گردان شروع کر دی۔“ کون حقیر فقیر۔ کیا مطلب ہوا۔ آواز تو عمران کی ہے۔ کون بول رہا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اماں بی کی جلال بھری آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”اماں بی میں آپ کا بیٹا علی عمران بول رہا ہوں۔ السلام علیکم۔ کیسی ہیں آپ۔“ عمران نے فوراً ہی پینتھرہ بدلے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام۔ جیتے رہو لیکن یہ حقیر فقیر کون ہے۔ کس کو کہہ رہے تھے۔ کیا مطلب ہوا اس کا۔“ اماں بی نے اسی طرح غصیل

”کوئی نہیں ہے چھوٹے صاحب۔ لیکن کرم دین تو کہہ رہا تھا کہ چاچا اللہ بخش کا فون ہے۔“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”ارے میں نے ہی تمہارا چاچا بن کر فون کیا تھا اور جب میں منع کر رہا ہوں کہ میرا نام نہ لو تو پھر تم چھوٹے صاحب کہہ رہے ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”جی اچھا چھوٹے صاحب۔ اب نام نہیں لوں گا لیکن بات کیا ہے۔“..... احمد دین نے کہا تو عمران نے بے اختیار دوسرے ہاتھ سے سر پکڑ لیا۔

”سنو۔ ابھی اماں بی کا فون آیا تھا کہ میں فوراً آؤں اور ڈیڈی کے ساتھ کسی نواب عبدالقادر خان کے ہاں جانا ہے۔ بس اس کے سوا اور کچھ نہیں بتایا انہوں نے۔ تم بتاؤ کہ یہ نواب عبدالقادر خان کون ہیں۔ کہاں رہتے ہیں اور ڈیڈی مجھے ساتھ لے کر کیوں جا رہے ہیں۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے احمد دین بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”چھوٹے صاحب۔ نواب عبدالقادر خان قادر آباد کے بہت بڑے رئیس ہیں۔ خاندانی نواب ہیں اور بڑی بیگم صاحبہ ان کی بیٹی سے آپ کی شادی کرنا چاہتی ہیں۔ میں کئی بار بڑی بیگم صاحبہ کو لے کر ان کی کوٹھی پر گیا ہوں چھوٹے صاحب۔ میں نے بڑی بیگم صاحبہ سے کہا ہے کہ وہ جلد از جلد آپ کی شادی کرا دیں تاکہ ہم بھی

کر بزدلاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے جب تک کسی سے بات نہ ہوتی وہ کیسے یہ پہیلی بوجھ سکتا تھا اس لئے اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جی صاحب۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ملازم کی آواز سنائی دی۔
”احمد دین سے بات کراؤ۔ میں اس کا بابا اللہ بخش بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے ڈیڈی کے ذاتی ڈرائیور احمد دین کے بابا کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اکثر احمد دین سے ملنے کو ٹھکی آتا جاتا رہتا تھا۔

”بابا میں کرم دین بول رہا ہوں۔ کیسے ہو تم۔ خیریت تو ہے ناں۔ ابھی دو روز قبل تو تم احمد دین سے مل کر گئے ہو۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ارے اس سے بات کراؤ۔ چھوٹے کرم۔ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ سارا دن لائن ملانے رکھوں۔ جلدی کرو۔“..... عمران نے اللہ بخش کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اچھا اچھا۔۔۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

”احمد دین بول رہا ہوں۔“..... تھوڑی دیر بعد احمد دین کی آواز سنائی دی۔

”احمد دین میں علی عمران بول رہا ہوں۔ خبردار میرا نام نہ لینا منہ سے اور یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کوئی ہے یا نہیں۔“..... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

خوشیاں منا سکیں..... احمد دین نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہوں۔ تو یہ بات ہے لیکن یہ قادر آباد ہے کہاں۔ میں تو اس کا نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے چھوٹے صاحب.....“ احمد دین نے کہا۔

”ارے پھر میرا نام لے رہا ہے اور ابھی تم خود کہہ رہے تھے کہ تم اماں بی کو لے کر کئی بار گئے ہو اور اب کہہ رہے ہو کہ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے.....“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”قادر آباد تو نہیں گیا چھوٹے صاحب۔ اوہ۔ میرا مطلب ہے چھوٹے صاحب کہ۔ اب میں کیا کہوں چھوٹے صاحب۔ اب آپ بتائیں میں کیا کہوں۔ وہ تو یہاں گھاس کالونی میں رہتے ہیں اور میں وہاں گیا تھا..... دوسری طرف سے انتہائی اچھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”گھاس کالونی۔ وہ کون سی کالونی ہے اور یہ نواب صاحب کہیں گھاس کھانے والے صاحب تو نہیں ہیں کہ گھاس کالونی میں رہتے ہیں.....“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے احمد دین بے اختیار ہنس پڑا۔

”جی وہ بڑا مشکل سا نام ہے۔ مجھے نہیں آتا اس لئے میں اسے گھاس کالونی کہتا ہوں۔ لال ینار چوک کے قریب ہے.....“ دوسری

طرف سے کہا گیا۔

”اچھا میں سمجھ گیا۔ گلیکسی کالونی۔ ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
”ہونہہ۔ نواب عبدالقادر خان اور اس کی صاحبزادی۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس نے سفید سلک کی شیر وانی، کھڑا پاجامہ اور سر پر اونچے کنارے والی قراقلی سیاہ ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔

”اوہ۔ کیا آج عید ہے صاحب.....“ اچانک سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر تھک کر رکتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ آج اگر میں کامیاب ہو گیا تو کم از کم تمہارے نغزوں سے تو جان چھوٹ جائے گی اور اس سے بڑی عید اور کیا ہو سکتی ہے.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے کمرے سے نکل کر راہداری میں چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔
”تو آج بقر عید ہے۔ خدا کرے کوئی اچھا قصاب مل جائے آپ کو.....“ سلیمان نے راہداری میں آتے ہوئے بڑے دعاتیہ انداز میں کہا تو عمران اس کے اس گہرے اور خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم سے اچھا قصاب اور کون ہو سکتا ہے۔ گردن اس طرح

کاٹتے ہو کہ خون کا قطرہ تک نہیں نکلتا۔ بہر حال اماں بی کا فون آیا تھا کہ کوٹھی پہنچو اس لئے کوٹھی جا رہا ہوں۔..... عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

”اور انہوں نے یہ لباس پہن کر آنے کا بھی کہا تھا“..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا بھجہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کے لباس سے ہی اصل بات سمجھ گیا تھا۔

”انہوں نے مناسب لباس کہا تھا“..... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

”فی امان اللہ“..... سلیمان کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے کوٹھی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ کوٹھی کے پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا تو پورچ کے ساتھ برآمدے میں ہی سر عبدالرحمن بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہے تھے۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے بڑے خشوع و خضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام۔ یہ لباس کیوں پہن کر آئے ہو۔ کیا تمہارے پاس ڈھنگ کا کوئی سوٹ نہیں ہے“..... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ خود بھی اس وقت نیلے رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے تھے اور اس سوٹ میں ان کی شخصیت بے حد وجہہ دکھائی دے رہی

تھی۔

”ارے کیا ہوا۔ کیوں ڈانٹ رہے ہو بیٹے کو۔ کیوں بد شکونی کر رہے ہو“..... دور سے اماں بی کی غصیلی آواز سنائی دی اور سر عبدالرحمن نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لے۔

”اماں بی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر اماں بی کے آگے جھکتے ہوئے کہا لیکن اس نے ایک ہاتھ سر پر موجود نوٹی پر رکھ لیا تھا ورنہ جس طرح جھٹکے سے وہ جھکا تھا نوٹی لامحالہ نیچے جا گرتی۔

”وعلیکم السلام۔ جیتے رہو۔ اند گرم ہوا سے بجائے تمہیں اور سنو اس بار اگر تم نے اپنے باپ کو ناراض کیا یا ان کی بے عزتی کرائی تو جوتیوں سے تمہارا سر توڑ دوں گی۔ سمجھو۔ جاؤ“..... اماں بی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”جی اچھا“..... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تم یہ لباس تبدیل کر لو اور سوٹ پہن لو۔ جہاں میں نے انتظار کیا ہے وہاں اور بھی انتظار کر لوں گا“..... سر عبدالرحمن نے سخت لہجے میں کہا۔

”ارے کیا ہوا۔ کیا برائی ہے اس لباس میں۔ آدمی مسلمان تو نکلتا ہے۔ تم تو ہر وقت ان موئے کافروں کا لباس ہی چڑھائے رہتے ہو۔ اناتم لباس بدل لو وہ نواب صاحب دیکھیں گے تو ہنسیں گے تم پر“۔ اماں بی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور جو جھپٹے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی کار آگے بڑھادی۔

”ڈیڈی۔ یہ نواب عبدالقادر خان صاحب ہیں کون۔ میں نے تو ان کا نام ہی پہلی بار سنا ہے۔“ عمران نے مڑ کر سر عبدالرحمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تمہاری اماں بی کے دور کے عزیز ہیں۔“ سر عبدالرحمن نے مختصر سا جواب دیا۔

”کیا واقعی نواب ہیں۔“ عمران نے بوند لٹے خاموش رہنے کے بعد کہا تو سر عبدالرحمن بے اختیار چونک پڑے۔

”ہاں۔ کیوں تم نے کیوں یہ بات پوچھی ہے۔“ سر عبدالرحمن کے لہجے میں حیرت تھی۔

”اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ وہ گھاس کالونی میں رہتے ہیں۔“

عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ڈرائیور احمد دین کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو احمد دین کا چہرہ یلغٹ زرد پڑ گیا اور سنہیرنگ پر رکھے ہوئے اس کے ہاتھ ہلکے سے کانپ اٹھے کیونکہ تمام ملازمین کی سر عبدالرحمن سے جان جاتی تھی۔

”یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ وہ گلیکسی کالونی میں رہتے ہیں۔“

نانسنس۔“ سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ایک ہی بات ہے عام لوگ گلیکسی کو گھاس ہی کہتے ہیں۔“

”آؤ عمران۔“ سر عبدالرحمن نے عمران کی اماں بی کو جواب دینے کی بجائے جھٹلائے ہوئے انداز میں عمران سے کہا اور پھر سیڑھیاں اتر کر پورچ میں موجود اپنی ذاتی کار کی طرف بڑھ گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر انہوں نے اب مزید کوئی بات کی تو پھر معاملہ ختم ہونے کی بجائے مزید بڑھے گا اور واقعی اس موقع پر وہ کوئی بد مزگی پیدا نہ کرنا چاہتے تھے۔

”عمران سنو۔ اگر تجھے تمہارے باپ کی طرف سے کوئی شکایت ملی کہ تم نے وہاں کوئی اوجھی حرکت کی ہے یا کوئی انی سیدھی بات کی ہے تو جوتیوں سے سر توڑ دوں گی تجھے اور یہ بھی سن لو کہ نواب عبدالقادر خان کی بیٹی نرگس تجھے پسند ہے اس لئے کان کھول کر سن لو تمہاری شادی نرگس سے ہوگی اور ضرور ہوگی۔ جاؤ۔“ عمران کی اماں بی نے عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی جلال بھرے لہجے میں کہا۔

”اماں بی۔ جس کا نام ہی ناں سے شروع ہوتا ہے وہ ہاں میں کیسے بدل سکتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس نے کی ہے ناں۔ کس میں جرات ہے کہ کوئی ناں کر سکے۔“ اماں بی ظاہر ہے عمران کی اس گہری بات کا مطلب کہاں سمجھ سکتی تھیں۔

”یہاں پورچ میں کھڑے ہو کر چٹنے کی بجائے تم اپنے کمرے میں جاؤ۔“ سر عبدالرحمن نے کہا اور کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

عمران نے جواب دیا تو ڈرائیور احمد دین کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا کیونکہ عمران کے جواب نے اسے واقعی شدید خطرے سے نکال لیا تھا۔

”سنو۔ فضول باتیں نہ کرو اور خاموش بیٹھو ورنہ کار روک کر نیچے اتار دوں گا“..... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا کیونکہ وہ ملازموں کے سلسلے زیادہ باتیں کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔

”لیکن پھر ٹیکسی کا کرایہ یا سنئے جو تے کی قیمت آپ کو دینی پڑے گی کیونکہ ٹیکسی میں بیٹھ کر جاؤں گا تو وہ کرایہ مانگے گا اور پیدل واپس کوٹھی تک پہنچتے پہنچتے جو تا ٹوٹ جائے گا اور اس کے بعد اماں بی“..... عمران کی زبان بھلا کہاں رکنے والی تھی البتہ اماں بی کہہ کر وہ دانستہ خاموش ہو گیا تھا جیسے اماں بی کے الفاظ آخری دھمکی ہوں۔

”یو شٹ اپ۔ نانسنس۔ تمہیں احساس ہی نہیں ہے کہ تم کہاں ہو“..... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”کار میں ہوں جسے احمد دین ڈرائیو کر رہا ہے“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا لیکن سر عبدالرحمن نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش بیٹھ رہے۔ عمران عقبی آئینے میں ان کا منظر کی طرح سرخ چہرہ واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر احمد دین کار میں موجود نہ ہوتا تو سر عبدالرحمن اب تک واقعی اسے گولی مار چکے ہوتے۔

”ڈیڑی آپ نے نواب صاحب کی صاحبزادی کو دیکھا ہوا ہے۔“

اچانک عمران نے ایک نئی بات کی۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ سر عبدالرحمن کو غصہ دلا کر واپس چلنے کے لئے مجبور کر دے اور شاید اب تک ایسا ہو بھی چکا ہوتا لیکن سر عبدالرحمن بھی شاید عمران کی اماں بی کی وجہ سے وہاں جانے پر مجبور ہو گئے تھے۔

”ہاں۔ ایک بار دیکھا تھا۔ کافی عرصہ پہلے“..... سر عبدالرحمن نے جواب دیا۔

”اس وقت تو وہ کافی چھوٹی ہو گی“..... عمران نے کہا۔

”ہاں“..... سر عبدالرحمن نے مختصر سا جواب دیا۔

”کیا ان کی ایک ہی بیٹی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں“..... سر عبدالرحمن اب نرمی سے بات کر رہے تھے۔

”پھر تو مجھے گھر داماد بننا پڑے گا“..... عمران نے کہا تو سر

عبدالرحمن اپنی عادت کے خلاف بے اختیار مسکرا دیئے۔

”اب اتنی چھوٹی بھی نہیں ہے وہ کہ نواب صاحب اسے گھر سے رخصت ہی نہ کر سکیں“..... سر عبدالرحمن نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ سر عبدالرحمن کے اس گہرے اور خوبصورت جواب سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا ہے۔

سر عبدالرحمن نے اس کی گھر دامادی کو لڑکی کی عمر سے جوڑ کر واقعی بڑا خوبصورت جواب دیا تھا۔

”مم۔ میرا مطلب ہے کہ وہ اکلوتی ہے اس لئے نواب صاحب شاید اس سے جدا ہونا پسند نہ کریں“..... عمران نے جواب دیا۔

کو ڈانٹنے کے ساتھ ہی باوردی ملازم سے کہا۔
 "یس سر۔ میں پھانگ کھولتا ہوں سر۔ تشریف لے آئیں سر۔"
 ملازم نے سر عبدالرحمن کو باقاعدہ سلام کرتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔

"کیا زمانہ آگیا ہے کہ صرف نام کو سیلوٹ کیا جا رہا ہے اور جس بے چارے نے دن رات پڑھ کر ڈگریاں حاصل کی ہیں اسے کوئی پوچھتا ہی نہیں"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے پھانگ کھل گیا اور ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ وسیع و عریض پورچ میں نئے ماڈل کی دو انتہائی قیمتی کاریں موجود تھیں۔ ڈرائیور نے ان کے پیچھے اپنی کار روکی تو عمران اور سر عبدالرحمن دونوں نیچے اترے۔ اسی لمحے ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ بڑی بڑی لیکن اکڑی ہوئی موتی تھیں تھیں۔ جسم ورزشی تھا اور اس نے براؤن رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔

"خوش آمدید۔ سر عبدالرحمن خوش آمدید۔" اس آدمی نے جو یقیناً اپنے بھرے مہرے اور انداز سے ہی نواب عبدالقادر لگتا تھا انتہائی مسرت بھرے انداز میں سر عبدالرحمن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
 "تم نے یہاں پورچ میں آکر ہماری عزت افزائی کی ہے نواب عبدالقادر۔ میں تمہارا مشکور ہوں۔ یہ میرا بیٹا علی عمران اور علی عمران یہ نواب عبدالقادر ہیں"..... سر عبدالرحمن نے پر مسرت لہجے میں کہا اور پھر پرجوش انداز میں مصافحہ کرنے کے بعد انہوں نے

"اس فلیٹ سے تو بہر حال وہ جگہ بہتری رہے گی تمہارے لئے۔"
 سر عبدالرحمن نے جواب دیا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔
 "لیکن شاید اماں بی پسند نہ کریں"..... عمران نے آخر کار اصل بات اگل دی۔

"اس کا فیصلہ تمہاری اماں بی خود ہی کر لیں گی۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"..... سر عبدالرحمن نے جواب دیا۔ اسی لمحے ڈرائیور نے کار ایک انتہائی عظیم الشان لیکن جدید طرز تعمیر کی کوٹھی کے جہازی سائز پھانگ کے سامنے روک دی۔ پھانگ کے باہر دو باوردی مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے اور عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ باتوں کے دوران اسے پتہ ہی نہ چلا تھا کہ کار کس وقت گلیکسی کالونی میں داخل ہوئی تھی۔ ایک مسلح آدمی تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

"یس سر"..... باوردی آدمی نے قریب آکر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"نواب صاحب سے کہیں کہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مع اپنے والد گرامی جناب سر عبدالرحمن ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو مع ڈرائیور احمد دین تشریف لائے ہیں۔" سر عبدالرحمن کے بولنے سے جھپٹ ہی عمران کی زبان رواں ہو گئی۔
 "ٹھٹ اپ۔ یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے۔ سنو نواب صاحب سے کہو کہ عبدالرحمن آیا ہے"..... سر عبدالرحمن نے عمران

”کیا بات ہے“..... نواب عبدالقادر نے مڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سر عبدالرحمن بھی چونک پڑے تھے۔
 ”آپ کا نام تو مسلمانوں جیسا ہے۔ کیا آپ مسلمان ہیں۔“
 عمران نے کہا تو نواب عبدالقادر کے پہرے پر یلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ سر عبدالرحمن کا چہلے سے بگڑا ہوا چہرہ بھی مزید بگڑنے لگا تھا۔

”ہاں کیوں۔ تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے“..... نواب عبدالقادر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کر رہے ہیں۔

”میں نے آپ کو سلام کیا لیکن آپ نے اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا حالانکہ مسلمان ہونے کے ناطے آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ سلام کا جواب دیں اس لئے پوچھ رہا تھا“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”اوہ سوری۔ وعلیکم السلام“..... نواب عبدالقادر نے اس بار قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو نہ چلپتے ہوئے بھی سر عبدالرحمن بے اختیار مسکرا دیئے۔

”ہاں اب ٹھیک ہے۔ کیوں ڈیڈی“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نواب صاحب کا ادب ملحوظ رکھو گے تم۔ کچھ“..... سر عبدالرحمن نے اسے ڈٹتے ہوئے کہا۔

باقاعدہ عمران اور نواب عبدالقادر کا تعارف کرایا تو نواب عبدالقادر انتہائی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگے جو ٹوپی پہنے سر جھکانے بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسی معصومیت تھی جیسے اب تک وہ کسی تہہ خانے میں پلتا رہا ہو اور اسے دنیا کی ہوائیں نہ لگی ہو۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ڈیڈی نے میرا پورا تعارف نہیں کرایا اس لئے میرا فرض ہے کہ میں اپنا پورا تعارف کرا دوں۔ مجھ حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان“..... عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یو شٹ اپ۔ بزرگوں کے سامنے فضول باتیں نہیں کیا کرتے“..... سر عبدالرحمن نے اسے درمیان میں ٹوکتے ہوئے کہا تو نواب عبدالقادر بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑے۔

”ماشا، اللہ تمہارے صاحبزادے نے واقعی مجھے متاثر کیا ہے۔ ماشا، اللہ کیا وجاہت ہے لیکن عقل تو خدا کی دین ہوتی ہے۔ بہر حال آؤ ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہیں“..... نواب عبدالقادر نے کہا اور سر عبدالرحمن کا چہرہ بگڑ سا گیا۔ ظاہر ہے وہ نواب عبدالقادر کا طنز اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ عمران کے پاس وجاہت تو ہے لیکن عقل نہیں ہے۔ انہوں نے بے اختیار ہونٹ بھیج گئے۔

”جناب ایک منٹ“..... اچانک عمران نے نواب عبدالقادر سے مخاطب ہو کر کہا۔

” ڈیڈی آپ خود سوچیں۔ کس قدر افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ نواب صاحب کی نوجوان صاحبہادی محذور ہو لیکن اللہ کی مرضی کے سامنے کون دم مار سکتا ہے.....“ عمران نے بڑے افسردہ لہجے

نواب عبدالقادر۔ عمران کی باتوں کا برا منانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی باتیں کرنا اس کی عادت ہے لیکن اس کا مقصد کسی

میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہے تمہارا“..... نواب عبدالقادر نے یکتا کو بڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”واقعی واقعی آپ کو دکھ تو ہونا چاہئے۔ آپ کا قصور نہیں ہے۔ آپ بہر حال باپ ہیں“۔ عمران نے اسی طرح سر ملاتے ہوئے کہا۔

”میں کہتا ہوں خاموش رہو ورنہ گولی مار دوں گا“..... سر عبدالرحمن کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

”ڈیڈی آپ خود سوچیں جسے لانے کے لئے لڑائی کی ضرورت پڑے وہ“..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا اچانک پردہ ہٹا اور ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر نہ صرف مشرقی لباس تھا بلکہ اس نے اپنے سر کو بھی باقاعدہ دوپٹے سے ڈھانپ رکھا تھا اور عمران یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کو دیکھ رہا ہو۔

”یہ میری بیٹی نرگس ہے اور نرگس یہ سر عبدالرحمن ہیں اور یہ ان کے صاحبزادے علی عمران“..... نواب عبدالقادر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے تعارف کرایا۔

”السلام علیکم“..... لڑکی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر عبدالرحمن کو سلام کیا۔

”وعلیکم السلام بیٹی“..... سر عبدالرحمن نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا۔ ان کی نظروں میں بھی نرگس کے لئے پسندیدگی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“ جب جب جیو۔ پوتوں پھلو۔ اوہ۔ اوہ سوری۔ دیری سوری۔ وہ دراصل وہ۔ وہ..... عمران نے یکتا ایسے لہجے میں کہا جیسے اس سے کوئی بھیانک غلطی ہونے والی تھی جسے اس نے بڑی مشکل سے کنٹرول کیا ہو۔

”تم خاموش نہیں رہ سکتے“..... سر عبدالرحمن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ ڈیڈی۔ غلطی تو انسان سے ہو جاتی ہے۔ اللہ معاف کر دیتا ہے لیکن ڈیڈی۔ بہر حال اس بات کی مبارک باد تو ضرور آپ کو دینی چاہئے کہ محترمہ نرگس صاحبہ کی معذوری دور ہو گئی ہے اور یہ اپنے قدموں پر چل کر آئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کی نہ ہی لیکن کم از کم میری جہاں آمد بہت نیک فال ثابت ہوئی ہے“..... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔ نرگس کے بھرے پر حیرت کے تاثرات اجبر آئے تھے اور وہ عمران کو ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے اسے یقین ہو کہ اس کا ذہنی توازن اگر پوری طرح خراب نہیں ہوا تو کچھ نہ کچھ خرابی بہر حال اس میں ضرور ہے۔

”تمہاری زبان واقعی تمہارے قابو میں نہیں ہے۔ بہر حال مشروب پیو اور سر عبدالرحمن آپ بھی لیں“..... نواب عبدالقادر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کے لئے کام

”الکوتی۔ لیکن ذیلی تو کہہ رہے ہیں کہ محترمہ ترگس لاکھوں میں ایک ہے..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو اس بار نواب عبدالقادر شاید نہ جاننے کے باوجود بے اختیار ہنس پڑے اور

کرتے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے..... نواب عبدالقادر اور سر عبدالرحمن کے باہر جاتے ہی نرگس نے یلخت انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”سیکٹ سروس۔ وہ کیا ہوتی ہے..... عمران نے جان بوجھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو نرگس بے اختیار ہنس پڑی۔

”عمران صاحب۔ آپ کرنل فریدی اور ان کی عزیزہ ماہ لقا کو تو جانتے ہوں گے۔ میں بھی گریٹ لینڈ میں پڑھتی رہی ہوں اور ماہ لقا میری دوست رہی ہے۔ پھر وہ کسی سیکٹ ایجنسی میں شفٹ ہو گئی لیکن اس سے میرا رابطہ بہر حال رہا۔ میں کافی طویل عرصے بعد گذشتہ دنوں ڈیڈی کے ساتھ کسی کام کے سلسلے میں دماک گئی تھی۔ وہاں اتفاقاً ماہ لقا سے ملاقات ہو گئی اور پھر ماہ لقا نے مجھے کرنل فریدی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ میں کرنل فریدی سے بھی ملی۔ وہ واقعی انتہائی متاثر کن شخصیت کے مالک ہیں اور پھر وہیں ماہ لقا نے پاکیشیا کے حوالے سے آپ کا ذکر کر دیا اور کرنل فریدی نے آپ کی تعریف کی تو میں بے حد حیران ہوئی۔ پھر ماہ لقا نے مجھے آپ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ پھر جب ہم وہاں سے واپس آئے تو آپ کی والدہ ہمارے گھر آئیں اور انکل سر عبدالرحمن کا ذکر آیا تو میں سمجھ گئی کہ وہ آپ کی والدہ ہیں اور اب آپ سے ملاقات ہو رہی ہے..... نرگس نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار

ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب مزید چھپانا بیکار تھا۔
”کرنل فریدی کے اسسٹنٹ حمید سے بھی تو آپ ملی ہوں گی۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان کے بارے میں سنا تو بہت ہے لیکن وہ ان دنوں باہر گئے ہوئے تھے اس لئے ان سے ملاقات نہ ہو سکی تھی..... نرگس نے جواب دیا۔

”کاش ان سے آپ کی ملاقات ہو جاتی تو وہ میرے بارے میں آپ کو زیادہ بہتر انداز میں بتا سکتے.....“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ نے بات کر کے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ آپ یہاں صرف اپنی والدہ کے مجبور کرنے پر آئے ہیں اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہو گی.....“ یلخت نرگس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ آپ کو یہ اچانک کیا ہو گیا ہے۔ میرا یہ مقصد نہ تھا جو آپ نے سمجھا ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شاید میں نے غلط سمجھا ہو لیکن اس کے باوجود میں آپ کو بتا دوں کہ میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی اس لئے کہ میں اس شخص سے شادی کا تصور بھی نہیں کر سکتی جو پہلے سے کسی دوسرے کو پسند کرتا ہو.....“ نرگس نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں.....“ عمران نے چونک کر حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

مجھے ماہِ نقانے بتا دیا ہے کہ آپ اپنی سونس خداداد ساتھی لڑکی جو کیا کو پسند کرتے ہیں۔ بہر حال میں نے بغیر وجہ بتائے ڈیڑی سے صاف کہہ دیا ہے کہ میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی اور شاید ڈیڑی اکل سر عبد الرحمن کو یہی بتانے کے لئے علیحدہ کمرے میں آئے گئے ہیں..... نرگس نے جواب دیا۔

کیا آپ نے اپنے ڈیڑی سے آج ہی یہ بات کی ہے؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ آج صبح ہی مجھے معلوم ہوا کہ آپ اپنے ڈیڑی کے سابقہ رشتے کے لئے آرہے ہیں تو میں نے ڈیڑی سے بات کی۔ میری ڈیڑی سے بے تکلفی ہے اور مجھے خفہ ہے کہ ڈیڑی میری بات نہیں مانتے۔“

لیکن اگر میں فصد کروں تب عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

خند کر لوں۔ کیا مطلب۔ کیا آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ آپ کسی دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔۔
 ٹرگس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ماہ لگانے آپ سے شرارتاً یہ بات کی ہوگی۔ میں تو اس دنیا میں صرف ایک ہستی کو پسند کرتا ہوں اور وہ میری اماں جی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ ماہ لقا مجھ سے غلط بیانی نہیں کر سکتی۔ آپ خواہ مخواہ یہ بات بتا رہے ہیں اور ویسے اگر آپ کو یہ شک ہو کہ میں اپنے ڈیڈی یا آپ کے ڈیڈی یا آپ کی والدہ کے سامنے اس کا نام لے دوں گی تو ایسا نہیں ہو گا۔ میں نے جملے ہی کہا ہے کہ میں نے بغیر وجہ بتائے خود انکار کر دیا ہے“..... نرگس نے جواب دیا۔ ویسے اس کی باتیں بتا رہی تھیں کہ وہ واقعی بے حد ذہین ہے اور ہر بات کو فوراً ہی سمجھ جاتی ہے۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جو دراصل بات تھی وہ میں نے بتا دی ہے۔ ویسے ان معاملات میں بچوں کی کوئی نہیں سنتا۔ فیصلے بڑے ہی کرتے ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرے ڈیڈی میری بات مانیں گے۔ یہ بات سچ ہے۔“

”زگس نے غصیلے بچے میں کہا۔

”قاہر ہے آپ کے ذیڑی جو ہو گئے تھے۔ عمر ان نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور نرگس بے اختیار ہنس پڑی اور پھر اس سے چپکلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جا تک ملازم اندر داخل ہوا۔“

”جناب آپ کے والد صاحب آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ وہ پورچ میں موجود ہیں..... ملازم نے انتہائی مودبانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پورچ میں۔ کیا مطلب۔ کیا وہ جارہے ہیں۔“ نرگس نے چونک کر ملازم سے کہا۔

بھرے گئے میں کہا۔

[illegible]

”کیا آپ نے اپنے ڈیڑی سے آج ہی یہ بات کی ہے؟“ ... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی ہاں۔ آج صبح ہی مجھے معلوم ہوا کہ آپ اپنے ڈیلری کے ساتھ
رشتے کے لئے آرہے ہیں تو میں نے ڈیلری سے بات کی۔ میری ڈیلری
سے بے تکلفی ہے اور مجھے فخر ہے کہ ڈیلری میری بات نہیں مانتے۔
نرگس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن اگر میں قصہ کر لوں تب عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فد کر لوں۔ کیا مطلب۔ کیا آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ آپ کسی دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔“
 ”نرگس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔“

”ماہ لگانے آپ سے شرارتاً یہ بات کی ہوگی۔ میں تو اس دنیا میں صرف ایک ہستی کو پسند کرتا ہوں اور وہ میری اماں بی بی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”جی بی جی“..... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اٹکل اس طرح بغیر کھانا کھائے چلے جائیں۔ ڈیڈی کہاں ہیں“..... زرگس نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی وہیں پورچ میں ہی ہیں چھوٹی بی بی جی“..... ملازم نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اٹکل اس طرح چلے جائیں۔ میں انہیں روکوں گی“..... زرگس نے کہا اور تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی تو عمران بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گیا۔ پورچ میں واقعی سر عبدالرحمن، نواب عبدالقادر کے ساتھ موجود تھے لیکن سر عبدالرحمن کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

”اٹکل یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ یہاں آکر بغیر کھانا کھائے چلے جائیں۔ نہیں اٹکل یہ نہیں ہو سکتا“..... زرگس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”میں نے بہت اصرار کیا ہے بیٹی لیکن تمہارے اٹکل مانتے ہی نہیں“..... نواب صاحب نے زرگس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پھر کبھی سہی بیٹی مجھے ایک انتہائی ضروری سرکاری کام ہے۔ تمہارا بے حد شکریہ۔ میں نے نواب صاحب سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ تمہیں ہمارے ہاں لے آئیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم ضرور آؤ گی“..... سر عبدالرحمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے ڈیڈی ہیں اس لئے میری بات مانیں گے اگر کہو تو میں ڈیڈی کو دوپہر کا کیا رات کا کھانا بھی یہاں کھلا دوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پلیز۔ آپ ضرور ایسا کریں“..... زرگس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”آئی ایم سوری بیٹی۔ پھر کبھی سہی۔ آؤ عمران۔ اچھا نواب صاحب خدا حافظ“..... سر عبدالرحمن نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کار کی طرف بڑھ گئے۔ نواب عبدالقادر نے بھی خدا حافظ کہہ دیا۔

”اب آخری موقع ہے۔ اب بھی وقت ہے بتا دو“..... عمران نے آہستہ سے زرگس سے کہا۔

”کیا“..... زرگس نے چونک کر پوچھا۔

”وہی اماں بی والی بات“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوه نہیں۔ میں اپنے فیصلے تبدیل نہیں کیا کرتی“..... زرگس نے جواب دیا۔

”اوکے پھر خدا حافظ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر نواب عبدالقادر کو سلام کر کے وہ مڑا اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور پہلے ہی اپنی سیٹ پر موجود تھا۔ اس نے کار بیک کی اور پھر اسے موڑ کر کوئٹہ سے باہر لے آیا۔

”کیا ہوا ڈیڈی۔ آپ کچھ ناراض سے لگتے ہیں“..... عمران نے جان بوجھ کر بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”تمہاری اماں بی نے خواہ مخواہ میری بے عزتی کر دی ہے۔“
 نواب صاحب اپنی بیٹی کی شادی اپنے کسی عزیز سے کرنا چاہتے ہیں۔
 ان کے مطابق ان کی منگنی بچپن میں ہو گئی تھی..... سر عبدالرحمن
 نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔
 واقعی نواب صاحب وضع دار آدمی ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے انکار
 کے بارے میں بتانے کی بجائے یہ بہانہ کر دیا تھا۔
 ”اگر ایسی بات تھی تو پہلے اماں بی کو بھی بتائی جاسکتی تھی۔“
 عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

”پہلے دونوں خاندانوں میں کچھ تلخی تھی لیکن جب انہیں معلوم
 ہوا کہ ہم رشتے کے سلسلے میں صبح بھیاں آرہے ہیں تو وہ رات کو بی آ
 گئے اور انہوں نے اس انداز میں بات کی کہ نواب صاحب مجبور ہو
 گئے.....“ سر عبدالرحمن نے کہا اور عمران ایک بار پھر نواب
 صاحب کی ذہانت کی داد دینے پر مجبور ہو گیا۔

”چلو اچھا ہوا اور نہ ہاں کر کے بعد میں وہ ناں کر دیتے تو اماں بی
 کو بہت رنج پہنچتا.....“ عمران نے کہا اور سر عبدالرحمن نے جواب
 میں صرف ہونہہ کہہ کر بات ختم کر دی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے نوجوان غیر ملکی
 نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 ”ڈیوڈ بول رہا ہوں.....“ نوجوان نے کہا۔
 ”اسٹن بول رہا ہوں ڈیوڈ.....“ دوسری طرف سے ایک مردانہ
 آواز سنائی دی تو ڈیوڈ نے اختیار چونک پڑا۔
 ”اوہ۔ کیا کوئی خاص بات.....“ ڈیوڈ نے کہا۔
 ”ہاں کچھ معاملات سامنے آئے ہیں ان پر ڈسکس کرنی ہے۔ تم
 کلب پہنچ جاؤ.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے.....“ ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور کمرے سے
 لپٹے ڈرائیونگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا
 تیزی سے ایک معروف سڑک پر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد
 اس کی کار رین بول کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور پارکنگ کی

موجود میز کے گرد موجود کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ میز پر شراب کی بوتل اور دو گلاس موجود تھے۔ اس نے بوتل کھولی اور ایک گلاس میں شراب انڈیل لی۔ اسی لمحے وہ آدمی بھی آکر میز کی دوسری طرف سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بھی بوتل اٹھا کر دوسرا گلاس بھرا اور پھر بوتل رکھ کر گلاس اٹھایا اور اسے اس طرح حلق میں انڈیل لیا جیسے وہ شراب کی بجائے سادہ پانی پی رہا ہو جبکہ ڈیوڈ چسکیاں لے لے کر شراب پی رہا تھا۔

”کیا کوئی خاص معاملات پیش آئے ہیں آسٹن“ ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایک مشن ہم نے پاکیشیا میں مکمل کرنا ہے“ آسٹن نے جواب دیا تو ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”پاکیشیا میں۔ کیا واقعی“ ڈیوڈ کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”ہاں۔ کیوں تم اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو۔ کیا پاکیشیا میں کوئی مشن نہیں ہو سکتا“ آسٹن نے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتا۔ لیکن تم خود جانتے ہو کہ وہاں کی سیکرٹ سروس کس انداز کی ہے اور تم نے ہی مجھے یہاں بلایا ہے اور خاص معاملات کا حوالہ دیا ہے تو ظاہر ہے یہ بات تمہارے ذہن میں بھی ہو گی اور تم بھی عمران کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو۔“ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

طرف بڑھ گئی۔ اس نے پارکنگ میں کار چھوڑی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب کے ہال میں خاصے افراد موجود تھے جبکہ ایک طرف کاؤنٹر پر دو نوجوان لڑکیاں کھڑی سروس دینے میں مصروف تھیں۔ ڈیوڈ نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”آسٹن کہاں ہے“ ڈیوڈ نے ایک لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سپیشل روم نمبر آٹھ میں“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا سائیڈ راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر موجود تھا۔ کمرے کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا اور دروازہ بند تھا۔ ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر تین بار مخصوص انداز میں دستک دی تو چند لمحوں بعد باہر جلتا ہوا سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور دروازے پر ایک ادھیر عمر آدمی موجود تھا لیکن اس کا ورزشی جسم بتا رہا تھا کہ ادھیر عمر ہونے کے باوجود وہ انتہائی پھرتیلا اور طاقتور آدمی ہے۔

”آؤ“ اس نے ڈیوڈ کو دیکھ کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا تو اس آدمی نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر سائیڈ دیوار پر نصب سوئچ پینل کے نیچے موجود سرخ رنگ کا بڑا سا بٹن پریس کر دیا۔ ڈیوڈ اس دوران کمرے کے درمیان

خلاف کام کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی کو مشکوک سمجھ کر جب پکڑا گیا تو اس نے کچھ بتانے سے پہلے سو سائی کے اصول کے مطابق خودکشی کر لی البتہ اس کی تلاشی کے دوران ایک چھوٹی سی ڈائری مل گئی جس میں درج تحریر سے یہ معلوم ہوا کہ اس آدمی کا رابطہ سو سائی کے مرکزی رکن سڈنی سے ہے اور اس ڈائری میں ہی پاکیشیا کے ایک کلب کا پتہ بھی درج ہے اور اس کا فون نمبر بھی۔ چنانچہ جب اس فون نمبر پر کال کر کے اس آدمی کی آواز میں سڈنی سے بات کرنے کی کوشش کی گئی تو سڈنی تو لائن پر آ گیا لیکن اس نے سپیشل کوڈ دریافت کئے۔ ظاہر ہے کوڈ کا کسی کو علم نہ تھا اس لئے رابطہ ختم ہو گیا۔ اس سے یہ بات طے ہو گئی کہ سڈنی وہاں موجود ہے۔ چنانچہ پاکیشیا میں خصوصی ایجنٹ اس کی تلاش کے لئے بھیجے گئے۔ انہوں نے وہاں جا کر جب معلومات حاصل کیں تو صرف اتنا پتہ چلا کہ یہاں اس کلب کے ایک کمرے میں سڈنی نام کا آدمی گذشتہ ایک ماہ سے رہائش پذیر تھا جو اچانک کمرہ چھوڑ کر چلا گیا ہے اور کمرے میں کوئی سامان وغیرہ بھی نہیں ہے۔ اس آدمی کے علیے اور قہر و قیامت کے بارے میں تفصیلات حاصل کر کے اسے ٹریس کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس کا پتہ نہ چل سکا البتہ اتنا معلوم ہوا کہ اس سے ایک پاکیشیائی لڑکی اکثر ملنے آیا کرتی تھی۔ اس لڑکی کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی گئیں۔ اس کے مطابق اس لڑکی کا نام نرگس ہے اور یہ گرینٹ لینڈ کی یونیورسٹی میں طویل عرصے تک پڑھتی رہی ہے

نہیں۔ یہ مشن ابیں نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سامنے یہ کاماں سے ٹکرا ہو۔ یہ فیصلہ وہیپ کا مشن ہے۔ اسٹن نے

کہا۔ وہ کیا ہے۔ ڈوڈ نے یہ توجہ سے سمجھنے میں کہا۔

تھیں تھیں سو سائی کے بارے میں تو سمجھتے تھے کہ وہ کمرے میں موجود ہے۔ وہیپ نے انہوں کے خلاف کام کرتی ہے۔ وہیپ نے اس سے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔

اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔

اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔

اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔

اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔

اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔

اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔

اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سمجھتا۔

اور پاکیشیا کے کسی لارڈ کی بیٹی ہے اور وہاں پاکیشیا کے دارالحکومت میں رہائش پذیر ہے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس سے معلومات حاصل کی جائیں لیکن جب اس سے معلومات حاصل کی گئیں تو صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ سڈنی اسے ایک فنکشن میں ملاتا تھا اور چونکہ وہ خود گریٹ لینڈ میں رہتی ہے اس لئے وہ اس سے ملنے کلب جاتی رہتی تھی۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہ بتا سکی۔ اب چیف باس نے پاکیشیا میں اس سڈنی کو ٹریس کرنے کا مشن میرے سیشن کے ذمے لگایا ہے۔ آسنن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اس کو عمران یا وہاں کی حکومت سے چھپانے کا کیا فائدہ ہے۔ یہ سوسائٹی گریٹ لینڈ میں نہ قانونی طور پر بنی ہے اس لئے حکومت تو اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا سے باقاعدہ امداد طلب کر لیتی۔ میرا تو خیال ہے کہ اگر عمران کو آمادہ کر دیا جائے تو وہ چند مہینوں میں اس سڈنی کو زمین کی تہہ سے نکال لائے گا۔ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

لیکن وہ سڈنی کو ہمارے حوالے نہیں کرے گا اور پھر سڈنی سے معلومات کون حاصل کرے گا۔ دوسری بات یہ کہ گریٹ لینڈ کی حکومت کے مطابق اس سوسائٹی پر صرف قانونی پابندیاں لگائی گئی ہیں لیکن اگر یہ بات یہاں کے پریس میں آگئی کہ اس سوسائٹی کے لوگوں کو خاموشی سے ہلاک کر دیا جاتا ہے اور اب تک اس سوسائٹی کے سینکڑوں افراد کو حکومت نے خاموشی سے بغیر مقدمہ چلائے

ہلاک کیا ہے تو پوری دنیا میں طوفان اٹھ کھڑا ہو گا اور پھر نجانے کون کون سی تنظیمیں اس سوسائٹی کی درپردہ حمایت شروع کر دیں اس لئے اس معاملے کو کسی طرح بھی اوپن نہیں کیا جاسکتا۔ آسنن نے جواب دیا۔

لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ سڈنی پاکیشیا سے کسی اور ملک شفٹ ہو گیا ہو۔ ڈیوڈ نے کہا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے لیکن بہر حال اب اس کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے تو اس کا سراغ تو اب بہر حالت میں لگانا ہے۔ آسنن نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا لیکن تم نے مجھے کیوں کال کیا ہے۔ ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ پاکیشیا چلو کیونکہ تمہارے سیشن کے پاکیشیا میں کافی رابطے ہیں اور تم بھی اپنے سیشن کے کاموں کے سلسلے میں وہاں آتے جاتے رہتے ہو جبکہ میں وہاں پہلی بار جاؤں گا۔ اگر تم تیار ہو جاؤ تو میں چیف سے خصوصی اجازت لے لوں گا۔ آسنن نے کہا۔

میرے سیشن کے پاس فی الحال کوئی اہم کام تو نہیں ہے اس لئے میں جاسکتا ہوں لیکن شرط وہی چیف والی ہے اگر وہ اجازت دے دے۔ ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو آسنن نے میز پر ہڈت ہوئے فون کا رسور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کیا

اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیتے۔

”یس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری لیکن تھکمانہ آواز سنائی دی۔

”آسنن بول رہا ہوں۔ ڈیوڈ میرے پاس موجود ہے۔ میں نے ڈیوڈ کو اپنے ساتھ پاکیشیا جانے پر رضامند کر لیا ہے لیکن اس کے لئے آپ کی خصوصی اجازت چاہئے..... آسنن نے کہا۔

”ڈیوڈ سے بات کراؤ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس ہاں۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں..... ڈیوڈ نے آسنن کے ہاتھ سے ریور لیٹے ہوئے کہا۔

”ڈیوڈ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا علی عمران جہارا دوست ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم سپیشل ایجنسی کے لئے کام کرتے ہو اس لئے کہیں..... انہ ہو کہ وہ تمہیں وہاں دیکھ کر چونک پڑے اور پھر ساری بات اس کے سامنے آجائے..... ہاں نے کہا۔

”لیکن ہاں ضروری تو نہیں کہ ہم اسے سب کچھ تفصیل سے بتائیں۔ ہم کوئی بھی بہانہ کر سکتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو میں میک اپ میں جاسکتا ہوں..... ڈیوڈ نے کہا۔

”نہیں۔ وہ آدمی میک اپ فوراً پہچان لے گا اس لئے تم وہاں اصل نام اور اصل کاغذات سے ہی جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں اگر اس سے جہاری ملاقات ہو گئی تو تم اسے ذیل کر لو گے۔ بس یہ بات ذہن میں رکھنا کہ اسے ہمارے اصل مشن کا علم نہ ہو سکے

کیونکہ حکومت نہیں چاہتی کہ سوسائٹی کے خلاف اس کی خفیہ سرگرمیاں اوپن ہوں..... ہاں نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں ہاں۔ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسے ہی ہو گا..... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

اوکے پھر تمہیں اجازت دی جاتی ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے ریور رکھ دیا۔

”جہارا بے حد شکریہ ڈیوڈ کہ تم میری خاطر وہاں جا رہے ہو..... آسنن نے کہا۔

”ارے اس میں شکریہ ادا کرنے کی کون سی بات ہے۔ ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں اور تم نے اور جہارے سیکشن نے کئی بار میری اور میرے سیکشن کی مدد کی ہے اور یہ بھی تو گریٹ لینڈ کا مشن ہے کوئی جہارا ذاتی کام تو نہیں ہے..... ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بہر حال اب میرا خیال ہے کہ وہاں جانے اور وہاں کام کرنے کے سلسلے میں بنیادی تفصیلات طے کر لی جائیں..... آسنن نے کہا اور ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فائل پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے آہٹ سن کر سر اٹھایا اور پھر عمران کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

”وعلیکم السلام۔ آؤ بیٹھو۔ آج بڑے عرصے بعد تمہیں میری یاد آئی ہے۔ سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا موڈ واقعی بے حد خوشگوار ہے۔

”کیا بات ہے۔ آج تمہارا موڈ خلاف توقع کچھ زیادہ ہی خوشگوار ہے۔ پیشانی پر موجود شکنیں بھی غائب ہیں۔ آنکھوں میں وحشیانہ چمک کی بجائے مسرت کی چمک نظر آرہی ہے۔ چہرہ بھی گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا ہے۔ خیریت ہے کہیں سلتی بھابھی نے اپنی جائیداد بیچنے کی حالی تو نہیں بھری۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جان بوجھ کر کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

”سلتی کی جائیداد۔ ہونہر۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شور ہے۔ اس کی جائیداد ہے ہی کیا۔ ایک آبائی مکان اور دو دکانیں۔ ہونہر۔ سوپر فیاض نے کہا۔

”اچھا تو اب یہ نوبت آگئی ہے کہ سلتی بھابھی تمہیں پدی نظر آنے لگ گئی ہیں۔ کیا کوئی حتمی وعدہ ہو گیا ہے۔“ عمران نے آخری الفاظ آگے کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشیاں لہجے میں کہے۔

”حتمی وعدہ۔ کیا مطلب۔“ سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

عمران کے پاس آج کل کوئی مشن نہ تھا اور اس کا مطالعہ کا موڈ بھی نہ تھا اس لئے وہ ان دنوں آوارہ گردی میں مصروف رہتا تھا۔ آج اس کا ارادہ سوپر فیاض کو ساتھ لے کر کسی اچھے سے ہوٹل میں لُنج کھانے کا تھا کیونکہ سلیمان ان دنوں چھٹی لے کر اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ فلیٹ سے نکلا اور کار لے کر سیدھا سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کار اس نے پارکنگ میں روکی اور پھر تیز قدم اٹھاتا سوپر فیاض کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ باہر چڑا سی موجود تھا جس نے عمران کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”صاحب کا موڈ کیسا ہے۔“ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

”اچھا ہے۔ ابھی ایک غیر ملکی خاتون مل کر گئی ہے۔“ چڑا سی نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔ فیاض کسی

”مخصوص خوشبو بتا رہی ہے کہ آنے والی غیر ملکی تھی۔ کیا کسی یورپی ملک کی انٹیلی جنس کی سپرٹنڈنٹ تھی..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

”تھی تو وہ غیر ملکی لیکن اس کا کسی سرکاری پنشنی سے کوئی تعلق نہ تھا..... سوپر فیاض بھی باقاعدہ مخلوط ہو رہا تھا۔

”تو پھر وہ کسی بڑے ہوٹل کی پیئجر ہو گی اور تمہیں جہاز انڈرائیڈ پہنچانے آئی ہو گی..... عمران نے کہا۔

”تم سے خدا سمجھے۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو۔ بہر حال میں بتا دیتا ہوں وہ نہ تم سے کوئی بعید نہیں کہ تم کیا فتویٰ جاری کر دو اور پھر جا کر سسلی کے کان بھر دو۔ وہ خواہ مخواہ میری جان کھاتی رہے گی۔ وہ مس ایلیسا تھی ہوٹل شیرمن کی مارکیٹنگ پیئجر۔ میں نے ہوٹل شیرمن کے شراب کے لائسنس کی پڑتال کی تھی اور ان کے بارے میں رپورٹ بڑے صاحب کو دی تھی جس پر بڑے صاحب نے ان کے جنرل پیئجر کو کال کر کے شراب کے سنور پر موجود لائسنس سے زیادہ شراب سنور کرنے کی وضاحت طلب کر لی تھی اور مس ایلیسا اس سلسلے میں کاغذات لے کر آئی تھی۔ سوپر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور ان کاغذات کے مطابق سنور میں موجود شراب لائسنس کے عین مطابق تھی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ان کے پاس دو لائسنس ہیں۔ ایک لائسنس اس وقت

مجھے یقین ہے کہ کسی خوبصورت عورت نے تم سے کوئی جتنی وعدہ کر لیا ہو گا جس کی وجہ سے اب تمہیں اتنی بھابھی پائی نظر آنے لگ گئی ہے۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ جہاز کیا خیال ہے۔ تم میں بدکردار ہوں۔ سوپر فیاض نے مصنوعی غصے پر سے لہجے میں کہا۔

”جس لمحے مجھے یہ خیال آگیا تم دو لائسنس نہ لے سکو گے کیونکہ جتنی نفرت مجھے بدکرداری سے ہے اتنی شاید ہی کسی اور پر ہے۔ سو عمران نے کہا۔

”تو پھر تم سے یہ بات کیوں کی ہے۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اس سنے کہ میں تمہارا دوست ہوں اور دوست دوستوں کے بارے میں ان سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ جہاز اموڈ صرف اس وقت خوشگوار ہوتا ہے جب کوئی خوبصورت عورت تم سے ملاقات کرتی ہے اور یہاں اس وقت کم سے میں کبھی کوئی مخصوص نسوانی خوشبو بتا رہی ہے کہ بچہ سے ملنے کوئی کامیاب مسیہ یہاں موجود ہو رہی ہے۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

جہاز ناگ تو علی سے بھی زیادہ تیز ہے۔ یہ درست ہے کہ ایک ٹرک بچہ سے ملنے آئی تھی لیکن وہ سرکاری کام سے آئی تھی۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

فیاضی کا پس منظر جانتا تھا۔

”صرف ایک بوتل سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ آج کل سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ کھانے کے معاملے میں میرا ذوق کس قدر اعلیٰ ہے اور اعلیٰ ذوق کا کھانا اعلیٰ بوتلوں میں ہی ملتا ہے۔ میرے پاس تو تنور پر بیٹھ کر کھانا کھانے کے بھی پیسے نہیں ہیں اس لئے ہمیں بچ کھانا ہو گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ ضرور ضرور۔“ سوپر فیاض نے فوراً ہی اس کی بات مانتے ہوئے کہا۔

”کوئی بہت بڑی رقم کمائی ہے کیا؟“ عمران نے ایک بار بھر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

”پھر وہی بات۔ میں ہمیں دوست سمجھ کر سب کچھ کر رہا ہوں اور تم مجھ پر ہی شک کر رہے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں نے کچھ کماتا تھا تو کیا میں تمہارے ڈیڈی کو رپورٹ کرتا۔“ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں تمہاری ان رگوں کے بارے میں بھی جانتا ہوں جن کی کارکردگی کا علم شاید تمہیں خود بھی نہ ہو گا۔ تم نے ڈیڈی کو رپورٹ دے کر دراصل معاوضہ بڑھایا ہے۔ کیوں میں درست کہہ رہا ہوں ناں۔“ عمران نے کہا تو سپرنٹنڈنٹ فیاض بے اختیار پھینکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

موجود نہ تھا اس لئے میں نے رپورٹ کر دی تھی۔ اب وہ دوسرے لائنس کی کاپی دے گئی ہے۔“ سوپر فیاض نے کہا۔

”یہ لائنس سابقہ تارنٹوں میں تو تیار نہیں کرایا گیا۔ ذرا دکھانا وہ لائنس۔“ عمران نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو لائنس۔ یہ سرکاری معاملات ہیں۔ تمہارا ان سے مطلب۔“ سوپر فیاض نے جس انداز میں کہا اس سے ہی عمران سمجھ گیا کہ اصل جکڑ یہی تھا۔ سوپر فیاض نے لامحالہ بھاری نڈرائے کر انہیں اس کی اجازت دی ہو گی ورنہ سوپر فیاض کی گھاک نظروں سے یہ لائنس کیسے بچ سکتا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں یہ بات ڈیڈی کے کانوں میں ڈال دوں گا پھر وہ خود ہی چیکنگ کر لیں گے۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے یہ بھٹو۔ یہ بھٹو پلیر۔ تم میرے دوست ہو۔ میرے بھائی ہو۔“ سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے گھنٹی کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے چڑاسی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ عمران صاحب آئے ہیں پھر تم نے اب تک ان کی خدمت کیوں نہیں کی۔ جاؤ دو بوتلیں مشروب کی ہمارے لئے لے آؤ اور ہاں ایک بوتل تم خود بھی پی لینا۔ جاؤ اور جلدی آؤ۔“ سوپر فیاض نے کہا تو چڑاسی زیر لب مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سوپر فیاض کی اس شبانہ

بہر حال بچ تو میں نے کرنا ہے اور تم نے کرنا ہے اس لئے اٹھو۔ عمران نے کہا تو سوپر فیاض فوراً ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن اسی لمحے چوڑی اندر داخل ہوا۔ اس نے مشروب کی دو بوتلیں اٹھائی ہوئی تھیں۔

اب یہ تم دوسرے چہرہ ایسوں کو چلا دو۔ مجھے تمہارا صاحب بچ کرانے لے جا رہا ہے اگر اس نے ٹھنڈا مشروب پی لیا تو اس کا جوش ختم بھی ہو سکتا ہے۔ عمران نے کہا۔

ہاں جاؤ تم۔ سوپر فیاض نے بھی کہا تو چہرہ اسی خاموشی سے بوتلوں سمیت واپس چلا گیا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سوپر فیاض نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا۔

کیس سر۔ سوپر فیاض نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ دو واقعی امن شن بھی ہو گیا تھا کہ عمران فوراً ہی سمجھ گیا کہ فون اس کے ذیلی کی طرف سے ہو گا ورنہ فیاض کس اور کے خوف سے اس طرف امن شن نہیں ہو سکتا تھا۔

بہتر ہے۔ سوپر فیاض نے پہلے سے بھی زیادہ موبائل سے میں جواب دیا اور پھر سیور رکھ دیا۔

اب کرلو جا کر بچ۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کیا ہوا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

کوئی نیا کیکس آگیا ہے اور بڑے صاحب نے فوراً کال کیا ہے۔ سوپر فیاض نے کہا۔

تو کیا ہوا۔ زیادہ سے زیادہ تمہیں چند ہدایات دیں گے سن لو پھر اس نئے کیکس کے سلسلے میں چل پڑیں گے۔ پہلے بچ کریں گے پھر تم جانو اور تمہارا کیکس۔ میں انتظار کر لیتا ہوں۔ عمران نے کہا اور دوبارہ اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اب اس کا کرسی سے اٹھنے کا ارادہ ہی نہ رہا ہو۔ سوپر فیاض نے پیگمر پر موجود کیپ اٹھا کر سر پر رکھی اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً نصف گھنٹے بعد ہوئی۔

اب میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کیوں۔ کیا ذیلی کے ساتھ بچ پر جا رہے ہو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں۔ فوری طور پر ایک خاتون کا بیان لینا ہے اور پھر فوراً ہی تمہارا ذیلی کو روک دیتی ہے۔ ان کا حکم ہے کہ دو رپورٹ لیا جائے۔ اب میں۔ موبائل فون اب عبد القادر خان کی بیٹی نے گھس لیا۔ سوپر فیاض نے کہا۔ عمران نے اختیار اچھل پڑا۔

اب عبد القادر خان کی بیٹی نے گھس لیا۔ کیا مطلب۔ کیا جواب دیتے۔ عمران نے حیرت بھرا منہ میں پوچھا۔

کیا مطلب۔ تم اسے جانتے ہو۔ سوپر فیاض نے بھی حیران ہو کر کہا۔

ہاں۔ اب صاحب نے اس کی طرف سے حیرت میں اور امان لی

کر لوں گا اور بل تمہیں بھجوادوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
 ”خواہ مخواہ بل مجھے بھجوادو گے۔ میں بل ادا نہیں کروں گا۔ سوپر
 فیاض نے پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تو میں ڈیڈی کو بھجوادوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
 ”بے شک بھجوادینا۔ وہ خود ہی تم سے پوچھ لیں گے۔ سوپر
 فیاض نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا پارکنگ
 سے سوپر فیاض کا ڈرائیور جیپ لے کر آگیا۔ ظاہر ہے اس نے سوپر
 فیاض اور عمران کو پارکنگ کی طرف آتے دیکھ لیا تھا اور شاید سوپر
 فیاض نے اسٹا فاصلہ بھی عمران کی وجہ سے طے کر لیا تھا ورنہ تو
 دروازے پر ہی جیپ میں بیٹھنے کا عادی تھا۔

”کون سے ہسپتال جانا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
 ”سٹی ہسپتال۔ سیشیل وارڈ ذکرہ نمبر چھ۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے
 جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا جبکہ سوپر فیاض جیپ
 میں سوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار ہیز کوائر سے نکلی اور
 تیزی سے سٹی ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ نرگس کے
 بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے کیوں اغوا کیا گیا ہو گا اور تشدد ذکر کے
 اس سے کیا معلوم کرنے کی کوشش کی گئی ہو گی کیونکہ بظاہر تو کوئی
 ایسی بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی لیکن ظاہر ہے اب تفصیل تو نرگس
 ہی بتا سکتی تھی لیکن یہ بات بہر حال طے تھی کہ یہ کوئی عام واقعہ
 نہیں ہو سکتا کیونکہ اول تو اس کی رپورٹ سر عبدالرحمن کو نہ دی

میری شادی اس نرگس سے کرنا پڑتی تھی۔ ایک بھتیجی انہوں
 نے زبردستی ایم ای کے ساتھ تجھ ان کے ہاں پرہ کیا ہے کہ
 نہیں جانتا میں نواب صاحب نے صاف انکار کر دیا کیونکہ وہ نرگس کی
 شادی اپنے کسی قریبی عزیز سے کرنا چاہتے تھے اس نے ماں بی نے یہ
 مسئلہ ترک کر دیا۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور۔۔۔۔۔ اسی لئے بڑے صاحب نے یہ غلطی حاکم دیات کہ میں
 فوراً جائز بیان میں اور واپس آکر رپورٹ دوں۔ سوپر فیاض
 نے کہا۔

لیکن یہ دیا ہے۔ کس سلسلے میں یہ بیان لینے تم جا رہے
 ہو۔ عمران نے پوچھا۔

اے اغوا کر کے اس پر ہندو خیموں نے تشدد کیا ہے اور وہ
 ماضی آجی ہے اور اس وقت ہسپتال میں ہے۔ سوپر فیاض نے
 جواب دیا۔

اور۔۔۔۔۔ تو میں بھی ساتھ چوں گا۔ چو۔ عمران نے سخت
 ہو کر کہا۔

ہاں آؤ۔ سوپر فیاض نے کہا اور پھر وہ دونوں آفس سے باہر
 آئے۔

تم اپنی جیپ لے لو کیونکہ میں نے تو پھر واپس نہیں آنا اور پھر
 تم نے ڈیڈی کو رپورٹ دینی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ڈیڈی کوئی اور
 کام تمہیں دے دیں اس سے اب بھی ہو سکتا ہے کہ میں اسکی پیچ

موجود تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں انہیں بتاؤں کہ سذنی اب کہاں ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ پہلے بھی ایک غیر ملکی نے مجھ سے اس بارے میں پوچھ کچھ کی تھی۔ سذنی نام کا ایک آدمی جو گریٹ لینڈ کا باشندہ تھا مجھے ایک فنکشن میں ملا تھا۔ جو کہ میں بھی گریٹ لینڈ میں رہ چکی ہوں اس لئے جب اس سے بات چیت ہوئی تو وہاں کی باتیں ہونے لگیں۔ اس طرح میری اس سے اکثر ملاقات ہو جاتی تھی۔ وہ دارالحکومت کے بیرونی علاقوں میں رہائش پذیر تھا۔ میں دو تین بار اس سے ملنے کلب میں بھی گئی اور لابی میں بیٹھ کر باتیں ہوئی تھیں۔ اس کے بعد اچانک وہ کمرہ چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد وہ نہیں ملا لیکن ان دونوں نے میری بات پر یقین کرنے سے انکار کر دیا اور پھر پرتشدد شروع کر دیا لیکن جو کچھ میں جانتی تھی وہ میں پہلے ہی بتا چکی تھی اور کیا بتاتی لیکن انہوں نے مجھ پر انتہائی ہیمانہ تشدد کیا۔ اس خوفناک تشدد کی بنا پر میں بے ہوش ہو گئی۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں ایک پارک میں بڑی ہوئی تھی اور شاید زخمی تھی۔ وہاں لوگوں نے مجھے نیکی کر کے دی تو میں اپنی رہائش گاہ پر پہنچی جہاں سے ڈیڑی نے مجھے یہاں پہنچایا۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ پولیس بھی آکر میرا بیان لے گئی ہے اور پھر شاید ڈیڑی نے انکل سر عبدالرحمن کو اطلاع دی ہے اس لئے آپ صاحبان آئے ہیں۔ سر نرگس نے اہستہ اہستہ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض نے ان آدمیوں کے حلیے اور ان کے لباس کی تفصیلات پوچھ کر لکھیں لیکن عمران

جاتی اور اگر رشتے داری کی وجہ سے نواب عبدالقادر خان ذاتی طور پر درخواست بھی کرتے تو سر عبدالرحمن سوپر فیاض کی بجائے کسی انسپکٹر کو بھجوا دیتے۔ یقیناً کوئی ایسی بات تھی کہ سر عبدالرحمن اس میں خصوصی دلچسپی لے رہے تھے۔ یہی باتیں سوچتا ہوا عمران سکیپ ہسپتال پہنچ گیا۔ اس نے کار مارکنگ میں روکی اور اسی لئے سوپر فیاض کی جیب بھی وہاں پہنچ گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اسپیشل وارڈ کے کمرہ نمبر چھ میں داخل ہوئے تو وہاں بیڈ پر نرگس موجود تھی۔ اس کے بچے پر تشدد کے نشانات واضح تھے۔ ساتھ اس کے والے ڈاکٹر نے سوپر فیاض کا تعارف نرگس سے کرایا۔ نرگس نے اثبات میں سر ہلا دیا البتہ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر نے دو کرسیاں بیڈ کے ساتھ رکھوا دیں اور سوپر فیاض اور عمران خاموشی سے ان پر بیٹھ گئے۔

”مس نرگس یہ سب کیا ہوا ہے۔ یہ سوپر فیاض میرا دوست ہے میں اس سے ملنے گیا تھا تو مجھے اطلاع ملی کہ یہ آپ کا بیان لینے آ رہا ہے اس لئے میں ساتھ آ گیا ہوں۔ کیا ہوا ہے؟“ عمران نے کہا۔
”مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ کیا ہوا ہے البتہ میں رات کو اپنے کمرے میں سو رہی تھی کہ اچانک میری ناک میں نانا نوکس سی ہو پہنچی۔ میں اٹھنے لگی لیکن پھر میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں کسی کمرے میں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور میرے جسم کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ وہاں گریٹ لینڈ کے دو باشندے

جانتی ہوں..... نرگس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ میک اپ میں رہتا تھا..... عمران نے پوچھا تو نرگس بے اختیار چونک پڑی۔

”میک اپ۔ کیا مطلب۔ وہ مرد تھا میک اپ کیوں کرتا۔“
نرگس نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم ماہ لقا کی دوست ہو لیکن تمہیں اس میک اپ کا بھی علم نہیں ہے جس سے چہرے کے خدوخال اور رنگ وغیرہ بدل دیا جاتا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ لیکن مجھے نہیں معلوم۔ ویسے میں نے تو ہمیشہ اسے اسی چہرے میں ہی دیکھا تھا.....“ نرگس نے جواب دیا۔

”وہ یقیناً کسی تنظیم سے متعلق تھا۔ سرکاری تنظیم کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ وغیرہ علی کہیں اس انداز میں اغوا کر کے تم پر تشدد کر کے اس کے بارے میں نہ پوچھتے۔ تم سوچ کر مجھے بتاؤ کہ کیا اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نکلی ہو جس سے اس کے بارے میں آئیڈیا لگ سکے.....“ عمران نے کہا تو نرگس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

”اوہ۔ ہاں ہاں۔ مجھے یاد آگیا۔ ہاں۔ ایک بار میری موجودگی میں اسے ایک فون کال ملی تھی۔ دوسری طرف سے مدھم سی آواز بھرتک بھی پہنچ رہی تھی۔ گریٹ لینڈ کی دہشت گرد تنظیم فینن سوسائٹی کا نام یاد آگیا تھا لیکن یہ نام سنتے ہی سڈنی نے فوراً کال ختم کر دی تھی

ناموش بیٹھا رہا۔

”نھیک ہے مس نرگس آپ بے فکر رہیں ہم جلد ہی ان لوگوں کا سراغ لگا لیں گے۔“ او عمران..... سوپر فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔
”تم جاؤ میں ابھی مس نرگس کے پاس رکوں گا۔ بہر حال یہ ہماری منزلہ ہیں.....“ عمران نے خشک لہجے میں کہا تو سوپر فیاض معنی خیز نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے واپس چلا گیا۔
”آپ کا بے حد شکریہ عمران صاحب کہ آپ مجھے پوچھنے کے لئے آئے ہیں.....“ نرگس نے کہا۔

”شکریہ ادا کرنے کی بجائے آپ مجھے اصل بات بتادیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نرگس بے اختیار چونک پڑی۔
”کیا مطلب۔ میں تو جو کچھ جانتی تھی وہ میں نے بتا دیا ہے۔“
نرگس نے کہا۔

آپ کا لہجہ اور انداز بتا رہا ہے کہ آپ نے اصل بات چھپائی ہے۔ آپ مجھے بتائیں اور یقین کریں کہ آپ کو یہ بات بتانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی.....“ عمران نے کہا۔
”نہیں عمران صاحب۔ میں نے واقعی کچھ نہیں چھپایا۔“ نرگس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سڈنی کون تھا.....“ عمران نے کہا۔
”اس کے مطابق وہ یہاں گریٹ لینڈ کی کسی کمپنی کا سیزر لیجنٹ تھا۔ وہ باتیں بے حد دلچسپ کرتا تھا اور شریف آدمی تھا۔ بس میں اتنا

اور پھر مجھ سے معذرت کر کے واپس اپنے کمرے میں چلا گیا تھا اور میں واپس آگئی تھی لیکن اس وقت تو مجھے اس کا کوئی خیال نہ آیا تھا۔ آپ کے کہنے پر میں نے ذہن پر زور دیا تو مجھے یاد آگیا اللہ! میں کہہ نہیں سکتی کہ اس کامیرے واقعہ سے کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں۔“

زرگس نے کہا۔

”کیا آپ اس فین سوسائٹی کے بارے میں تفصیل جانتی ہیں۔“

آپ بھی تو گریٹ لینڈ میں رہی ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ بس اتنا معلوم ہے کہ گریٹ لینڈ کے اخبارات میں اکثر اس دہشت گرد تنظیم کا نام شائع ہوتا تھا لیکن میں نے کبھی خیال نہیں کیا۔“

زرگس نے جواب دیا۔

”اس سڈنی کا حلیہ اور قد و قامت کیا تھا۔“ عمران نے پوچھا تو زرگس نے اسے تفصیل بتادی۔

”اس کی کوئی خاص نشانی۔“ عمران نے پوچھا۔

”نشانی۔ کیسی نشانی۔ بس عام سا وجہ آدمی تھا۔“ زرگس

نے جواب دیا۔

”میرا مطلب ہے کہ کوئی ایسی نفسیاتی حرکت جس کا پتہ اسے بھی نہ ہو۔ مثلاً بعض لوگ بات کرتے ہوئے لاشعوری طور پر کان کی لو کو دباتے ہیں۔ بعض ناک پر انگلی پھیرتے رہتے ہیں۔ اس قسم کی کوئی حرکت۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں اللہ! ایک بات مجھے یاد آ رہی

ہے کہ سڈنی کے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی عام انگلیوں سے خاصی چھوٹی تھی لیکن غور سے دیکھنے سے اس کا احساس ہوتا تھا ویسے نہیں۔“ زرگس نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب آپ آرام کریں میں اپنے طور پر ان لوگوں کا سراغ

لگانے کی کوشش کروں گا جنہوں نے یہ حرکت کی ہے۔“ عمران

نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ زرگس نے اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا

اور پھر عمران اجازت لے کر کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس

کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں

فین سوسائٹی کا نام گردش کر رہا تھا۔

کمرے کی دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے میں موجود ایک پینڈ بیگ اٹھا کر اس نے الماری بند کر دی اور پھر پینڈ بیگ اٹھائے وہ واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے پینڈ بیگ کھولا۔ اس کے اندر ایک چھوٹا سا لیکن مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھ دیا لیکن ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی ایک تار پینڈ بیگ کے اندر جا رہی تھی۔ اس آدمی نے وہ تار باہر نہیں نکالی بلکہ پینڈ بیگ کو ویسے ہی اس ٹرانسمیٹر کے ساتھ رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور اس آدمی نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ آسٹر کالنگ۔ اور“ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ وہی آواز تھی جو فون پر سنائی دی تھی۔

”یس۔ سنڈی بول رہا ہوں۔ اور“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”باس۔ گریٹ لینڈ کی سپیشل ایجنسی کے سیکشن ایس کی ایک ٹیم آپ کی تلاش میں پاکیشیا پہنچی ہوئی ہے۔ اور“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں۔ تجھے پہلے اطلاع مل چکی ہے۔ اور“ سنڈی نے کہا۔

”تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اور“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

میلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے لمبے قد اور چھپرے جسم کے آدمی نے چونک کر ساتھ ہی تپائی پر پڑے ہوئے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ اس آدمی نے کہا۔

”آسٹر بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کون آسٹر۔ میں تو کسی آسٹر کو نہیں جانتا۔ اس آدمی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا آپ مسٹر ڈیوس نہیں بول رہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نہیں۔ میرا نام تو ریچرڈ ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

”سوری۔ رائنگ نمبر۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اس آدمی نے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر

”انہیں نظر انداز کر دو۔ وہ خود ہی یہاں نگر میں مار کر چلے جائیں گے۔“ اور ”..... سڈنی نے جواب دیا۔

”لیکن باس اسلحے کی نئی کھیپ بھیجوائی جانی ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔“ اور ”..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اپنا کام جاری رکھو۔ وہ اس کا سراغ نہ لگا سکیں گے اور نہ انہیں اس کا علم ہو گا۔ وہ صرف میری تلاش میں یہاں آئے ہیں کیونکہ ان کے ہاتھ فی دن لگ گیا تھا اور فی دن کا بجھ سے کلب کے پتے اور فون پر رابطہ رہتا تھا۔ یقیناً انہیں فی دن سے اس بارے میں علم ہوا ہو گا اس لئے وہ یہاں آئے ہیں۔“ اور ”..... سڈنی نے کہا۔

”یس باس۔“ اور ”..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور اینڈ آل“..... سڈنی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے اٹھا کر واپس پیمنڈ بیگ میں رکھا اور اسے بند کر کے وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی کر پیمنڈ بیگ واپس اسی جگہ رکھا جہاں سے اس نے اسے اٹھایا تھا اور پھر الماری بند کر کے وہ ابھی کرسی پر آکر بیٹھا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یس“..... اس نے مختصر سا جواب دیا۔

”ماسٹر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ میں رچر ڈبول رہا ہوں“..... سڈنی نے کہا۔

”باس آپ کی دوست لڑکی نرگس کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر کے اس پر تشدد کیا گیا ہے۔ پھر اسے شدید زخمی حالت میں ایک پارک میں ڈال دیا گیا۔ اب وہ ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ اس نے پولیس کو بیان دیا ہے کہ گریٹ لینڈ کے دو آدمیوں نے اس پر تشدد کیا ہے اور اس سے سڈنی کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پھر اس نے کیا بتایا ہے انہیں“..... سڈنی نے خشک لہجے میں کہا۔

”وہی عام سی باتیں باس“..... دوسری طرف سے ماسٹر نے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ ظاہر ہے اسے جو کچھ معلوم تھا وہی بتا سکتی تھی۔“ سڈنی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ایک اور اہم اطلاع ملی ہے باس اس سلسلے میں“..... دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا تو سڈنی بے اختیار چونک پڑا۔

”کون سی اطلاع“..... سڈنی نے چونک کر پوچھا۔

”باس۔ ہسپتال میں اس سے ملنے سنزل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ اور اس کے ساتھ ایک انتہائی خطرناک آدمی علی عمران بھی آیا تھا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”علی عمران۔ وہ کون ہے“..... سڈنی نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

”باس آپ اسے نہیں جانتے لیکن میں اس کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں کیونکہ میں گریٹ لینڈ کی سیکرٹ سروس کے کپیوٹر روم میں کافی عرصے تک کام کر چکا ہوں۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور دنیا بھر میں انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔“ ماسٹر نے جواب دیا۔

”لیکن سیکرٹ سروس کا نرگس کے اغوا سے کیا تعلق؟“ سڈنی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ وہ انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے اور سپرٹینڈنٹ فیاض کا دوست ہے۔ مجھے جب اس ملاقات کا علم ہوا تو میں چونک پڑا۔ میں نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق اس نرگس کے والد اور انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے درمیان عزیز داری ہے اور شاید اس لئے نرگس کے والد نے اس کے اغوا اور تشدد کے بارے میں انہیں بتایا تھا اور عمران وہاں اس سوپر فیاض کے آفس میں موجود تھا پھر وہ دونوں اکٹھے یہاں آئے۔“ ماسٹر نے جواب دیا۔

”لیکن اس میں ہمارے لئے کیا اطلاع ہے جو تم اس پر اسرار انداز میں بات کر رہے ہو؟“ سڈنی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”باس یہ آدمی انتہائی خطرناک ہے۔ وہ لامحالہ آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا اور اگر اس کے علم میں یہاں ہمارا

نیٹ ورک آگیا تو پھر وہ لامحالہ ہمارے نیٹ ورک کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔“ ماسٹر نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم فکر مت کرو وہ زیادہ سے زیادہ اگر کام بھی کرے گا تو سپیشل ایجنسی کے خلاف کرے گا جنہوں نے نرگس کو اغوا کر کے اس پر تشدد کیا ہے اور اگر اس نے ہمارے نیٹ ورک کے خلاف کام کیا تو پھر ہم خود ہی اس سے نمٹ لیں گے۔“ سڈنی نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ بہر حال آپ محتاط رہیں۔“ ماسٹر نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ ہم محتاط ہیں تو اتنے طویل عرصے سے یہاں ہمارا نیٹ ورک کام کر رہا ہے۔ آج تک کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکا۔ یہ بھی اگر گریٹ لینڈ میں ہمارا آدمی ان کے ہاتھ نہ لگ جاتا تو انہیں میرے بارے میں اطلاع نہ ملتی لیکن اب وہ بھی کسی صورت ہمیں ٹریس نہ کر سکیں گے۔“ سڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو سڈنی نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات موجود نہ تھے جیسے وہ پوری طرح مطمئن ہو کہ کوئی اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ اس نے میز پر پڑی ہوئی ایک کتاب اٹھائی اور اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا لیکن چند لمحوں بعد جب دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کتاب واپس میز پر رکھی اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے“..... اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں کہا۔

”مارسیا ہوں ڈیئر“..... باہر سے ایک ہلکی سی نسوانی آواز سنائی دی تو سڈنی نے دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک نوجوان لڑکی موجود تھی جس کے جسم پر شوخ رنگ کا اسکرٹ تھا۔ نقوش کے لحاظ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بھی گرےٹ لینڈ کی رہنے والی ہے۔

”آؤ مارسیا“..... سڈنی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو مارسیا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”کیا ہوا۔ تم کل کلب نہیں آئے۔ آخر اس قدر چھپ کر بیٹھنے کی کیا وجہ ہے“..... مارسیا نے کہا۔

”چھپنے کی مجھے کیا ضرورت ہے ڈیئر۔ کل سپلائی کے سلسلے میں کام تھا اس لئے میں کلب نہ آ سکا“..... سڈنی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ کمرے میں موجود ایک ریک کی طرف بڑھ گیا جس میں شراب کی بوتلیں اور گلاس موجود تھے۔ اس نے شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور واپس آکر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ مارسیا دوسری کرسی پر پہلے ہی بیٹھ چکی تھی۔ سڈنی نے شراب دونوں گلاسوں میں ڈالی اور پھر ایک گلاس اٹھا کر اس نے مارسیا کے سامنے اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔

”شکریہ۔ میں سمجھی کہ شاید تم سپیشل جینسی کی وجہ سے چھپے بیٹھے ہو“..... مارسیا نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ وہ ہمارے خلاف کیا کر سکتے ہیں۔ اس سڈنی کو تلاش کر رہے ہوں گے جو کلب میں رہتا تھا۔ کرتے رہیں تلاش“۔ سڈنی نے مسکراتے ہوئے کہا اور مارسیا نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”پھر بھی تمہیں محتاط رہنا چاہئے۔ وہ بہر حال انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی سراغ لگالیں“..... مارسیا نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ ویسے انہوں نے ایک کوشش کی ہے جس کی اطلاع مجھے مل چکی ہے۔ ان کی یہ کوشش بھی ناکام ہوئی ہے“..... سڈنی نے بھی شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”کیسی کوشش“..... مارسیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ مقامی لڑکی نرگس جس سے میری اکثر ملاقات رہتی تھی انہوں نے اسے اغوا کر کے اس پر تشدد کیا ہے تاکہ میرے بارے میں کوئی کھو اس سے حاصل کر سکیں لیکن اسے میرے بارے میں کچھ معلوم ہی نہ تھا اس لئے وہ کیا بتائی“..... سڈنی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے تمہارا حلیہ، لباس اور ایسی ہی دوسری باتیں اس سے بہر حال معلوم کر لی ہوں گی۔ میں نے تمہیں کتنی بار کہا تھا کہ تم اس سے اس طرح بار بار نہ ملا کرو“..... مارسیا نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔

”وہ تو بس گریٹ لینڈ کی باتیں کرتی رہتی تھی اور چونکہ وہ اچھی لڑکی تھی اس لئے میں بھی اس سے مل لیتا تھا لیکن اب ظاہر ہے میرا وہ پہلے والا حلیہ تو نہیں اس لئے وہ کیا کر لیں گے البتہ ماسٹر نے اپنی طرف سے مجھے ایک اطلاع دے کر ڈرانے کی کوشش کی ہے لیکن تمہیں تو معلوم ہے کہ ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا“..... سڈنی نے فائرا نے لہجے میں کہا۔

”کون سی اطلاع۔ کیا مطلب“..... ماریسا نے اور زیادہ چونک کر کہا۔

”اس نے مجھے بتایا ہے کہ نرگس سے ملنے پاکستانی سیکرٹ سروس کا کوئی خطرناک ایجنٹ علی عمران ہسپتال گیا تھا۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ یہ عمران انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے اس لئے میں محتاط رہوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا مجھ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور وہ اگر تلاش بھی کرے گا تو سپیشل ایجنسی والوں کو کرے گا جنہوں نے نرگس کو اغوا کیا ہے“..... سڈنی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ نام تو میں نے بھی سنا ہوا ہے لیکن اگر اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر تو وہ سرکاری تنظیم ہونی اور سپیشل ایجنسی بھی گریٹ لینڈ کی سرکاری تنظیم ہے۔ اگر وہ لوگ اسے مل گئے تو لامحالہ انہوں نے اسے جہارے بارے میں بتا دینا ہے۔ اس

طرح ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں تلاش کرنا شروع کر دے“..... ماریسا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ سپیشل ایجنسی اصل بات نہیں بتائے گی۔ صرف ایسا بتائے گی کہ وہ کسی مجرم کو تلاش کر رہے ہیں اور بس۔ وہ فیہن سوسائٹی کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے کیونکہ وہ اسے ہر لحاظ سے خفیہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور گریٹ لینڈ کے کسی مجرم سے یہاں کی پاکستانی سیکرٹ سروس کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے“۔ سڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تمہیں بھی محتاط رہنا چاہئے کیونکہ اگر یہاں کی حکومت کو ہمارے ٹیٹ ورک کا علم ہو گیا تو معاملات غراب بھی ہو سکتے ہیں۔ گریٹ لینڈ اور پاکستانی کے درمیان بڑے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں“..... ماریسا نے کہا۔

”انہیں خود اس ٹیٹ ورک کا آج تک علم نہیں ہو سکا۔ وہ کسی کو کیا بتائیں گے۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ گریٹ لینڈ میں اسلحہ اور تربیت یافتہ آدمی پاکستانی سے بھی جاسکتے ہیں“..... سڈنی نے کہا اور ماریسا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

نے کہا۔

”یہاں پاکیشیا میں۔ یہاں کیا چکر ہو سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی تو معلوم کرنا چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سے لائبریری کا راستہ تھا جبکہ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایڈونچر کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”فارمیک تک پیغام پہنچا دو کہ وہ پاکیشیا کال کرے“۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ فارمیک گریٹ لینڈ میں سیکرٹ سرورس کا فارن مینجمنٹ تھا۔ تھوڑی دیر بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”فارمیک بول رہا ہوں چیف“..... دوسری طرف سے فارمیک کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”گریٹ لینڈ کی موجودہ حکومت کے خلاف ایک دہشت گرد تنظیم کام کر رہی ہے جس کا نام اخبارات میں فینن سوسائٹی لکھا جاتا ہے۔ کیا تمہیں اس کے بارے میں تفصیلات کا علم ہے“..... عمران

دانش منزل کے آپریشن روم میں جیسے ہی عمران داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہٹھو“..... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”لائبریری میں جا کر فینن سوسائٹی کے بارے میں معلوم کرو اور اس بارے میں اگر کوئی تفصیل ہو تو مجھے لادو“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

”فینن سوسائٹی۔ وہ گریٹ لینڈ کے خلاف کام کرنے والی دہشت گرد تنظیم۔ اس کے بارے میں کہہ رہے ہیں آپ“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ لیکن میں اس سلسلے میں تفصیل جانتا چاہتا ہوں کیونکہ یہاں پاکیشیا میں اس سلسلے میں کوئی چکر چل رہا ہے“..... عمران

نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”تفصیلات کا تو کسی کو بھی علم نہیں ہے چیف۔ بس وہ دہشت گردی کی کارروائیاں کرتی رہتی ہے اور حکومت اس کے خلاف کام کرتی رہتی ہے لیکن آج تک اس کا کوئی اہم آدمی نہ پکڑا جاسکا ہے اور نہ سامنے آسکا ہے“..... فارمیک نے جواب دیا۔

”گریٹ لینڈ کی کون سی سرکاری ایجنسی اس کے خلاف کام کر رہی ہے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”پیشل ایجنسی کا ایک سیکشن مستقل طور پر اس کے خلاف کام کرتا ہے جناب۔ اسے ایس سیکشن کہا جاتا ہے“..... فارمیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہاں پاکیشیا میں اس فین سوسائٹی کے سلسلے میں کوئی چکر چل رہا ہے۔ ایک آدمی یہاں ایک کلب میں رہتا تھا جس کا نام سڈنی تھا۔ اس سے یہاں کی ایک مقامی لڑکی کی دوستی تھی۔ پھر وہ آدمی اچانک اس کلب سے غائب ہو گیا جبکہ گریٹ لینڈ کے دو آدمیوں نے اس مقامی لڑکی کو اغوا کر کے اس پر تشدد کیا اور اس سے سڈنی کے بارے میں پوچھ گچھ کی لیکن اس لڑکی کو اس کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم نہ تھی لیکن اس لڑکی نے میرے ایک آدمی کو بتایا ہے کہ اس سڈنی نے ایک بار اس کی موجودگی میں فون کال ایٹنڈ کی تھی جس میں دوسری طرف سے فین سوسائٹی کا نام لیا گیا تھا جس پر وہ سڈنی اس لڑکی سے معذرت کر کے اپنے کمرے

میں چلا گیا تھا۔ اس طرح یہ بات میرے علم میں آئی ہے کہ یہ سارا سلسلہ فین سوسائٹی کا ہے۔ تم معلوم کرو کہ پیشل ایجنسی کے اس سیکشن کے لوگ پاکیشیا تو نہیں آئے ہوئے۔ مجھے تفصیلات چاہئیں جس انداز میں بھی مل سکیں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ویسے آج تک تو اس سوسائٹی کے خلاف ساری کارروائیاں گریٹ لینڈ میں ہی ہوتی رہی ہیں۔ بہر حال میں معلوم کر لوں گا“..... فارمیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جلد از جلد معلومات حاصل کر کے مجھے اطلاع دو“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس دوران بلیک زیرو واپس آ چکا تھا۔ اس نے ایک فائل عمران کے سامنے رکھ دی تھی اور خود وہ اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ عمران نے رسیور رکھا اور پھر فائل کھول کر اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں صرف چار نمائے شدہ کاغذ تھے۔

”اس میں تو وہی کچھ ہے جو عام طور پر مشہور ہے“..... عمران نے ایک طویل سانس لے کر فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کو یہ اطلاع کیسے مل گئی“..... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے نرگس کے گھر سر عبدالرحمن کے ساتھ جانے سے لے کر سوپر فیاض کے آفس جانے اور پھر نرگس سے ہسپتال میں ملاقات تک کی ساری تفصیل بتادی۔

”تو آپ کا خیال ہے کہ اس سڈنی کا تعلق فیبن سوسائٹی سے ہوگا اور جن لوگوں نے نرگس پر تشدد کیا ہے ان کا تعلق سپیشل پمپنسی سے ہوگا..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ قرائن سے یہی لگتا ہے کیونکہ اگر نرگس پر تشدد کرنے والے مجرم ہوتے تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑتے۔ لازماً ہلاک کر دیتے اور زندہ چھوڑنے کا کام صرف وہی لوگ کرتے ہیں جن کا تعلق حکومت سے ہوتا ہے۔ وہ غیر ضروری ہلاکتوں کے قائل نہیں ہوتے لیکن نرگس کے بقول سڈنی یہاں طویل عرصے سے رہ رہا تھا اور یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اگر اس کا تعلق فیبن سوسائٹی سے تھا تو یہاں کیوں رہ رہا تھا..... عمران نے کہا۔

”لیکن اگر ایسا تھا بھی یہی عمران صاحب تو گریٹ لینڈ کی حکومت سرکاری طور پر ہماری حکومت کو بھی تو اس بارے میں کہہ سکتی تھی۔ ایک آدمی کے لئے وہاں سے سیکشن کے بجٹ بھیجنا عام معمول تو نہیں ہے۔ اس کا تو مطلب ہے کہ وہ لوگ یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آدمی سڈنی پاکیشیا حکومت کے ہاتھ لگے..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ حالانکہ اگر یہ صرف دہشت گرد ہیں تو اس سلسلے میں تو اب بین الاقوامی طور پر بھی تمام ممالک ایک دوسرے کی مدد کرنے کے پابند ہو چکے ہیں اور دوسری بات مجھے ایک اور کٹنگ رہی ہے کہ نرگس نے آخر اس سڈنی سے دوستی کیوں کی اور نرگس نے مجھے خود

بتایا تھا کہ اس کے تعلقات ماہ لقا سے ہیں اور وہ کرنل فریدی سے بھی مل چکی ہے۔ گو نرگس سے جب میں نے پوچھ گچھ کی تو مجھے یہی احساس ہوا کہ نرگس اس چکر میں ملوث نہیں ہے لیکن یہ گورکھ دھندہ بھی تو سمجھ میں نہیں آ رہا..... عمران نے کہا۔

”آپ کو اگر نرگس پر شک ہے تو آپ ماہ لقا یا کرنل فریدی سے پوچھ لیں..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ارے ہاں۔ کرنل فریدی کو لازماً اس فیبن سوسائٹی کے بارے میں ہم سے زیادہ علم ہوگا کیونکہ اس کا زیادہ تر کام ہی دہشت گرد تنظیموں کے خلاف ہوتا ہے۔ گڈ شو..... عمران نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

”اسلاک سیکورٹی کونسل..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی سے بات کرا دیجئے..... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ آن کریں..... دوسری طرف سے اس بار موزا بانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا مرید خاص علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) خدمت عالیہ میں سلام نیاز پیش کرتا

ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کرنل فریدی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”جناب میں نے سلام نیاز پیش کیا تھا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے جواب دے دیا ہے“..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”وہ ہمارے شاعر نے ایک شعر کہا تھا جس کی مجھے آج تک سمجھ نہ آئی تھی لیکن اب آپ کے جواب سے آج سمجھ آئی ہے۔ واقعی پیر و مرشد ہی اپنے مریدوں کو یہ راز سمجھا سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اچھا۔ کیا شعر تھا“..... کرنل فریدی نے اس بار مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”شاعر نے تو اپنے لئے یہ شعر کہا تھا کیونکہ اس میں اس نے اپنا نام باقاعدہ شامل کیا تھا لیکن اب چونکہ یہ شعر میرے حال پر منطبق ہو رہا ہے اس لئے اب اس میں میرا نام شامل ہونا چاہئے۔ ویسے شعر کی نشست و برخاست میرا مطلب ہے بندش تو مجھے یاد نہیں کیونکہ آغا سلیمان پاشا نے اب مونگ کی دال تک پکانے سے انکار کر دیا ہے۔“ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

”چلو تم مفہوم ہی بتا دو۔ وہ تو بغیر مونگ کی دال کے بھی تمہیں یاد رہا ہوگا“..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مفہوم۔ ہاں واقعی مفہوم تو یاد رہ گیا تھا۔ شاید یہ پرانے زمانے کی کھائی ہوئی مونگ کی دال کے اثرات ابھی تک چلے آ رہے ہیں۔ بہر حال شاعر نے کہا تھا کہ مرید خاص کے دل پر جو صدے گزرتے ہیں انہیں آپ مرشد کیا جانیں کیونکہ ناز والے نیاز کیا جانیں۔ ویسے اس نیاز کا مطلب وہ نیاز نہیں جو عام طور پر ہمارے علاقے کے لوگ پکا کر بچوں کو کھلاتے رہتے ہیں۔ اس کا مطلب شاعر کے نزدیک انکساری اور عاجزی ہے۔ ظاہر ہے یہ کام مریدوں کی قسمت میں ہی ہے آپ جیسے مرشد کے پاس تو نازی ہی ہو سکتا ہے۔ مطلب ہے بڑائی اور عزت وغیرہ“..... عمران نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے تم نے ناز کا مطلب گھمنڈ یا غرور نہیں بتایا حالانکہ یہ مطلب بھی ہوتا ہے اس کا“..... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بے چارہ مرید کہنا تو نجانے کیا کیا چاہتا تھا لیکن کیا کیا جانے مرشد کی ناراضگی سے اسے ڈر گتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ بہت سی کہنے والی باتیں خوف فساد خلق کی وجہ سے ان کہی رہ جاتی ہیں۔“ عمران نے کہا تو کرنل فریدی ایک بار پھر اپنی عادت کے برخلاف بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”اچھا تو تمہاری ان باتوں کا چرخہ تو کبھی نہیں رک سکتا جبکہ میں نے ایک انتہائی ضروری کام جانا ہے۔ اس لئے اصل بات بتا دو ورنہ پھر میں کام سے فارغ ہو کر تمہیں خود کال کر لوں گا۔“ کرنل

نرگس گریٹ لیند میں پڑھتی رہی ہے اور مس ماہ لقا کی بڑی گہری دوست ہے۔ اماں بی نے کسی فنکشن میں اسے دیکھ لیا۔ چنانچہ اسے اپنی بہو بنانے کا فیصلہ کر لیا اور نادر شاہی حکم جاری کر دیا کہ میں ڈیڈی کے ساتھ نواب عبدالقادر کے ہاں جاؤں۔ چنانچہ ہم دونوں باپ بیٹا کان لپیٹے وہاں جا پہنچے تو مس نرگس عبدالقادر نے ہمارے لپیٹے ہوئے کان کھولے اور ان کھلے ہوئے کانوں میں یہ پھونک ماری کہ وہ مجھے جانتی ہے کہ میں سیکرٹ سروس کے لئے کرائے پر کام کرتا ہوں اور یہ بات اسے ماہ لقا نے بتائی ہے اور وہ کرنل فریدی سے بھی مل چکی ہے اور چونکہ میری نوکری چکی نہیں ہے بلکہ میں کرائے کا سپاہی ہوں اس لئے اس نے انکار کر دیا اور ایک بار پھر ہم دونوں باپ بیٹے کے کان لپیٹ دیئے۔ چنانچہ ہم دونوں کان لپیٹے واپس آ گئے۔“ عمران نے کہا۔

”تو تمہارا مطلب ہے کہ میں ماہ لقا سے کہوں کہ وہ اس سے بات کر کے اسے راضی کرے“..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس بے چاری نے اب کیا راضی ہونا ہے۔ وہ پہلے ہی ہسپتال میں پڑی ہائے ہائے کر رہی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ وہ ہسپتال کیسے پہنچ گئی“..... کرنل فریدی کے لیے میں انتہائی حیرت تھی۔

فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”وہ دراصل میں انتظار کرتے کرتے سوکھ کر کاٹنا ہو چکا ہوں لیکن آپ کی طرف سے بہار کا پیغام ہی نہیں مل رہا“..... عمران نے کہا۔

”بہار کا پیغام۔ میری طرف سے۔ کیا مطلب“..... کرنل فریدی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”مم۔ مم۔ میرا مطلب تھا کہ چاند کب صحن مرشد میں اتر رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو تم ماہ لقا کے بارے میں بات کر رہے ہو۔ ماہ لقا اسلامی سیکورٹی کونسل کی ممبر ہے اور اس بارے میں تمہیں بھی معلوم ہے پھر تم کس بات کا انتظار کر رہے تھے“..... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اسلامی سیکورٹی کونسل کی ممبر صاحبہ کا اب یہی کام رہ گیا ہے کہ نہ خود کسی کو بہار کا پیغام دے گی اور نہ کسی اور کو دینے دے گی“..... عمران نے گول مول سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو“..... کرنل فریدی نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”اماں بی کے دور کے عزیز ہیں نواب عبدالقادر۔ ان نواب صاحب کی اکلوتی صاحبزادی ہے مس نرگس عبدالقادر اور یہ مس

میں کہ فیبن سوسائٹی اس تناظر میں دہشت گرد نہیں ہے جس تناظر میں گریٹ لینڈ اسے دہشت گرد قرار دیتی ہے۔ فیبن سوسائٹی دراصل گریٹ لینڈ کے موجودہ شاہی نظام کے خلاف طویل عرصے سے جدوجہد کر رہی ہے۔ وہ اس نظام کو ختم کر کے یہاں اشتراکیت سے ملتا ہے۔ نظام نافذ کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے وہ مسلح جدوجہد کر رہی ہے لیکن آج تک کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کر سکی ہے۔ ایک اطلاع یہ بھی ملی تھی کہ فیبن سوسائٹی نے اب اپنا دائرہ کار وسیع کر لیا ہے اور اب وہ شاید کھل کر سامنے آجائے لیکن آج تک حکومت گریٹ لینڈ بھی اس سوسائٹی کا نیٹ ورک تلاش نہیں کر سکی۔ جہاں تک پاکستان میں اس کے کسی آدمی کی موجودگی کا تعلق ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں سے اسلحہ کی ترسیل کو کوشش کر رہی ہو۔ البتہ نرگس کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ اس کا کوئی تعلق ان واقعات سے نہیں ہے۔ وہ ماہ تقاری دوست ضرور ہے لیکن وہ اس فیلڈ میں عملی طور پر کبھی نہیں رہی ورنہ مجھے ضرور اس بارے میں اطلاع مل جاتی..... کرنل فریدی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن حکومت گریٹ لینڈ جب اس سوسائٹی کو دہشت گرد قرار دیتی ہے تو اس نے آج تک پاکستان کو کیا شاید کسی بھی ملک کو اس سلسلے میں اعتماد میں نہیں لیا حالانکہ بین الاقوامی قانون کے تحت اب دنیا کے تمام ممالک دہشت گردی کی کارروائیوں کے سلسلے میں

”یہاں پاکستان میں گریٹ لینڈ کے کوئی صاحب رہتے تھے جن کا نام سڈنی تھا۔ نرگس بھی چونکہ گریٹ لینڈ میں رہ چکی تھی اس لئے سڈنی سے اس کی سلام دعا ہو گئی اور وہ ایک دو بار اس کے کلب بھی جہاں وہ رہائش پذیر تھا ملنے چلی گئی تھی۔ پھر سڈنی صاحب اچانک غائب ہو گئے اور پھر نرگس کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا اور اغوا کرنے والے بھی گریٹ لینڈ کے ہی لوگ تھے۔ انہوں نے اس سے سڈنی کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی اور خاصا تشدد بھی کیا لیکن وہ کچھ جانتی ہی نہ تھی اس لئے نہ بتا سکی جس پر اسے اسی زخمی حالت میں بے ہوش کر کے ایک پارک میں ڈال دیا گیا اور اب وہ ہسپتال میں ہے۔ ڈیڈی کو اطلاع ملی تو انہوں نے سوپر فیاض کو بھیجا اور میں بھی اتفاقاً اس وقت سوپر فیاض کے آفس میں موجود تھا۔ مجھے جب معلوم ہوا تو میں بھی عیادت کے لئے ساتھ چلا گیا۔ پھر میرے پوچھنے پر نرگس نے بتایا کہ اس سڈنی کو ایک بار اس کی موجودگی میں فون کال آئی تھی جس میں فیبن سوسائٹی کا نام لیا گیا تو یہ سڈنی صاحب فوراً ہی نرگس سے معذرت کر کے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ بس اتنی سی بات اسے معلوم ہے لیکن اس پر تشدد کرنے والوں نے اس سے بہر حال فیبن سوسائٹی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی..... عمران نے آخر کار گھما پھرا کر اصل بات کہہ ڈالی۔

”اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ اس بارے میں مجھے صرف اتنی معلومات

ایک دوسرے کو اعتماد میں لینے کے پابند ہیں..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن میرا خیال ہے کہ چونکہ یہ سوسائٹی دوسرے ملکوں میں دہشت گردی نہیں کرتی بلکہ صرف گریٹ لینڈ کے موجودہ نظام کے خلاف کام کر رہی ہے اور گریٹ لینڈ حکومت نے اس بات کو چھپانے کے لئے اسے دہشت گرد مشہور کر رکھا ہے اس لئے وہ کسی دوسرے ملک کو اس بارے میں اعتماد میں نہیں لے رہے تاکہ اصل بات دنیا کے سامنے نہ آجائے..... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب مجھے خود اس آدمی کو نہیں کرنا ہو گا کیونکہ اگر واقعی ان کا کوئی نیٹ ورک یہاں پاکیشیا میں ہے تو اسے ختم ہونا چاہیے۔ وہ دہشت گردی بے شک گریٹ لینڈ میں کریں پاکیشیا میں بیٹھ کر نہ کریں..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اصولاً ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ویسے میں خود بھی اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا اور اگر مجھے کوئی اطلاع مل گئی تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ خدا حافظ.....“ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل فریدی نے کیوں اتنی تیزی سے رابطہ ختم کیا ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے صرف خدا حافظ کہتے کہتے کافی دیر لگا دینی ہے۔

”میرا خیال ہے کہ کرنل فریدی کا آئیڈیا درست ہے۔ یہ آدمی ذہنی لازماً یہاں کسی نیٹ ورک کے سلسلے میں ہی موجود ہو گا۔ ایک زبرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور ایک بار پھر سیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”جولیا سپیکنگ..... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ییس سر..... جولیا کا لہجہ یکھت مودبانہ ہو گیا۔

”ایک پتہ نوٹ کرو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے نرگس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔

”ییس سر۔ نوٹ کر لیا ہے..... جولیا نے جواب دیا۔

”یہاں سے ایک مقامی لڑکی نرگس کو سوتے ہوئے اغوا کیا گیا

ہے اور پھر اسے کہیں لے جا کر اس پر تشدد کیا گیا۔ تشدد کرنے

والے دو آدمی تھے جو گریٹ لینڈ کے باشندے تھے۔ پھر اسے بے

دوش کر کے پارک میں ڈال دیا گیا۔ اب وہ لڑکی سٹی ہسپتال کے

پیشیل وارڈ کے کمرہ نمبر چھ میں موجود ہے اور چونکہ اس کے والد کے

سنزل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن سے خاندانی

تعلقات ہیں اور چونکہ اس لڑکی پر تشدد کرنے والے غیر ملکی تھے اس

نے سنزل انٹیلی جنس اس کیس پر کام کر رہی ہے لیکن ایک اور

محاطے میں مجھے بھی اس کیس سے دلچسپی ہے اس لئے تم تمام ٹیم کو

”یہ کام مانگیر زیادہ آسانی سے کر لے گا جبکہ نرگس پر تشدد کرنے والے اگر واقعی سپیشل بجنسی کے مہجنت تھے تو انہیں سیکرٹروس زیادہ آسانی سے تلاش کر سکتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سپیشل فون کی گھنٹی بج بھی تھی تو یہ دونوں ہی بے اختیار چونک پڑے۔

”فارمیک کی کال ہے۔“ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہیں۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”فارمیک بول رہا ہوں چیف۔“ دوسری طرف سے فارمیک کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ کیا رپورٹ ہے۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔ سپیشل بجنسی کے ایس سیکشن کا چیف آسٹن ایک دوسرے سیکشن کے چیف ڈیوڈ کے ہمراہ پاکیشیا گیا ہوا ہے۔ فی الحال وہ دونوں اکیلے گئے ہیں انہیں وہاں ایک آدمی سڈنی کی تلاش ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سڈنی دہشت گرد تنظیم فین سوسائٹی کا اہم رکن ہے۔ اس کے بارے میں معلومات سپیشل بجنسی کو کریٹ لینڈ میں پکڑے جانے والے سوسائٹی کے ایک آدمی سے ملی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق سوسائٹی کا جو آدمی پکڑا گیا تھا اس نے سوسائٹی کے اصول کے مطابق خودکشی کر لی تھی لیکن اس کی تلاشی کے دوران ایک

احکامات دے دو کہ وہ ان تشدد کرنے والوں کو ٹریس کریں۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ان کے چلیے وغیرہ اس لڑکی سے معلوم کرنے میں لگے سر۔“ جویا نے پوچھا۔

”چلیے پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان دونوں کا تعلق کریٹ لینڈ کی سپیشل بجنسی سے ہے اس لئے لامحالہ وہ اس وقت یا تو میک اپ میں ہوں گے یا انہوں نے اب میک اپ کر لیا ہو گا اور ان کے قدمقامت کے بارے میں تفصیل نوٹ کر لو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نرگس سے معلوم کی ہوئی تفصیل بتادی۔

”ہیں سر۔“ جویا نے جواب دیا۔

”نرگس سے ملنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہو البتہ تم اس کی رہائش گاہ کے ارد گرد سے معلومات حاصل کر کے کام کا آغاز کر سکتی ہو کیونکہ اس نرگس کو اس کی خواب گاہ سے بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا تھا اس لئے لازماً وہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فارک کی گئی ہو گی۔“ عمران نے خود ہی اسے کام کا راستہ بتاتے ہوئے کہا۔

”ہیں سر۔“ جویا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”میں سمجھا آپ جویا کو سڈنی کی تلاش کا حکم دیں گے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تو اب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ نرگس پر تشدد کرنے والے ہیں آسن اور ڈیوڈ تھے..... بلیک زیرو نے کہا کیونکہ پہلے جب عمران نے جو لیا کو ان کے قد و قامت کی تفصیل بتائی تھی تو وہ بھی ایک زیرو نے سن لی تھی۔

”ہاں۔ یہ ڈیوڈ تو میرا دوست بھی ہے۔ یہ پہلے سیکرٹ سروس میں ہم کرتا رہا ہے۔ کافی ہوشیار اور ذہین آدمی ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور ٹیکر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور..... عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا اور پھر بار بار کال دینے لگا۔

”یس۔ ٹائیکر انڈنگ یو باس۔ اوور..... تھوڑی دیر بعد ٹائیکر کی آواز سنائی دی۔

”کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور..... عمران نے پوچھا۔

”لاشانہ ہوٹل میں باس۔ اوور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بلیو مون کلب میں گریٹ لینڈ کا ایک آدمی جس کا نام سڈنی بتایا گیا ہے طویل عرصے تک رہتا رہا ہے پھر وہ اچانک غائب ہو گیا۔ تم نے اسے ٹریس کرنا ہے۔ اوور..... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ اوور..... ٹائیکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ڈائری ملی ہے جس میں سڈنی کا نام اور پاکیشیا کے کلب بلیو مون کا نام اور فون نمبر موجود تھا۔ جب وہاں فون کیا گیا تو سڈنی لائن پر آ گیا لیکن اس نے سپیشل کو ڈپو تھا اور نہ بتائے جانے پر اس نے فون بند کر دیا۔ اس کے بعد سپیشل جنسی کے آدمی پاکیشیا سے تلاش کرنے کے لئے گئے تو وہ نہیں ملا۔ صرف استا پتہ چل سکا ہے کہ سڈنی کا نام کا آدمی بلیو مون کلب کے ایک کمرے میں رہتا تھا جو اچانک کمرہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس سے ایک پاکیشیائی لڑکی جس کا نام نرگس تھا ملنے آتی تھی۔ اس نیم نے اس نرگس سے پوچھ گچھ کی لیکن وہ اس بارے میں کچھ نہ بتا سکی تو یہ نیم واپس آگئی۔ جس کے بعد اب آسن اور ڈیوڈ خصوصی طور پر اس سڈنی کی تلاش میں پاکیشیا گئے ہیں۔ فارمیک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ تفصیل کہاں سے ملی ہے..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”سپیشل جنسی کے ایس سیکشن کے ریکارڈ کیپ سے چیف۔“

فارمیک نے جواب دیا۔

”اوکے۔ کیا تم آسن اور ڈیوڈ کو ذاتی طور پر جانتے ہو۔ عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”یس چیف۔ ان سے اکثر کلب میں ملاقات ہو جاتی ہے۔“

فارمیک نے جواب دیا۔

”ان کے حلیے اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتادی گئی۔

گرینٹ لینڈ کی سپیشل پمپنسی کے لوگ بھی اسے خفیہ طور پر تلاش کر رہے ہیں کیونکہ بتایا گیا ہے کہ یہ آدمی سڈنی گرینٹ لینڈ کے خلاف کام کرنے والی ایک تنظیم فین سوسائٹی کا اہم رکن ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ان مہجنوں سے پہلے ہم اسے ٹریس کر لیں تاکہ اس کی یہاں موجودگی کی اصل وجہ سامنے آ سکے۔ اور..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ییس سر۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں باس۔ اور“۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

پاکیشیا دارالحکومت کی ایک کوٹھی کے کمرے میں آسنن اور ڈیوڈ دونوں موجود تھے۔ ان کے درمیان میز پر شراب کی بوتل رکھی ہوئی تھی اور وہ دونوں اپنے اپنے سامنے رکھے ہوئے گلاسوں میں سے چمکیاں لے لے کر شراب پینے میں مصروف تھے کہ اچانک ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آسنن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ییس آسنن بول رہا ہوں“..... آسنن نے کہا۔

”جوزف بول رہا ہوں باس۔ میں نے سڈنی کا ایک اہم سراغ لگا لیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ چونکہ فون میں لاؤڈر کا بٹن نہ صرف موجود تھا بلکہ مستقل طور پر پریسڈ تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز آسنن کے سامنے بیٹھے ہوئے ڈیوڈ کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی اس لئے جوزف کی بات سن کر نہ صرف آسنن

جسکی بھی براہ راست سڈنی سے ملتا رہتا تھا یا نہیں..... آسٹن نے پوچھا۔

"مجھے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا رابطہ سڈنی سے نہیں بلکہ ماریسا سے رہتا تھا..... جوزف نے جواب دیا۔

"اس ماریسا کا سراغ لگایا جانا ضروری ہے کیونکہ اس اطلاع کے بعد لگتا ہے کہ سڈنی کی اصل آلہ کار یہ لڑکی ماریسا ہو سکتی ہے۔ اگر وہ مل جائے تو سڈنی پر بھی ہاتھ ڈالا جاسکتا ہے اور اس بارے میں تفصیلی معلومات بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔ تم کہاں سے بول رہے ہو..... آسٹن نے کہا۔

"میں دارالحکومت کے ایک پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں باس..... جوزف نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم ایسا کرو کہ ایک تفصیلی نقشہ حاصل کرو تاکہ سمندن کا راستہ معلوم ہو سکے۔ میں فوراً وہاں پہنچ کر اس جیکسی پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہوں..... آسٹن نے کہا۔

"یس باس..... دوسری طرف سے جوزف نے کہا تو آسٹن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ واقعی انتہائی اہم ترین اطلاع ہے۔ اس جیکسی سے لازماً سب کچھ معلوم ہو جائے گا لیکن ہمیں اب میک اپ کرنا ہو گا..... ڈیوڈ نے کہا تو آسٹن بے اختیار چونک پڑا۔

بلکہ ڈیوڈ بھی بے اختیار چونک پڑا تھا۔
"اوہ کیسے۔ تفصیل بتاؤ..... آسٹن نے چونک کر قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ بلیو مون کلب کے ایک بوڑھے ویٹر کو میں نے جب خاصی بھاری رقم دی تو اس نے مجھے بتایا کہ سڈنی کے ساتھ والے کمرے میں ایک لڑکی ماریسا رہتی تھی۔ اس لڑکی کی قومیت بھی گریٹ لینڈ کی تھی اور وہ اکثر سڈنی کے ساتھ آتی جاتی رہتی تھی اور جب سڈنی اپنے کمرے سے غائب ہوا تو اس ماریسا نے بھی کمرہ چھوڑ دیا تھا..... جوزف نے جواب دیا۔

"پھر..... آسٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس ویٹر سے میں نے اس ماریسا کا حلیہ معلوم کیا اور اس کے ساتھ ہی ویٹر نے مجھے بتایا کہ یہ ماریسا سڈنی کی عدم موجودگی میں کلب کی لابی میں ایک بدنام کلب کے سپروائزر جیکسی سے بڑے پراسرار انداز میں ملاقاتیں کرتی رہتی تھی۔ اس ویٹر نے بتایا کہ جیکسی اسلحے کا بہت بڑا سمگلر بھی ہے اور انتہائی خوفناک غنڈہ بھی ہے۔ اس جیکسی کا اڈا دارالحکومت سے ایک سو بیس کلومیٹر دور ایک اور بڑے شہر سمندن میں ہے۔ وہاں اس نے باقاعدہ جیکسی ہوٹل کھول رکھا ہے جو غنڈوں، سمگلروں اور بد معاشوں سے ہر وقت بھرا رہتا ہے۔" جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسلحہ کا سمگلر۔ اوہ یہ تو واقعی انتہائی اہم اطلاع ہے لیکن کیا وہ

”میک اپ۔ کیوں یہاں ہمیں کون جانتا ہے“..... آسٹن نے کہا۔

”مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ اس لڑکی نرگس سے عمران نے ہسپتال میں علیحدگی میں ملاقات کی ہے اور عمران کی ملاقات کا مطلب ہے کہ اب وہ لامحالہ ہم دونوں کو ٹریس کر رہا ہوگا اور چونکہ اس وقت ہمارے ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ اس لڑکی نرگس سے عمران بھی ملاقات کر سکتا ہے اس لئے ہم دونوں اس نرگس سے اصل حلیوں میں ملے تھے۔ لامحالہ ہمارے حلیوں کی تفصیل عمران تک پہنچ گئی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ اس وقت پورے دارالحکومت میں ہماری تلاش جاری ہو“..... ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران تو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ وہ ایک عام سی لڑکی پر ہونے والے تشدد کے سلسلے میں دلچسپی کیسے لے سکتا ہے“..... آسٹن نے کہا۔

”وہ ہر کام کر سکتا ہے۔ وہ کسی حدود کا پابند نہیں ہے اور جس انداز میں وہ کام کرتا ہے اب تک لازماً اسے سڈنی اور سپیشل ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل ہو چکی ہوں گی اس لئے ہماری بہتری اسی میں ہے کہ ہم میک اپ میں رہیں اور نام بھی بدل لیں۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کوئی رکاوٹ نہیں چاہتا اس لئے واقعی ایسا ہونا چاہئے۔ ہمارے پاس دوسرے کاغذات موجود ہیں اس لئے اب

ہم ان کاغذات کی رو سے اپنے آپ کو بدل لیتے ہیں“..... آسٹن نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی ڈیوڈ بھی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ ایک دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئے تاکہ دوسرے کاغذات کے مطابق اپنے میک اپ کر لیں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ایک کار میں سوار دارالحکومت سے سمندن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بھاری جسم کا جوزف تھا جبکہ عقبی سیٹ پر آسٹن اور ڈیوڈ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔

”اگر پہلے معلوم کر لیتے کہ یہ جیکی کہاں موجود ہے یا نہیں تو بہتر تھا“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”وہ نہ بھی ہوگا تو اس کا کوئی اسسٹنٹ ہوگا۔ اس سے معلومات مل جائیں گی“..... آسٹن نے جواب دیا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا۔ تقریباً تین گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ سمندن شہر کی حدود میں داخل ہو گئے۔ یہ خاصا بڑا شہر تھا۔ یہاں بڑی بڑی دو فیکٹریاں بھی موجود تھیں اس لئے یہاں آبادی بھی کافی تھی۔ لوگوں سے پوچھنے کے بعد وہ شہر کے ایک کنارے پر واقع جیکی کلب پہنچ گئے۔ کلب کی عمارت تو بڑی نہ تھی لیکن اس کا احاطہ کافی وسیع تھا اور اس پر جیکی کلب کا نیون سائن جل رہا تھا۔ جوزف نے کار کپاؤنڈنگ میں داخل کی اور پھر اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں کافی کاریں موجود تھیں۔ وہ تینوں نیچے اترے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب

میں آنے جانے والے سب اپنی شکلوں سے ہی جرائم پیشہ افراد دکھائی دے رہے تھے لیکن یہ تینوں چونکہ غیر ملکی تھے اس لئے انہیں دیکھ کر آنے جانے والے ان کے لئے راستہ چھوڑ دیتے تھے۔ کلب کا ہال کافی بڑا تھا اور وہ عورتوں اور مردوں سے تقریباً بھرا ہوا تھا لیکن وہاں موجود تمام مردوں اور عورتوں کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہی لگتا تھا کیونکہ ہال میں گھٹیا شراب کی تیز اور ناگوار بو کے ساتھ ساتھ منشیات کی غلیظ بو اور گاڑھا دھواں جیسے بھرا ہوا لگ رہا تھا۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس پر دو پہلوان مناغذے موجود تھے جن میں سے ایک تو سردس دینے میں مصروف تھا جبکہ دوسرا سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا ہوا تھا۔ جیسے ہی آسٹن، ڈیوڈ اور ان کے پیچھے جوزف اندر داخل ہوئے یہ پہلوان منا آدمی انہیں دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ شاید ان کے غیر ملکی ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا تھا کیونکہ یہاں پورے ہال میں ایک بھی غیر ملکی نظر نہ آ رہا تھا۔ آسٹن اور ڈیوڈ دونوں کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

”یس سر“..... اس پہلوان منا آدمی نے سینے پر بندھے ہاتھ کھول کر مؤذبانہ لہجے میں کہا۔

”ہمارا تعلق سکاٹ لینڈ سے ہے اور ہم نے جیکلی سے ملنا ہے۔ ہمارے پاس اس کے لئے ایک بڑا کام ہے“..... آسٹن نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ میں پوچھتا ہوں۔ آپ کا نام بتاب“..... اس آدمی نے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”وہ ہمیں نام سے نہیں جانتے۔ ہمارے پاس ان کے سے ایک ٹپ موجود ہے“..... آسٹن نے جواب دیا تو اس پہلوان منا آدمی نے رسیور کان سے لگا کر یکے بعد دیگرے دو بین پریس کر دیئے۔

”باس۔ کاؤنٹر سے ٹوٹی بول رہا ہوں۔ سکاٹ لینڈ سے تین غیر ملکی آئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے پاس آپ کے لئے کوئی بڑا کام ہے“..... اس پہلوان منا آدمی نے اپنا نام ٹوٹی بتایا تھا، مؤذبانہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے پوچھا ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ آپ انہیں ناموں سے نہیں جانتے۔ ان کے پاس آپ کے لئے کوئی مخصوص ٹپ ہے“..... ٹوٹی نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اسی طرح مؤذبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے سننے کے بعد ٹوٹی نے جواب دیا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے اشارے سے ایک سائیڈ پر موجود آدمی کو بلایا۔

”مہمانوں کو باس کے آفس تک پہنچا دو“..... ٹوٹی نے آسٹن اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”آئیے سر“..... اس آدمی نے کہا اور آسٹن نے ٹوٹی کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس آدمی کے پیچھے چلتا ہوا رہاداری کی طرف مڑ گیا۔ ڈیوڈ اور جوزف بھی اس کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک آفس میں داخل ہو رہے تھے جسے انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔

منگوا کر رکھی ہوئی ہے۔ آپ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں..... جینکی نے شراب کا گھوٹ لیتے ہوئے کہا۔

”مجھے سکاٹ لینڈ کی ایک تنظیم کے لئے ہماری مقدار میں اسلحہ چاہئے۔ قیمت کی آپ فکر نہ کریں۔ منہ مانگی قیمت کیش دی جائے گی لیکن اسلحہ فوری اور ہمارے مقصد کا ہونا چاہئے اور اسے سکاٹ لینڈ تک پہنچانا بھی آپ کا ہی کام ہوگا“..... آسٹن نے کہا۔

”اسلحہ۔ لیکن میرا اسلحہ سے کیا تعلق۔ میں تو کلب کا میمبر ہوں۔“ جینکی نے کہا تو آسٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

”گریٹ لینڈ کی ماریسیا آپ کی گاہک ہیں۔ انہوں نے ہمیں آپ کی مپ دی ہے“..... آسٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ماریسیا۔ اوہ۔ وہ آپ کو کہاں مل گئی“..... جینکی نے چونک کر پوچھا۔

”اس کا تعلق جس سوسائٹی سے ہے اس طرح کی تنظیم سکاٹ لینڈ میں بھی موجود ہے اس لئے ہمارے رابطے رہتے ہیں۔ بہر حال آپ اگر کام نہیں کر سکتے تو صاف جواب دے دیں۔ ہم دارالحکومت میں کوئی اور پارٹی تلاش کر لیں گے“..... آسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ماریسیا نے کوئی نشانی بھی دی ہے“..... جینکی نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس نے کہا تھا کہ اس کا نام ہی کافی ہے۔ آپ بے شک ان سے پوچھ لیں وہ ہمیں تو ہیں“..... آسٹن نے بڑے اعتماد بھرے

آفس کا دروازہ دیکھتے ہی آسٹن سمجھ گیا تھا کہ آفس ساؤنڈ پروف ہے۔ آفس کے باہر بھی دو مسلح غنڈے موجود تھے۔ اندر ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک بھاری لیکن ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا لیکن پھرے مہرے سے وہ چھٹا ہوا غنڈہ اور بد معاش نظر آ رہا تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ کی سی چمک تھی۔

”خوش آمدید جناب۔ میرا نام جینکی ہے“..... اس آدمی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”میرا نام راسٹر ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں جینک اور رچرڈ۔ ہمارا تعلق سکاٹ لینڈ سے ہے“..... آسٹن نے مصافحہ کرتے ہوئے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا تو جینکی نے ان دونوں سے بھی مصافحہ کیا اور پھر وہ تینوں میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے آفس کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ملازم اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں شراب کی ایک بوتل اور چار گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس ملازم نے گلاس میز پر رکھے اور پھر شراب کی بوتل کھول کر اس نے چاروں گلاس آدھے آدھے بھرے اور پھر بوتل بند کر کے اس نے میز پر کبھی اور خالی ٹرے اٹھائے واپس اندرونی دروازے میں غائب ہو گیا۔

”شکریہ۔ خاصی اچھی شراب ہے“..... آسٹن نے جینکی لیتے ہوئے کہا۔

”یہ انتہائی پرانی شراب ہے۔ میں نے خاص مہمانوں کے لئے

سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے منبر پر بیٹھنے شروع کر دیئے۔ آسنن کی نظروں منبروں پر جمی ہوئی تھیں لیکن جیسے ہی جھکی نے آخری منبر پر بیٹھ کر کے ہاتھ اٹھایا آسنن نے ہاتھ اٹھا کر کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

’کیا مطلب‘..... جسکی نے چونک کر کہا۔

"رسيور رکھ دو اور ہماری بات سنو"..... آسنن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی س نے ہاتھ ہٹایا تو جیکی نے رسيور رکھ دیا۔

”کیا بات ہے“..... جیکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مارسیا کہاں موجود ہے اس کا سہ بتا دو“..... آسٹن نے شراب کے گلاس کو پکڑتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار چونک پڑا۔

”کیوں۔ کیا مطلب“..... جبکی نے کہا۔ اس کے چہرے پر اب شک کے تاثرات ابھر آئے تھے اور اس کا ہاتھ میز سے گھٹ کر نیچے کی طرف جانے ہی لگا تھا کہ آسنن نے بجلی کی سی تیزی سے گلاس اٹھا کر اس میں موجود شراب جبکی کے چہرے پر بھینک دی اور جبکی جمع مار کر پیچھے ہٹا اور اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے اپنے چہرے کی طرف بڑھ رہے تھے کہ ڈیوڈ اور جوزف اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے بیرونی اور اندرونی دروازوں کی طرف بڑھ گئے جبکہ آسنن بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور جبکی جو ابھی تک اپنی آنکھوں کو دونوں ہاتھوں سے مسلنے میں مصروف تھا جھپٹا ہوا

لہجے میں کہا اور جیسی چند لمحے خاموش بیٹھا رہا جیسے کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کمدھے اچکاۓ۔
 ”کتننا مل چاہئے..... جیسی نے کہا۔

”کتنا مال چاہئے.....“ جیکی نے کہا۔

”بہت بڑا آرڈر ہے لیکن اس سے پہلے تم حتمی طور پر ہماری طرف سے مطمئن ہو جاؤ کیونکہ یہ انتہائی سیریس مسئلہ ہے۔ ہم اسے اس انداز میں ذیل نہیں کر سکتے..... اسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی معلوم تو ہو کہ کتنی مالیت کا آرڈر ہو سکتا ہے۔“ جیجی نے کہا۔

”پھر بھی معلوم تو ہو کہ کتنی مالیت کا آرڈر ہو سکتا ہے۔“ جنکی نے کہا۔

”ایک کھیمپ دس کروڑ ڈالر کی بھی ہو سکتی ہے اور ہمیں ہر تیسرے ماہ کھیمپ چاہئے“..... آسٹن نے جواب دیا تو جبکی بے اختیار اچھل پڑا۔

”دس کروڑ ڈالر کی ایک کھیپ اور ہر تیسرے ماہ کھیپ چاہئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کیش میں ادائیگی کر سکتے ہیں.....“ جیکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے حیرت سے اس کا سانس رکنے لگ گیا ہو اور آسنن بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہماری تنظیم ماریا کی سوسائٹی سے کہیں بڑی ہے اور وسیع نیٹ ورک کی حامل ہے۔ ہمارے لئے۔۔۔ سہولتی بات ہے اصل مسئلہ یہ کہ مجھے معلوم ہے کہ آج تک انتہائی کامیابی سے تم انتہائی خفیہ انداز میں کام کر رہے ہو اور اسی لئے ہم نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔۔۔۔۔۔ آسٹن نے جواب دیا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر

لے لگادی۔

مارسیا کا پتہ بتاؤ..... آسنن نے سرد لہجے میں کہا۔
 "تم کون ہو....." جسکی نے بھنجے بھنجے لہجے میں کہا۔ اب اس نے
 تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھول لی تھیں۔

"ہم نے مارسیا سے ملنا ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ..... آسنن نے
 انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم....." جسکی نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے
 لہجے میں کہا تو آسنن نے مشین پستل ہٹایا اور دوسرے لمحے اس کا
 بایاں ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے جسکی کی طرف بڑھا اور جسکی کی گردن
 پر ٹھم گیا۔ اس نے ہاتھ کا انگوٹھا مخصوص انداز میں اس کی گردن پر
 لٹک کر اسے دبایا تو جسکی کا جسم یکفخت کانپنے لگ گیا۔

"بولو۔ جواب دو ورنہ..... آسنن نے غراتے ہوئے کہا اور
 انگوٹھے کو تھوڑا سا اوپر اٹھالیا۔

"وہ۔ وہ۔ جاسکو کلب میں رہتی ہے۔ جاسکو کلب میں"۔ جسکی نے
 ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے نہ چاہنے کے باوجود بتا رہا ہو اور آسنن
 نے اس کی کنٹنی سے پستل لگایا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ ہلکے سے دھماکے
 کے ساتھ ہی جسکی کی کھوپڑی بے شمار ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی اور
 آسنن بھلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹا اور جسکی کی لاش اوندھے منہ
 سرفے پر گر گئی۔ اسی لمحے جوزف اندرونی دروازے سے اندر آگیا۔

"باس۔ ادھر سے ایک خفیہ راستہ باہر جاتا ہے ایک اور ہوٹل

کر سی سمیت سائیڈ پر جاگرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش
 کی لیکن اسی لمحے اندرونی دروازے کے سامنے کھڑے جوزف کی لات
 حرکت میں آئی اور جسکی کی کنٹنی پر پڑنے والی زور دار ضرب نے جسکی
 کو ایک بار پھر نیچے گرنے پر مجبور کر دیا۔ وہ نیچے گر کر ایک لمحے کے
 لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ آسنن نے جھک کر اسے اٹھایا اور
 ایک صوفے کی کرسی پر ڈال دیا۔

"ڈیوڈ۔ آکر اس کا کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر دو پھر یہ حرکت
 نہ کر سکے گا..... آسنن نے بیرونی دروازے کے سامنے کھڑے ڈیوڈ
 سے کہا اور ڈیوڈ دسر ملاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ان دونوں نے مل کر جسکی
 کا کوٹ اس کے کندھوں سے اتار کر اس کی پشت کی طرف کافی نیچے
 کر دیا۔

"جوزف تم اندرونی راستے کو چیک کر کے آؤ اور جو دروازہ ہو وہ
 بند کر دینا تاکہ ادھر سے اچانک کوئی نہ آجائے..... آسنن نے
 جوزف سے کہا اور جوزف سر ملاتا ہوا اندرونی دروازہ کھول کر دوسری
 طرف چلا گیا جبکہ آسنن نے صوفے کی کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے
 جسکی کے پھرے پر مسلسل زور دار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چند
 ہی تھپڑوں کے بعد جسکی چیخ مار کر ہوش میں آگیا تو اس کا جسم تن
 گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کی آنکھیں ابھی تک مندی
 ہوئی تھیں اور پھرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔ آسنن نے
 جیب سے مشین پستل نکالا اور اس کی نال اس نے جسکی کی گردن

”اوہ اچھا۔ پھر دارالحکومت کے لئے رابطہ منبر دے دیں۔“ آسٹن نے کہا تو دوسری طرف سے منبر بتا دیا گیا تو آسٹن نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ کر وہ تیزی سے باہر آگیا۔

”کیا ہوا؟“ ڈیوڈ نے آسٹن کے کار میں بیٹھتے ہی پوچھا۔

”دارالحکومت چلو جوزف“ آسٹن نے ڈیوڈ کی بات کا جواب دینے کی بجائے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس ہاس“ جوزف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی کار ایک جھٹکنے سے آگے بڑھنے لگی۔

”کلب دارالحکومت میں ہی ہے“ آسٹن نے جواب دیا۔

”کیا منبر بھی وہی ہے جو اس جیکے نے ڈائل کیا تھا؟“ ڈیوڈ نے پوچھا۔

”یہاں کی انکوائری کو وہاں کا منبر معلوم نہ تھا البتہ میں نے اس سے یہاں سے دارالحکومت کا رابطہ منبر معلوم کیا تو اس نے وہی منبر بتایا جو پہلے اس جیکے نے پریس کیا تھا۔ اس طرح یہ بات کنفرم ہو گئی کہ جیکے بھی دارالحکومت ہی کال کر رہا تھا۔“ آسٹن نے جواب دیا اور ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلادیا جبکہ ان کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

میں..... جوزف نے کہا۔

”ہاں آؤ۔ ادھر سے نکل چلتے ہیں۔ آؤ ڈیوڈ..... آسٹن نے کہا اور تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب کے عقبی طرف ایک خالی احاطے میں موجود تھے پھر وہاں سے گھوم کر وہ واپس پارکنگ میں آئے اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے پارکنگ سے نکل کر اس سڑک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جو واپس دارالحکومت کی طرف جاتی تھی۔

”یہ جاسکو کلب کہیں یہاں سمندن میں نہ ہو؟“ ڈیوڈ نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی۔ جوزف کار کسی فون بوٹھ کے قریب روک دو“ آسٹن نے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک فون بوٹھ کے قریب روک دی تو آسٹن تیزی سے نیچے اترا اور فون بوٹھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پہلے انکوائری کے منبر پر پریس کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ انکوائری سے بات کرنے کے لئے کوئی کارڈنچ نہ کرنا پڑتا تھا اس لئے اس نے فون پیس میں کوئی کارڈ نہ ڈالا تھا۔

”یس انکوائری پلیز“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”جاسکو کلب کا منبر دیں“ آسٹن نے کہا۔

”جاسکو کلب۔ اس نام کا تو کوئی کلب سمندن میں نہیں ہے جناب۔ شاید دارالحکومت میں ہو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

کی کار کو اس کو ٹھہی کے گرد کئی چکر لگاتے دیکھا تھا اور پھر اتفاق سے وہ کار پٹرول لینے اس کے پمپ پر پہنچ گئی۔ اس میں تین غیر ملکی سوار تھے۔ انہوں نے نیٹکی فل کروائی اور پھر واپس نواب صاحب کی کوٹھی کی طرف چلے گئے تھے۔ اس پمپ والے نے انہیں نہ صرف کار کا نمبر بتا دیا تھا بلکہ اس کا ماڈل وغیرہ بھی بتا دیا تھا کیونکہ ایسے لوگ ایسی چیزوں کو خاص طور پر چیک کیا کرتے ہیں اور اب یہ دونوں وہاں سے سیدھے یہاں رجسٹریشن آفس پہنچے تھے تاکہ اس نمبر کی مدد سے وہ اس کے مالک کا سراغ لگا سکیں۔ صفدر تھوڑی دیر بعد ہی واپس آگیا اور کار کا دروازہ کھول کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”کیا معلوم ہوا؟“..... تنویر نے پوچھا۔

”یہ کار ماسٹر اسٹیٹ ہجمنسی کے نام رجسٹرڈ ہے“..... صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تھوڑی دیر بعد مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد صفدر نے کار ماسٹر اسٹیٹ ہجمنسی کے آفس کے سامنے لے جا کر روکی اور پھر وہ دونوں ہی نیچے اتر کر اندر داخل ہو گئے۔

”لیس سر“..... دروازے کے ساتھ ہی موجود کاؤنٹر مین نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سپیشل پولیس۔“ پیئمر سے بات کرنی ہے۔“..... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ سامنے آفس ہے ان کا“..... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ

صفدر نے کار موٹر ویکل رجسٹریشن آفس کے باہر روکی جبکہ سائیڈ سیٹ پر تنویر موجود تھا۔

”تم یہ تھو میں ابھی معلوم کر کے آتا ہوں“..... صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وہ دونوں جولیا کے حکم پر نواب عبدالقادر کی رہائش گاہ سے اس کی بیٹی نرگس کو اغوا کرنے والوں کو تلاش کر رہے تھے اور پھر اسی تلاش کے سلسلے میں وہ نواب عبدالقادر کی کوٹھی سے کچھ فاصلے پر موجود ایک پٹرول پمپ پر پہنچ گئے تھے جہاں سے انہوں نے رات کی ڈیوٹی دینے والے سٹاف کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو انہیں بتایا گیا کہ رات کو ڈیوٹی پر صرف دو آدمی ہوتے ہیں جن میں سے ایک قریب ہی ایک مکان میں رہتا تھا۔ اس کا پتہ وغیرہ پوچھ کر وہ دونوں اس کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے اور پھر اس آدمی نے انہیں بتایا کہ پچھلی رات اس نے ایک سیاہ رنگ

لجے میں کہا اور ساتھ ہی اشارہ کر دیا تو صفدر اور تنویر اس آفس کی طرف بڑھ گئے۔ یہ شیشے کا کین تھا۔ اندر ایک میز کے پیچھے ایک ادھیہ عمر آدمی بیٹھا فون پر باتیں کر رہا تھا۔ ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے سر۔ خوش آمدید۔“ تیخجر نے خالصتاً کاروباری لہجے میں کہا۔

”ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے۔“ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سرکاری کارڈ نکال کر تیخجر کے سامنے کر دیا۔

”اوہ یس سر۔ تشریف رکھیں سر۔“ تیخجر نے مودبانہ لہجے میں کہا لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔ صرف چند معلومات چاہئیں۔“ صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ ہم ہر طرح سے تعاون کریں گے سر۔“ تیخجر نے بھی دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی خاموشی سے صفدر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

”آپ کے ادارے کے نام ایک کارر جسٹرز ہے۔ اس بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”کیا نمبر ہے اس کا جناب۔“ تیخجر نے چونک کر پوچھا تو صفدر نے نمبر بتا دیا۔

”کیا معلومات چاہئیں جناب۔“ تیخجر نے پوچھا۔

”یہ کار اس وقت کس کے پاس ہے۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”کیا کوئی سیریس مسئلہ ہو گیا ہے۔“ تیخجر نے ایک بار پھر

پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ کار ایک حساس علاقے کے

قریب کئی بار دیکھی گئی ہے اس لئے ہم اس بارے میں اطمینان کرنا

چاہتے ہیں۔“ صفدر نے جواب دیا تو تیخجر نے اثبات میں سر ہلاتے

ہوئے انٹرکام کار سیرور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے

اور پھر اس نے کار کا نمبر بتا کر کسی کو اس کار یکارڈ لے آنے کے لئے

کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

اس کے ہاتھ میں ایک رجسٹر اور ایک کارڈ موجود تھا۔ اس نے رجسٹر

اور کارڈ تیخجر کے سامنے رکھا اور پھر خود ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو

گیا۔

”یہ کار نشاط کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے سے متعلق ہے جناب

اور یہ کوٹھی مسٹر آسٹن جن کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے نے بک

کرائی ہے۔“ تیخجر نے کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ نے ان کے کاغذات کی نقول رکھی ہیں۔“ صفدر نے

پوچھا۔

”یس سر۔ یہ دیکھیں۔“ تیخجر نے کہا اور کارڈ کے ساتھ منسلک

کاغذ دکھا دیا۔

”یہ کارڈ مجھے دیں“۔ صدر نے کہا اور کارڈ شیخ کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر کارڈ پر درج تفصیلات پڑھیں اور پھر اس نے اس کے ساتھ منسلک کاغذ کو غور سے دیکھا اور پھر کارڈ واپس کر دیا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ ویسے کیا یہ کہنے کی ضرورت ہو گی کہ آپ یا یہ صاحب اس معاملے میں خاموش رہیں گے“۔ صدر نے کہا۔

”جناب سپیشل پولیس سے تعاون تو ہمارا فرض ہے اور ہم ہمیشہ قانونی حدود میں رہ کر کام کرتے ہیں“۔ شیخ نے جواب دیا۔

”سوچ لیں۔ اگر وہاں کوئی پرہاں سے فون کیا گیا تو پھر صورت حال تبدیل بھی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ اہم سرکاری معاملہ ہے“۔ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ قطعی بے فکر رہیں۔ ہم ذمہ دار لوگ ہیں جناب“۔ شیخ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”شکریہ“۔ صدر نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تویر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

ٹائیگر نے کار بلیو مون کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیو مون کلب میں زیادہ تر غیر ملکی ہی رہائش پذیر تھے اس لئے یہاں کا ماحول انتہائی صاف ستھرا تھا اور جو مقامی افراد اس کلب میں آتے تھے ان کا تعلق بھی اعلیٰ طبقے سے تھا اس لئے یہ ایک لحاظ سے پرامن اور صاف ستھرا کلب تھا۔ بلیو مون کلب کا شیخ آئزک تھا جس سے ٹائیگر کے اچھے تعلقات تھے کیونکہ ٹائیگر اکثر اس کلب میں آتا جاتا رہتا تھا اور ٹائیگر کے یہاں آنے جانے کی وجہ یہاں غیر ملکی افراد کی آمد و رفت اور رہائش تھی کیونکہ ایسی جگہوں سے ہی اسے اپنے مطلب کی معلومات مل جایا کرتی تھیں۔ ٹائیگر ہال میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سیدھا شیخ کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ یہاں کا عہدہ اس سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے کسی نے نہ ہی اسے روکنے کی

رسیور اٹھا کر ٹائیگر کے لئے اسپل جوس لانے کا کہا اور رسیور رکھ دیا کیونکہ آنرک کو معلوم تھا کہ ٹائیگر شراب نہیں پیتا اس لئے وہ ہمیشہ اس کے لئے اسپل جوس ہی منگوایا کرتا تھا۔

”گریٹ لینڈ کا ایک آدمی جس کا نام سڈنی تھا یہاں کھب میں بڑے طویل عرصے سے رہ رہا تھا۔ کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے کہ وہ اب کہاں ہو گا؟“ ٹائیگر نے کہا تو آنرک بے اختیار چونک پڑا۔

”تو کیا تمہیں سڈنی کی تلاش ہے؟“ آنرک نے کہا۔
 ”ہاں۔ لیکن تم اس کا نام سن کر چونک کیوں پڑے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے؟“ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔ لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم سڈنی کو کیوں تلاش کر رہے ہو۔“ آنرک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ملازم ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں اسپل جوس کا بڑا سا گلاس موجود تھا۔ اس نے ٹائیگر اور آنرک کو سلام کیا اور پھر گلاس ٹرے سے اٹھا کر اس نے ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔

”شکریہ“ ٹائیگر نے اس کا بھی شکریہ ادا کیا تو وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

”یہاں ایک پارٹی اس کا تہہ لگانا چاہتی ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ ایسے کام میں اکثر کیا کرتا ہوں؟“ ٹائیگر نے مسکراتے

کوشش کی تھی اور نہ کسی قسم کا کوئی سوال جواب کیا گیا۔ پیجر کے آفس کے باہر ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس نے ٹائیگر کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”کیا آنرک آفس میں موجود ہے؟“ ٹائیگر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

”جی ہاں اور فارغ ہی ہیں۔“ دربان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس اطلاع کا شکریہ“ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ آفس میں داخل ہوا تو بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آنرک ٹائیگر کو اندر آتے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اللہ! اس کے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ ابھرتی تھی۔

”آؤ آؤ ٹائیگر۔ آج بڑے عرصے بعد یہاں آنا ہوا ہے۔ گلتا ہے تم مجھے بھول ہی گئے تھے؟“ آنرک نے باقاعدہ اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

”میں تو اکثر آتا رہتا ہوں لیکن تم بہت زیادہ مصروف رہتے ہو اس لئے تمہیں دسرب کرنے کی بجائے واپس چلا جاتا ہوں۔ آج مجھے بتایا گیا ہے کہ تم فارغ ہو تو تمہارے پاس چلا آیا۔“ ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ہاں۔ یہ اتفاق ہی ہے آج کوئی ملاقاتی موجود نہیں ہے۔“ آنرک نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے انہر کام کا

ہوئے جواب دیا۔

”کیا تمہاری اس پارٹی کا تعلق گریٹ لینڈ کی سپیشل ایجنسی سے ہے..... آنرک نے کہا تو مائیکر اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ عمران نے اسے پہلے ہی بتایا تھا کہ سپیشل ایجنسی کے رجسٹری بھی اسے تلاش کر رہے ہیں۔

”سپیشل ایجنسی۔ نہیں۔ وہ تو یہاں کی ایک مقامی پارٹی ہے لیکن تم نے سپیشل ایجنسی کا نام کیوں لیا ہے۔ کیا انہوں نے بھی تم سے رابطہ کیا ہے..... مائیکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھ سے تو رابطہ نہیں کیا البتہ میرے ایک پرانے ویڑے ان کا رابطہ ہوا ہے۔ میں کلب میں گھوم رہا تھا کہ میں نے اس ویڑے کو ایک غیر ملکی کے ساتھ ایک خالی حصے میں باتیں کرتے دیکھ لیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ویڑا اس غیر ملکی کو کوئی معلومات مہیا کر رہا ہے۔ میں نے اسے آفس میں بلایا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس آدمی کو سڈنی کے بارے میں معلومات چاہئے تھیں اور اس نے اسے ادھر ادھر کی باتیں بتا کر اس سے خاصی بڑی رقم وصول کر لی ہے۔ میں نے اسے ڈانٹا کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا کہ نجائے یہ غیر ملکی کون ہو گا تو اس ویڑے نے ایک کارڈ مجھے دکھایا۔ اس نے بتایا کہ یہ کارڈ اس غیر ملکی کی جیب سے اس وقت گر گیا تھا جب وہ اسے جیب سے رقم نکال کر دے رہا تھا۔ اس کارڈ پر سرخ رنگ سے صرف لفظ سپیشل لکھا ہوا تھا۔ اس کارڈ کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ اس غیر ملکی کا تعلق گریٹ

لینڈ کی سپیشل ایجنسی سے ہو گا کیونکہ میرا ایک دوست بھی کسی زمانے میں گریٹ لینڈ کی سپیشل ایجنسی میں کام کرتا تھا۔ اس کے پاس بھی میں نے ایسا کارڈ دیکھا تھا۔ میں نے وہ کارڈ رکھ لیا اور اس ویڑے کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ آئندہ اگر اس نے ایسی حرکت کی تو میں اسے کلب سے فارغ کرادوں گا۔ اب تم نے سڈنی کے بارے میں پوچھا تو مجھے خیال آ گیا کہ کہیں اس سپیشل ایجنسی نے ہی تمہاری خدمات اس سلسلے میں حاصل نہ کی ہوں..... آنرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ کارڈ۔ مجھے دکھاؤ..... مائیکر نے کہا تو آنرک نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کارڈ نکال کر اس نے مائیکر کی طرف بڑھا دیا۔

”کیا میں یہ کارڈ رکھ سکتا ہوں..... مائیکر نے کہا۔

”ہاں۔ رکھ لو لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کارڈ میں نے تمہیں دیا ہے کیونکہ میں ایسے معاملات میں ملوث ہونا پسند نہیں کرتا..... آنرک نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ تم میرے اصولوں کو اچھی طرح جانتے ہو۔ مائیکر نے کارڈ کو جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں کھل کر سب کچھ بتا دیا ہے۔ بہر حال سڈنی کے بارے میں واقعی میں کچھ نہیں جانتا۔ بس وہ ایک گاہک تھا..... آنرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس ویز کو بلاؤ۔ اس نے یقیناً اسے کچھ نہ کچھ بتایا ہو گا۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ارے نہیں۔ یہ ویز ایسی مخلوق ہے جو رقم حاصل کرنے کے لئے اکثر ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔“ آنزک نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جہاڑی بات درست ہے لیکن میں اس مخلوق کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔“ جہاڑی وجہ سے وہ بات نال گیا ہو گا۔ تم اسے بلاؤ تو ہسی۔ ابھی ساری بات سامنے آجائے گی۔“ ٹائیگر نے کہا تو آنزک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کار سیور اٹھایا اور پھر کسی سے اس نے جیکب نامی ویز کو آفس بھجوانے کا کہہ کر سیور رکھ دیا۔ ٹائیگر اسی دوران اپیل جوس کی جھپکیاں دیتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیر عمر ویز اندر داخل ہوا۔

”یس سر“..... اس نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

”جہاڑا نام جیکب ہے۔ تم مجھے تو جانتے ہو گے۔“ ٹائیگر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں جناب۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔“ ویز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور یقیناً تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں جو وعدہ کر لوں اسے ہر صورت میں پورا کرتا ہوں۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں جناب۔“ لیکن..... ویز جیکب نے اس بار قدرے

پیشانی سے لہجے میں کہا۔

”تو میں تم سے تین باتوں کا وعدہ کرتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ اگر تم سچ بتاؤ گے تو آنزک صاحب تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ دوسرا وعدہ یہ کہ جو کچھ بھی تم بتاؤ گے وہ کسی اور کو معلوم نہیں ہو گا اور تیسرا وعدہ یہ کہ تمہیں اس کا معقول معاوضہ بھی ملے گا۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”مگر جناب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں..... جیکب نے اور زیادہ پریشانی ہوتے ہوئے کہا۔

”وہی سب کچھ جو تم نے سڈنی کے بارے میں اس غیر ملکی کو بتایا تھا.....“ ٹائیگر نے کہا اور ویز بے اختیار اچھل پڑا۔

”وہ۔ وہ جناب میں باس کو جھپٹی بتا چکا ہوں کہ اس سے رقم لینے کے لئے میں نے اسے ویسے ہی ادھر ادھر کی باتیں کر دی تھیں۔ جیکب نے کہا لیکن اس کا بھرتا رہا تھا کہ وہ غلط بات کر رہا ہے۔

”جہاڑا بھرتا رہا ہے کہ تم سچ بول رہے ہو اس لئے ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔“ ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور جیکب سلام کر کے واپس چلا گیا۔

”تو جہاڑا کیا خیال تھا کہ اس نے مجھ سے جھوٹ بولا ہو گا۔“ آنزک نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس کا بھرتا رہا ہے کہ وہ واقعی سچ کہہ رہا ہے۔ بہر حال اب مجھے اجازت دو۔ اس جوس کے لئے بے حد شکریہ۔“

ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو آنرک بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس میں شکریے کی کیا بات ہے۔ تمہاری آمد سے مجھے واقعی خوشی ہوتی ہے۔“ آنرک نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر ٹائیگر اس کا شکریہ ادا کر کے اور مصافحہ کر کے آفس سے باہر آگیا۔

پھر وہ ادھر کو بڑھ گیا بعد میں روم تھا۔

”جیکب میرے ساتھ آؤ۔“ ٹائیگر نے وہاں موجود جیکب سے کہا اور تیزی سے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”جناب میں نے واقعی اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔“ جیکب نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

”سنو جیکب۔“ مجھے معلوم ہے کہ تم نے میجر سے جھوٹ بولا ہے لیکن میں نے جان بوجھ کر تمہیں سچا قرار دے دیا اور وہاں سے بھیج دیا۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تم نے اس غیر ملکی کو کیا بتایا تھا۔“ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں دے دیا۔

”جناب۔“ ویٹر نے ایک بار پھر کچھ کہنا چاہا۔

”سنو جیکب۔“ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو اس لئے تمہاری بہتری واقعی اسی میں ہے کہ تم سب کچھ مجھے بتا دو۔“ ٹائیگر کا بوجھ بھگت بدل گیا تھا۔

”نھیک ہے۔“ میری ڈیوٹی ختم ہونے والی ہے آپ آدھے گھنٹے بعد عقبی طرف میرے کوارٹر نمبر گیارہ میں آجائیں۔ وہاں اطمینان

سے باتیں ہوں گی۔“ ویٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نوٹ کو تیزی سے اپنی جیب میں ڈال دیا اور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا اور پھر آدھے گھنٹے بعد وہ جیکب کے کوارٹر کی پیمٹک میں موجود تھا۔

”آپ سے واقعی کوئی بات نہیں چھپانی جاسکتی۔ میجر صاحب بے حد سخت آدمی ہیں اس سے مجبوراً مجھے ان سے بات چھپانی پڑی ورنہ وہ واقعی مجھے نوکری سے نکال دیتے۔“ جیکب نے کہا۔

”تم بالکل بے فکر ہو کر سب کچھ بتا دو۔“ ٹائیگر نے کہا۔ میں نے اس غیر ملکی کو بتایا تھا کہ سڈنی کے ساتھ والے کمرے میں گریٹ لینڈ قومیت کی ایک لڑکی ماریسا نامی رہتی تھی جو اس کے ساتھ ہی کمرہ چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ یہ لڑکی بھی اس سڈنی سے ملتی رہتی تھی اور جب سڈنی کلب میں موجود نہ ہوتا تھا تو ماریسا سمندن کے ایک ہوٹل کے مالک اور اسٹلے کے بہت بڑے سمگلر اور غنڈے جیکی سے لابی میں پراسرار انداز میں ملاقاتیں کرتی تھی۔ جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جیکی کو تو میں بھی جانتا ہوں۔ کیا یہ جیکی سڈنی سے بھی ملتا تھا۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”نہیں۔“ میں نے اسے کبھی سڈنی سے ملتے نہیں دیکھا اور ماریسا سے بھی وہ اس وقت ملتا تھا جب سڈنی کلب میں موجود نہ ہوتا تھا۔ جیکب نے جواب دیا۔

تھیں اور سپیشل جینسی کا کارڈ بھی اسے مل گیا تھا لیکن اس نے سڈنی کو تلاش کرنا تھا اور سڈنی کے کسی پتے کے بارے میں اسے ابھی تک کچھ بھی معلوم نہ ہوا تھا اس لئے وہ راجو سے ملنا چاہتا تھا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ راجو اس کے بارے میں مزید کچھ بتا سکے۔ راجو کا مکان ایک گنجان آباد محلے میں تھا۔ ٹائیگر نے اپنی کار اس محلے کی ایک کھلی جگہ پر جا کر روکی اور پھر وہ مختلف لوگوں سے پوچھتا ہوا آخر کار راجو کے مکان پر پہنچ ہی گیا۔ اس نے دروازے کی کنڈی کھٹکھٹائی تو ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔

”تمہارا نام راجو ہے؟“..... ٹائیگر نے کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن آپ یہاں میرے گھر جناب“..... راجو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم مجھے جانتے ہو؟“..... ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جی ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ کا نام ٹائیگر ہے۔“ راجو نے جواب دیا۔

”میں نے تم سے چند باتیں معلوم کرنی ہیں۔ کوئی بیٹھنے کی جگہ ہے یہاں؟“..... ٹائیگر نے کہا۔

”جی ہاں۔ میں بیٹھ کر کھولتا ہوں“..... راجو نے کہا اور واپس مڑ کر مکان میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کوئے میں موجود ایک دروازہ کھولا۔

”آئیے جناب“..... راجو نے دروازہ کھول کر کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا

”مارسیا کا حلیہ کیا تھا؟“..... ٹائیگر نے پوچھا تو جیکب نے حلیہ بتا دیا۔

”اور سڈنی کا حلیہ کیا تھا؟“..... ٹائیگر نے پوچھا تو جیکب نے سڈنی کا حلیہ بھی بتا دیا اور ٹائیگر نے اس دونوں کے قد و قامت کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم کر لیں۔

”اس کے علاوہ اور کوئی بات۔“ اچھی طرح سوچ کر جواب دو۔ یہ دونوں خاصے طویل عرصے تک یہاں رہے ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ایک مقامی لڑکی بھی سڈنی سے ملنے آیا کرتی تھی۔ اس کا نام نرگس تھا۔ کسی معزز خاندان سے اس کا تعلق تھا۔“ جیکب نے جواب دیا۔

”سڈنی یہاں سے باہر جاتے ہوئے کیا اپنی کار استعمال کرتا تھا یا ہب کی کار اس کے استعمال میں رہتی تھی؟“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”وہ ٹیکسی میں آتا جاتا تھا البتہ میں نے اسے زیادہ تر راجو کی ٹیکسی میں ہی دیکھا تھا۔ راجو دو تین روز سے بیمار ہے اس لئے آ نہیں رہا۔“ جیکب نے کہا۔

”یہ راجو کہاں مل سکے گا؟“..... ٹائیگر نے پوچھا تو جیکب نے اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔

”اوکے شکریہ“..... ٹائیگر نے کہا اور ایڈ کر اس کے کوارٹر سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار میں بیٹھا اس راجو کی رہائش گاہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گو اسے جیکب سے خاصی معلومات مل گئی

ہوا اس طرف کو بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک چارپائی، تین پرانی کرسیاں اور ایک میز موجود تھی۔

”میں غریب آدمی ہوں جناب اس لئے آپ کو تعظیم تو ہوگی۔“
راجو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”ارے نہیں۔ میں بھی تم جیسا ہی ہوں۔ بیٹھو“..... ٹائیگر نے کہا۔

”میں آپ کے لئے بوتل لے آؤں“..... راجو نے کہا۔

”نہیں۔ تعظیم مت کرو۔ بیٹھو تم ویسے بھی بیمار ہو۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”بس جی دو تین روز سے بخار آ رہا تھا۔ آج تو نہیں ہے۔“..... راجو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے دو بڑے بڑے نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

”یہ میری طرف سے تمہارے بچوں کے لئے ہیں۔ رکھ لو۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر جناب“..... راجو نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہیں نہیں دیئے تمہارے بچوں کے لئے دیئے ہیں۔“
ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جی آپ کی مہربانی جناب“..... راجو نے جلدی سے نوٹ اپنی جیب کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر چمک سی آگئی تھی۔

”سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ بلیو مون کلب میں رہنے والا گریٹ لینڈ کا سڈنی زیادہ تر چھوٹی ٹیکسی میں ہی سفر کرتا تھا۔ مجھے سڈنی کی تلاش ہے اور یقیناً تمہیں اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی ایسی بات معلوم ہوگی جس کی مدد سے اسے تلاش کیا جاسکے اور چونکہ تم مجھے جانتے ہو اس لئے اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بات کسی صورت بھی باہر نہ جائے گی اور نہ تم پر کوئی حرف آئے گا۔“
ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سڈنی اکثر میری ٹیکسی میں بیٹھ کر مختلف بڑے بڑے ہونٹوں میں آتا جاتا رہتا تھا لیکن مجھے نہیں معلوم کہ وہ ان ہونٹوں میں کس سے ملتا تھا اور کس سے نہیں کیونکہ میں تو باہر ہی اس کا انتظار کرتا رہتا تھا۔ البتہ آخری بار وہ میری ٹیکسی میں بیٹھ کر نیشنل اسٹیٹ بھینسی کے آفس گیا تھا اور پھر اس نے مجھے خلاف توقع فارغ کر دیا۔ میں سواری کے لئے وہاں سے قریب ہی رک گیا۔ پھر میں نے سڈنی کو آفس سے نکل کر ہدایت علی کی ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھا تھا۔ میں بڑا حیران ہوا کیونکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد ایک جگہ میں اور ہدایت علی اکٹھے تھے کہ میں نے اس سے ویسے ہی پوچھ لیا کہ وہ غیر ملکی کو نیشنل اسٹیٹ بھینسی سے پک کر کے کہاں لے گیا تھا تو اس نے بتایا کہ وہ اسے رین بو کالونی لے گیا تھا۔ پھر اس کے بعد وہ مجھے نظر نہیں آیا“..... راجو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کے ساتھ والے کمرے میں ایک غیر ملکی لڑکی مارسیا رہتی

تھی۔ کیا وہ بھی تمہاری ٹیکسی میں بیٹھتی تھی یا نہیں..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ بھی اکثر بیٹھتی تھی کیونکہ میں زیادہ تر بلیو مون کلب سے ہی سواریاں لیتا ہوں۔ وہ بھی سڈنی کی طرح مختلف ہونٹوں میں آتی جاتی رہتی تھی.....“ راجو نے جواب دیا۔

”کسی خاص آدمی سے اس کی کوئی خصوصی ملاقاتیں رہتی تھیں۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”جی نہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے.....“ راجو نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔ تم مطمئن رہو تم نے جو کچھ بتایا ہے یہ سب باہر نہیں جائے گا.....“ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور راجو نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ٹائیگر یہ ہٹھک سے باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر اس کی کار موجود تھی۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کیا پہلے نیشنل اسٹیٹ ایجنسی جا کر یہ معلوم کرے کہ سڈنی نے رین بو کالونی میں ان سے کون سی کوٹھی حاصل کی ہے یا پہلے عمران کو اطلاع کر دے اور پھر کار تک پہنچتے پہنچتے اس نے عمران کو اطلاع دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ کار میں بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی اور پھر ایک مناسب جگہ پر ایک سائیڈ پر کار روک کر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر عمران کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کانگ۔ اور.....“ ٹائیگر نے بار بار کال دیتے

ہوئے کہا۔

”یس۔ علی عمران ایٹننگ یو۔ اور.....“ چند لمحوں بعد ہی عمران کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے اسے اب تک کی حاصل کی گئی تمام معلومات کی تفصیل بتا دی۔

”گڈ شو۔ لیکن پہلے جا کر وہ کوٹھی تلاش کرو اور پھر معلوم کرو کہ اس میں سڈنی موجود بھی ہے یا نہیں۔ اس کے بعد مجھے دوبارہ کال کرو۔ اور.....“ عمران نے کہا۔

”یس ہاس۔ اور.....“ ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اور ایٹننگ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا اور پھر کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کا رخ نیشنل اسٹیٹ ایجنسی کی طرف ہی تھا۔

”جاسکو کلب میں تمہیں۔ اوہ۔ تو وہاں تک پہنچ گئے ہیں یہ۔“
سڈنی نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں اور انہیں یہ پتہ یقیناً جیکی سے ملی ہوگی اور یہ بھی سن لو کہ جیکی کو اس کے ہوٹل کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ ماریسا نے کہا تو سڈنی کا چہرہ بے اختیار بگڑ سا گیا۔

”دیری بیڈ۔ پھر تو حالات انتہائی سنگین ہو گئے ہیں۔ دیری بیڈ..... سڈنی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ یہ بات تم نے کیوں کی ہے؟“..... ماریسا نے کہا۔
”جبکی ہمارے نیٹ ورک کا خاص آدمی تھا۔ اس سے انہوں نے نیٹ ورک کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔“ سڈنی نے کہا۔

”ارے نہیں۔ جیکی کو ہمارے نیٹ ورک کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ تمہیں میری عادت کا تو علم ہے کہ میں ایسے معاملات میں کس قدر محتاط رہتی ہوں البتہ انہوں نے اس سے جاسکو کلب کے بارے میں معلوم کر لیا ہے اور پھر وہ یہاں پہنچ گئے لیکن تم جانتے ہو کہ جاسکو کلب میں میرا کیا روپ ہے اس لئے وہ یہاں سے میرے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکے البتہ مجھے اطلاع مل گئی اور پھر میں نے ان کی کار میں تھری ایکس نصب کر دیا اور اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ نشاط کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے میں رہائش پذیر ہیں۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ اگر تم اجازت دے

میلی فون کی گھنٹی بجتے ہی سڈنی نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھایا۔
”یس رچرڈ بول رہا ہوں“..... سڈنی نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ماریسا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے ماریسا کی آواز سنائی دی۔

”اوہ تم۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات۔“
سڈنی نے چونک کر اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ خاص الخاص بات ہے“..... دوسری طرف سے ماریسا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا“..... سڈنی نے کہا۔
”جاسکو کلب میں مجھے تلاش کیا جا رہا ہے“..... دوسری طرف سے ماریسا نے کہا تو سڈنی بے اختیار اچھل پڑا۔

دو تو میں آسانی سے ان کا خاتمہ کرا سکتی ہوں۔" ماریا نے کہا۔

"لیکن اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ اس طرح سپیشل بھنسی تو ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ سپیشل بھنسی پھر ہر لحاظ سے کنفرم ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ پھر وہ حکومتی سطح پر یہاں کی حکومت سے مل کر ہماری تلاش شروع کرا دیں۔" سڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جہاں بات درست ہے۔ یہ بات میرے ذہن میں بھی آتی تھی لیکن ان کی کارکردگی میری توقع سے زیادہ بہتر ہے اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مجھ تک کسی نہ کسی انداز میں پہنچ جائیں۔"

ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ماریا کہ ہمیں اپنا نیٹ ورک آف کر کے خاموشی سے یہاں سے کچھ عرصے کے لئے چلا جانا چاہئے۔ ہم کافرستان جاسکتے ہیں پھر یہ نکریں مار کر خود ہی واپس چلے جائیں گے اس کے بعد ہم واپس آکر اسے دوبارہ اوپن کر لیں گے۔" سڈنی نے کہا۔

لیکن اس طرح سیلانی میں تو فرق آجائے گا۔ اس کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے۔" ماریا نے کہا۔

سیلانی سے زیادہ ضروری اپنے نیٹ ورک کی حفاظت ہے ورنہ سیلانی مکمل طور پر بھی بند ہو سکتی ہے اس لئے اگر ایک دو ماہ تک سیلانی بند کر دی جائے تو میرے خیال میں کچھ فرق نہیں پڑے۔

سڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوکے۔ یہ فیصلہ بہر حال تم نے کرتا ہے۔ ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جلدی کرو اور نیٹ ورک کو مکمل طور پر کیمرہ فلاج کرا دو اور میرے پاس آجاؤ تاکہ ہم فوری طور پر یہاں سے روانہ ہو جائیں۔" سڈنی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم تیار رہو مجھے اس کام میں دو تین گھنٹے لگ جائیں گے۔" ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے آجاؤ میں تمہارا انتظار کروں گا۔" سڈنی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ کافی دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس لارسن کلب۔" ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں آسکر بول رہا ہوں۔ لارسن سے بات کراؤ۔" سڈنی نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"آسکر بول رہا ہوں لارسن۔" سڈنی نے اسی طرح بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیا بات ہے۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"کمپنی کے چیئرمین کو میرا پیغام دے دو کہ فی الحال آرڈر نہیں مل رہے کیونکہ ایک اور کمپنی ہمارے مقابلے پر آگئی ہے اس لئے کم از کم دو ماہ تک آرڈر ملنے کی کوئی امید نہیں ہے۔" سڈنی نے کہا۔

” دو ماہ۔ لیکن یہ تو خاصا طویل عرصہ ہے جبکہ کمپنی کو آرڈرز کی انتہائی اشد ضرورت ہے۔“..... دوسری طرف سے حیات بھرے لیے میں کہا گیا۔

” اس کمپنی کا مقابلہ کرنے کے لئے خاصا کام کرنا پڑے گا ورنہ آرڈرز ہمیشہ کے لئے بھی بند ہو سکتے ہیں۔“..... سڈنی نے کہا۔

” اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا اور کچھ۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

” بس یہی پیغام دے دینا۔“..... سڈنی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے پھرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

صفدر اور تنویر نشاط کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے کے قریب ایک پارکنگ میں کار روک کر نیچے اترے اور پھر دونوں ہی اس انداز میں ٹہلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے جیسے وہ اس کالونی کے رہائشی ہوں اور ٹہلنے کے لئے باہر آئے ہوں۔ کوٹھی کے سامنے سے گذرتے ہوئے انہوں نے غور سے کوٹھی کے بند پھانک کی طرف دیکھا۔

” چھوٹے گیٹ پر تالا لگا ہوا ہے صفدر۔“..... تنویر نے کہا۔

” ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوٹھی اس وقت خالی ہے۔“..... صفدر نے جواب دیا۔

” تو پھر کیا خیال ہے میں عقبی طرف سے اندر جاؤں اور چیک کروں۔“..... تنویر نے کہا۔

” ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کوٹھی ڈانچ دینے کے لئے حاصل کی گئی ہو اور ہم باہر انتظار کرتے ہی رہ جائیں۔“..... صفدر نے کہا۔

تم فکر مت کرو۔ اور دوسری طرف سے کہا گیا۔ اس دوران اس چھوٹے پھانک کھولنے والے نے اندر سے بڑا پھانک کھول دیا تھا اور اب وہ کار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھر وہ کار میں بیٹھا اور دوسرے لمحے کار تیزی سے اندر چلی گئی۔ صفدر خاموش کھڑا تھا اور ٹرانسمیٹر اس نے آن رکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پھانک اندر سے بند کر دیا گیا لیکن صفدر پھر بھی خاموش رہا۔ وہ اس وقت کا انتظار کر رہا تھا جب ہر آدمی کو ٹھہری کے اندر پہنچ جائے۔

”تتویر۔ یہ لوگ اب اندر پہنچ گئے ہیں۔ اور“..... صفدر نے کہا۔

”اوکے۔ اور اینڈ آل“..... دوسری طرف سے تتویر نے کہا اور صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ کے انتظار کے بعد اسے چھوٹا پھانک اندر سے کھلتا دکھائی دیا تو وہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے تتویر باہر آگیا تو صفدر تیزی سے دیوار کی اوٹ سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سرک پار کر کے کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تتویر اسے آتا دیکھ کر واپس چلا گیا تھا۔ چھوٹا پھانک اسی طرح کھلا ہوا تھا۔ صفدر اندر داخل ہوا تو تتویر اندر موجود تھا۔ صفدر نے پھانک اندر سے بند کیا۔

”او۔ میں نے چیک کر لیا ہے وہ تینوں بے ہوش پڑے ہیں۔“ تتویر نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں ایک جگہ سے جھپٹے تو وہاں تین غلی صوفوں پر ڈھیر ہوئے پڑے

تھے۔

”رسی تلاش کرو تتویر۔ انہیں باندھنا ہو گا“..... صفدر نے کہا اور تتویر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ صفدر نے آگے بڑھ کر ان کی تلاش لینی شروع کر دی اور پھر جب تتویر واپس آیا تو صفدر ان کی تلاش مکمل کر چکا تھا۔ ان کی جیبوں سے کاغذات کے ساتھ ساتھ اسلحہ بھی برآمد ہوا تھا۔ صفدر نے یہ سب کچھ ایک طرف میز پر رکھ دیا اور تتویر کی مدد سے اس نے ان تینوں کو عام کرسیوں پر بٹھا کر کرسیوں کی مدد سے اچھی طرح باندھ دیا۔

”یہ تربیت یافتہ افراد ہیں اس لئے ہمیں بہر حال محتاط رہنا ہو گا“..... صفدر نے کہا۔

”میں ان کے عقب میں رہوں گا“..... تتویر نے کہا۔

”میں ان کے دانت چیک کر لوں۔ کہیں کوئی زہریلا کیپسول نہ چسپایا ہوا ہو“..... صفدر نے کہا اور پھر اس نے ان تینوں کے منہ مول کر چیکنگ شروع کر دی اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ پیچھے ہٹ گیا۔

”میرا خیال ہے کہ انہیں ہوش میں لانے سے پہلے چیف کو اطلاع کر دی جائے“..... صفدر نے کہا۔

”پہلے ان سے تو پوچھ لیں۔ یہ ہمارے مطلوبہ افراد بھی ہیں یا نہیں“..... تتویر نے کہا۔

”لیکن اس کے لئے ان پر تشدد کرنا پڑے گا۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے

”یس۔ صفدر بول رہا ہوں“..... صفدر نے کہا۔

”صفدر۔ ان تینوں کو فوری طور پر رانا باؤس پہنچا دو۔ وہاں نمران ان سے پوچھ گچھ کرے گا اور چیف نے کہا ہے کہ ان کے اور ساتھی بھی ہوں گے اس لئے نگرانی اور تعاقب کا بھی خیال رکھنا۔“
جولیا نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے“..... صفدر نے کہا اور سیور رکھ دیا۔
”شاید ان کے ساتھیوں کی وجہ سے انہیں رانا باؤس پہنچانے کا کہا گیا ہے تاکہ دانش منزل تک کوئی نہ پہنچ سکے“..... تنویر نے کہا۔
”تم اپنی کار لے آؤ۔ میں انہیں کھولتا ہوں“..... صفدر نے کہا تو تنویر سر ملاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

کہ چیف انہیں دانش منزل پہنچانے کا حکم دے دے..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ جولیا کو اطلاع دے دو..... اس بار تنویر نے کہا تھا تو صفدر نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”صفدر بول رہا ہوں مس جولیا“..... صفدر نے کہا۔
”اوہ ہاں۔ کیا رپورٹ ہے“..... جولیا نے چونک کر پوچھا تو صفدر نے اسے شروع سے لے کر اب تک کی پوزیشن کی ساری تفصیل بتادی۔

”اوہ۔ میں چیف کو اطلاع کرتی ہوں۔ تم کس نمبر سے بول رہے ہو.....“ جولیا نے پوچھا تو صفدر نے فون پیس پر موجود فون نمبر دوبہرا دیا۔

”اوکے۔ میں ابھی تمہیں کال کرتی ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو صفدر نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے رسیور اٹھالیا۔
”یس“..... صفدر نے محتاط لہجے میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی

”گڈ شو۔ ٹائیگر خاصا تیز رفتار ثابت ہو رہا ہے..... بلیک زیرو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”کسی کو تلاش کرنے میں وہ واقعی حیران کن تیز رفتاری سے کام لیتا ہے۔ مجھے تو بعض اوقات لگتا ہے کہ اس کے آباؤ اجداد قدیم دور میں ماہر کھوجی رہے ہوں گے..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ لوگ اپنے دور میں واقعی ماہر فن ہوا کرتے تھے بلکہ میں نے تو پڑھا ہے کہ عرب کے قدیم دور میں کھوجیوں کا فن اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ وہ لوگ ریت پر لوگوں کا نہ صرف سراغ لگایا کرتے تھے بلکہ صرف نشان سے ہی وہ قد و قامت، عمر، رہن سہن اور حتیٰ کہ قبیلے کا نام تک بتا دیا کرتے تھے..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ ابھی ایسی ہی ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں سر..... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ کیا رپورٹ ہے..... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔
”یہ ہٹو..... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور پھر وہ خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔
”ممبر کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ ابھی تک تو کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ ابھی وہ تلاش کر رہے ہوں گے..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹائیگر نے تو رپورٹ دی ہے۔ اس نے سڈنی اور اس کی ساتھی لڑکی ماریسا کا کسی حد تک سراغ لگایا ہے..... عمران نے کہا۔

”اچھا۔ کہاں ہے وہ۔ کیسے معلوم ہوا..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے ٹائیگر کی طرف سے دی گئی رپورٹ دوہرا

نے اس بار پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”صفدر اور تتویر سے کہو کہ وہ ان تینوں کو رانا ہاؤس پہنچا دیں۔ میں عمران کو تلاش کر کے کہہ دیتا ہوں وہ خود ہی وہاں ان سے پوچھ گچھ کر لے گا اور صفدر اور تتویر کو کہہ دو کہ ان کے مزید ساتھی بھی ہو سکتے ہیں اس لئے وہ تعاقب اور نگرانی کا خصوصی طور پر خیال رکھیں“..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”یس سر“..... جو لیانے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”رانا ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں جوزف۔ صفدر اور تتویر تین غیر ملکیوں کو لے کر رانا ہاؤس آ رہے ہیں۔ تم ان تینوں غیر ملکیوں کو ریڈ روم میں سپیشل راڈز والی کرسیوں پر کبڑ دینا اور پھر مجھے اطلاع دینا۔ انہیں میری موجودگی میں ہوش آنا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام آن کر دینا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کے کوئی ساتھی انہیں چھڑانے کے لئے کام کر رہے ہوں“..... عمران نے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے جوزف نے مؤدبانہ لمحے میں جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”صفدر اور تتویر نے واقعی کام کیا ہے“..... بلنک زیرو نے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے جواب دیا اور پھر آدھے گھنٹے بعد فون کی

”سرا بھی صفدر نے اطلاع دی ہے کہ اس نے ان غیر ملکیوں کو ٹریس کر لیا ہے جنہوں نے نرگس پر تشدد کیا تھا“..... جو لیانے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلنک زیرو بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

”تفصیل سے رپورٹ دیا کرو“..... عمران نے کاٹ کھانے والے لمحے میں کہا۔

”یس سر۔ صفدر نے نشاط کالونی کی ایک کوٹھی سے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ اس نے اور تتویر نے مل کر نرگس کی رہائش گاہ کے قریب سے ایک مشکوک کار کا نمبر معلوم کیا اور پھر رجسٹریشن آفس سے انہوں نے کار کے مالک کا پتہ معلوم کیا۔ یہ کار ماسٹر اسٹیٹ ہینسی کی ملکیت تھی اور وہ دونوں وہاں گئے تو وہاں سے پتہ چلا کہ یہ کار نشاط کالونی کی ایک کوٹھی نمبر آٹھ اے کے ساتھ دی گئی ہے اور یہ کوٹھی گریٹ لینڈ کے کسی آدمی آسٹن نے بک کرائی ہے جس پر صفدر اور تتویر اس کوٹھی پر پہنچے تو کوٹھی خالی تھی لیکن اندر کی کیفیت سے معلوم ہوتا تھا کہ کچھ لوگ یہاں رہ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں انتظار کرتے رہے۔ پھر ایک کار آئی جس میں تین غیر ملکی سوار تھے۔ جب یہ غیر ملکی کار سمیت کوٹھی کے اندر چلے گئے تو تتویر نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور پھر صفدر اور تتویر اندر داخل ہو گئے تو یہ تینوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ صفدر نے وہیں سے مجھے فون کیا کہ میں آپ کو کال کر کے معلوم کروں کہ کیا ان سے وہ خود پوچھ گچھ کریں یا آپ مزید کوئی حکم دیں گے۔“ جو لیانے

”یہ میک اپ میں ہیں۔ ان کے میک اپ واش کرو۔“ عمران نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے میک اپ واش نکالا اور الماری بند کر کے وہ ان بے ہوش غیر ملکیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ان تینوں کے میک اپ صاف کر دیے۔

”ہاں۔ یہ ڈیوڈ ہے۔ اسے میں جانتا ہوں لیکن کیا تم نے صفدر سے اس گیس کا بیٹی بوجھ لیا تھا جس گیس سے انہیں بے ہوش کیا

گیا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”صفدر صاحب نے خود ہی بتا دیا تھا..... جوزف نے کہا۔

”تو پھر انہیں ہوش میں لے آؤ..... عمران نے کہا تو جوزف نے میک اپ و اشرف الماری میں رکھا اور پھر اس میں سے ایک بوتل اٹھا کر وہ مڑا اور ان تینوں کی طرف بڑھا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور اس کا دہانہ ایک غیر ملکی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور پھر یہ کارروائی اس نے دوسرے دونوں کے ساتھ کی اور پھر بوتل کا ڈھکن بند کر کے وہ مڑا۔ اس نے بوتل الماری میں رکھی اور الماری بند کر کے وہ عمران کی کرسی کے عقب میں آکر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی ایک ایک کر کے ان تینوں کو ہوش آگیا۔

”یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ..... ان تینوں نے ہوش میں آتے ہی بو کھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئے تھے۔

”ڈبو ڈ۔ تم تو مجھے جانتے ہو..... عمران نے مسکرا کر ڈبو ڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ تم۔ تم عمران۔ اوہ۔ کیا مطلب..... ڈبو ڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارے ساتھ سپیشل ہیجنسی کے ایس سیکشن کا انچارج آسٹن ہے اور یہ تیسرا بھی یقیناً اسی سیکشن کا ہی آدمی ہو گا۔ آسٹن اور تم نے

یہاں ایک مقامی لڑکی کو اغوا کیا اور پھر اس پر انتہائی بے رحمانہ انداز کا تشدد کیا۔ چونکہ تم نے اسے ہلاک نہیں کیا تھا اس لئے تم بھی ابھی تک زندہ نظر آ رہے ہو۔“ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ ہمارا کسی مقامی لڑکی سے کیا تعلق۔“ ڈبو ڈ نے رک رک کر کہا۔

”تم دونوں اس سے فیبن سوسائٹی کے آدمی سڈنی کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے جو بلیو مون کلب میں رہائش پذیر تھا اور فیبن سوسائٹی کا ایک آدمی گریٹ لینڈ میں تمہارے ہاتھ لگ گیا تھا۔ گو اس نے سوسائٹی کے اصول کے مطابق خودکشی کر لی تھی لیکن اس کی ڈائری تمہارے ہاتھ لگ گئی جس میں بلیو مون کلب کا نام، اس کا فون نمبر اور سڈنی کا نام موجود تھا۔ تم نے اسے فون کیا تو اس نے سپیشل کو ڈبو ڈ چھو تو تم نے بتا سکے اس لئے وہ وہاں سے روپوش ہو گیا۔ یہ لڑکی نرگس چونکہ گریٹ لینڈ میں پڑھتی رہی ہے اس لئے وہ سڈنی سے ملتی رہتی تھی۔ بہر حال جو کچھ اسے معلوم نہ تھا وہ کیسے بتا سکتی تھی۔ پھر تم نے بلیو مون کلب کے ایک ویڑے سڈنی کی دوست لڑکی ماریسا کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اس ویڑے سے تمہیں معلوم ہوا کہ سمندن میں اسلحے کا ایک سمگرہ جہکی بھی ماریسا سے ملتا رہتا ہے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ان تینوں کی آنکھیں محاورتا نہیں بلکہ حقیقتاً حیرت کی شدت سے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

"تم۔ ہمیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا۔ اوہ۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس بار آسنن نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے واقعی معلوم نہ ہو سکتا اگر تم اس لڑکی پر تشدد نہ کرتے کیونکہ نرگس میری عزیزہ ہے۔ اس کے زخمی ہو کر ہسپتال پہنچنے کی اطلاع ملنے پر میں اس کی عیادت کے لئے گیا تو میرے علم میں سڈنی کا نام آیا اور پھر فینن سوسائٹی کے بارے میں معلوم ہوا۔ اس کے بعد گریٹ لینڈ سے مجھے یہ ساری معلومات مل گئیں۔ اس کے بعد میرے آدمی اس ویڑے ملے جس نے ہمیں ماریا اور جیکی کے بارے میں بتایا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن تم نے ہماری کوٹھی کیسے ٹریس کر لی۔۔۔۔۔ آسنن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ سب تمہاری حماقت کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ تم نے اس کوٹھی میں موجود کار کو نرگس کے اغوا میں استعمال کیا اور نرگس کی رہائش گاہ کے قریب سے اس کار کے بارے میں نہ صرف معلوم ہو گیا بلکہ اس کا نمبر بھی معلوم ہو گیا اور رجسٹریشن آفس سے یہ معلوم ہو گیا کہ اس نمبر کی کار ماسٹر اسٹیٹ جینسی کے نام رجسٹرڈ ہے۔ وہاں سے تمہاری رہائش گاہ کا علم ہو گیا جو تم نے اپنے اصل نام سے بک کرائی تھی۔ تمہاری کوٹھی پر ریڈ کیا گیا تو تم کہیں گئے ہوئے تھے اس لئے میرے آدمی تمہارا انتظار کرتے رہے۔ جب تم واپس آئے تو تمہاری کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فار کی گئی اور

پھر تمہیں وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آیا گیا۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے بارے سے لہجے میں جواب دیا تو آسنن اور ڈیوڈ نے بے اختیار طویل ہنس لئے۔

"مجھے اعتراف ہے مسٹر عمران کہ میں اب تک یہی سمجھتا رہا کہ تمہارے بارے میں جو کچھ سنا جاتا ہے وہ صرف پروپیگنڈہ ہے لیکن اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ جو کچھ بتایا جاتا رہا ہے وہ بے حد کم ہے۔ تم واقعی جادوگر ہو۔۔۔۔۔ آسنن نے کہا۔

"تمہارا شکریہ آسنن۔ لیکن اس میں جادوگری والی کوئی بات نہیں ہے۔ تم لوگ سپیشل جینسی کے لیجنٹ ہو اس کے باوجود تم نے انتہائی احمقانہ انداز میں کوٹھی حاصل کی۔ انتہائی احمقانہ انداز میں ایک مقامی لڑکی کو اغوا کر کے اس پر تشدد کیا۔ اس طرح مجھے معلومات حاصل کرنے کا موقع مل گیا ورنہ یہ کام اچھے انداز میں بھی لیا جاسکتا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہمارے ذہن میں یہ تصویر ہی نہ تھا کہ تم ہمارے پیچھے لگ سکتے ہو کیونکہ یہ کام نہ تمہاری حکومت کے خلاف تھا اور نہ اس سے تمہاری حکومت کا کوئی تعلق تھا ورنہ شاید ہم اس انداز میں کام نہ کرتے۔۔۔۔۔ اس بار ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"تم تو مجھ سے اچھی طرح واقف ہو۔ تمہیں سڈنی کو تلاش کرنا تھا تو سیدھے میرے پاس آ جاتے یا وہاں سے مجھے فون کر دیتے میں کافی کو تلاش کر لیتا اور اگر تم ایسا نہ کرنا چاہتے تو پھر حکومت

گریٹ لینڈ حکومت پاکستان سے درخواست کر سکتی تھی کیونکہ اب تو بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی کے خلاف کام کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہے اور فین سوسائٹی بہر حال دہشت گرد کارروائیوں میں ملوث ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہم دراصل اس سڈنی سے یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ یہاں پاکستان میں کیوں موجود ہے اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ سڈنی کو اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ اس کی تلاش کی جا رہی ہے تو وہ سوسائٹی کے اصول کے مطابق فوراً خودکشی کر لیتا اور ایسے لوگوں کے بہر حال حکومتی آدمیوں سے رابطے رہتے ہیں اس لئے اسے اطلاع مل جاتی تھی۔“ آسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو آسٹن۔ تم سے میری پہلی ملاقات ہو رہی ہے جبکہ ڈیوڈ مجھے تم سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہے اور میرا دوست بھی رہا ہے۔ مجھے تم ہماری ان سرگرمیوں سے دے تو کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ تم بہر حال پاکستان کے مفاد کے خلاف کام نہیں کر رہے لیکن مجھے یہ بات قطعی پسند نہیں ہے کہ تم مجھ سے غلط بیانی کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ فین سوسائٹی ان معنوں میں دہشت گردی نہیں کرتی جن معنوں میں گریٹ لینڈ نے اسے مشہور کر رکھا ہے۔ دراصل فین سوسائٹی گریٹ لینڈ کے موجودہ شاہی نظام کے خلاف کام کر رہی ہے اور گریٹ لینڈ کے حکام اس کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں لیکن آج تک انہیں فین سوسائٹی کا نیٹ ورک ٹریس کرنے میں کامیابی نہیں ہو

سکی۔ تمہارا یہاں آنا اور اس طرح کی کارروائی کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سڈنی اس سوسائٹی کا کوئی اہم رکن ہے۔ تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو تو ہو سکتا ہے کہ میں انا تمہاری مدد کروں۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم سے واقعی کوئی بات نہیں چھپائی جا سکتی۔ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ درست ہے۔ ہماری اطلاع واقعی یہی ہے کہ سڈنی سوسائٹی کا اہم رکن ہے اور ہم اس کے ذریعے سوسائٹی کا مرکزی نیٹ ورک ٹریس کرنا چاہتے ہیں۔“ آسٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا اندازہ ہے کہ سڈنی پاکستان میں کیوں رہ رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مارسیا کی جنگی سے ملاقات اور پھر ہماری جنگی سے ملاقات کے بعد ہم اس نیچے پر پہنچے ہیں کہ سڈنی یہاں سے اسلحہ گریٹ لینڈ سوسائٹی کو سپلائی کرتا ہے اور اس نے یہاں اس کا باقاعدہ نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے۔“ آسٹن نے کہا۔

”تمہیں نیٹ ورک کا خیال کیسے آیا۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”ہم اس جنگی سے ملے تھے۔ جنگی سے ہم سکاٹ لینڈ کے افراد بن کر ملے تھے اور ہم نے ٹپ کے طور پر مارسیا کا نام استعمال کیا تھا اور اسلحہ کی سپلائی کی بات کی تھی تو اس نے حامی بھری اور یہ بھی بتا دیا کہ مارسیا سے اس کا تعلق بھی اسلحہ کی سمگلنگ کے سلسلے میں ہے۔“

جوزف۔ انہیں محسوس ہو گیا کہ بے ہوش کر کے نشاط کالونی کی لومٹی مٹی پر اڑے میں ڈال دینا اور پھر انہیں اپنی گیس سونگھا کر خود فوراً واپس آ جانا..... عمران نے جوزف سے کہا اور خود تیر تیرا قدم اٹھاتا برونی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے..... آسٹن نے جواب دیا۔
”اوکے۔ گوتم نے نرگس پر تشدد کر کے اچھا نہیں کیا لیکن چونکہ

کہ سڈنی کو ٹھہی میں موجود نہیں ہے۔ چنانچہ وہ گھوم کر اس کی عقبی طرف پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ عقبی دیوار پھاند کر کوٹھی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ سڈنی کی عدم موجودگی میں کوٹھی کی مکمل تلاشی لینا چاہتا تھا لیکن کوٹھی میں داخل ہونے کے بعد جب اس نے جینٹل کی تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہاں کسی قسم کا کوئی سامان موجود نہ تھا البتہ وہاں ایسے آثار موجود تھے کہ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہاں بہر حال کچھ لوگ رہتے رہے ہیں۔ ٹائیگر نے پوری کوٹھی گھوم لی لیکن آخر میں بہر حال وہ اس نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ کوٹھی کے مکین کو ٹھہی خالی کر کے چلے گئے ہیں اور انہیں گئے ہوئے بھی زیادہ وقت نہیں گزرا لیکن وہ کہاں گئے ہیں اب وہ اس بارے میں معلوم نہ کر سکتا تھا۔ اس نے سوچا کہ عمران کو اس بارے میں اطلاع کر دے۔ ٹرانسمیٹر کار میں موجود تھا مگر اس نے سوچا کہ فون کر کے معلوم کرے۔ شاید عمران فلیٹ میں یا رانا ہاؤس میں موجود ہو۔ چنانچہ وہ فون کی طرف بڑھا اور اس نے جھک کر رسیور اٹھایا۔ اسے سچائی کے نیچے ایک کاغذ پڑا ہوا نظر آیا۔ اس نے جھک کر کاغذ اٹھایا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے رسیور واپس رکھ دیا۔ کاغذ کافی بڑا تھا اور چارٹرڈ طیارے کی کمپنی اور شاید طیارے کا نمبر وغیرہ درج تھا۔ یوں لگتا تھا کہ فون سنتے ہوئے کسی نے کاغذ پر لکھا اور پھر بھول گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے انکوآری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

ٹائیگر کی کار خاصی تیز رفتاری سے گرین وڈ کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے نیشنل اسٹیٹ انجنری سے معلومات حاصل کی تھیں لیکن وہاں سڈنی کے نام سے کوئی بنگلہ نہ تھی لیکن دو تاریخ اور جس وقت کا اس نے راجو کے ساتھ ڈسشن کے بعد اندازہ لگایا تھا اس لحاظ سے اس وقت ایک غیر ملکی رچرڈ نے گرین وڈ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک بی بلاک بک کرائی تھی اور ٹائیگر کے نقطہ نظر سے یہ رچرڈ سڈنی ہی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اب خاصی تیز رفتاری سے گرین وڈ کالونی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گرین وڈ کالونی میں داخل ہو کر اس نے کار بی بلاک کے آغاز میں مناسب جگہ پر روک دی اور پھر نیچے اتر کر وہ پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر ایک سو ایک کے سامنے سے گزر رہا تھا لیکن کوٹھی کے چھوٹے گیٹ پر موجود تالا دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس کا مطلب تھا

والا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "کیا کافرستان ایئرپورٹ پر آپ کا کوئی سیکشن آفس ہے۔" ٹائیگر
 نے پوچھا۔

"ییس سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "وہاں رابطہ کر کے معلوم کرو کہ طیارہ پہنچ گیا ہے یا نہیں۔"
 ٹائیگر نے کہا۔

"وہ تو یہاں سے بھی معلوم کیا جا سکتا ہے سر۔ طیارہ بخیریت
 پہنچنے پر ہمیں قانوناً اطلاع دی جاتی ہے۔۔۔۔۔ اس لڑکی نے جواب
 دیا۔

"تو معلوم کر کے بتاؤ۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ییس سر۔ ہولڈ آن کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ییس۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"طیارہ وہاں بیس منٹ بعد پہنچے گا سر۔۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

"اوکے شکریہ۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے

تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"حیرت میں گم بلکہ گم سم علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی

(آکسن) بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی مخصوص

جھپکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے

"ییس۔ انکوائری پلیز۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی
 دی۔

"ایگل ایئر چارٹرڈ کمپنی کے ایئرپورٹ آفس کا نمبر چاہئے۔" ٹائیگر
 نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ ٹائیگر نے کریڈل
 دبا کر ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

"ییس۔ ایگل ایئر چارٹرڈ کمپنی۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
 نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایئرپورٹ آفس سے بول رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے حکمانہ
 لہجے میں پوچھا۔

"ییس سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں سنزل انٹیلی جنس آفس سے بول رہا ہوں۔ ایک چارٹرڈ
 طیارے کا نمبر نوٹ کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ طیارہ کس نے کہاں
 کے لئے بک کر لیا اور اس میں کتنے افراد سوار ہوئے اور اس وقت
 اس کی کیا پوزیشن ہے۔۔۔۔۔ ٹائیگر کا بوجہ اسی طرح حکمانہ تھا۔

"ییس سر۔ نمبر بتائیں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر
 نے کاغذ پر درج طیارے کا نمبر بتا دیا۔

"ییس سر۔ یہ طیارہ کافرستان کے لئے بک کر لیا گیا ہے۔ مسٹر
 سڈنی اور مس ماریسا نے اسے بک کر لیا ہے۔ ان دونوں کا تعلق
 گریٹ لینڈ سے ہے اور یہی طیارے میں سوار ہیں۔ طیارہ اب سے
 نصف گھنٹہ پہلے روانہ ہو گیا ہے اور اب کافرستان ایئرپورٹ پر پہنچنے

عمران کو سڈنی اور ماریسا کے بارے میں پوری تفصیلات بتادیں۔
 "او کے بعد میں تفصیلی بات ہوگی۔" عمران نے جواب دیا
 اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مائیک نے ایک طویل سانس
 لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران رانا ہاؤس سے نکل کر سیدھا فلیٹ پر پہنچا۔ اس نے
 سلیمان کو چائے لانے کا کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل
 کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔
 "علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) منتظر چائے بول
 رہا ہوں" عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
 "آپ کا مطلب ہے کہ آرڈر والا مرحلہ تو مکمل ہو چکا ہے اور اب
 انتظار کا مرحلہ ہے" دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس بار
 ہنستے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"ارے ہاں۔ تم نے اچھا یاد دلایا۔ واقعی یہ تو سوچنے کی بات ہے
 کہ ابھی چائے کے آرڈر کا مرحلہ ہے یا انتظار کا۔ بہر حال آغا سلیمان
 پاشا مدقلہ کے رویرو آرزوئے دل تو آشکار کر دیا ہے اب منتظر بیٹھا

ہوں کہ کب بہار آئے۔ میرا مطلب ہے کہ چائے آئے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کیا سلیمان صاحب کا موڈ آف ہے..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ یہ بد شگون کی بات مت کرو۔ صاحب بہادر کا موڈ آف ہو گیا تو پھر کیسا آرڈر اور کیسا انتظار..... عمران نے کہا تو دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میرا مطلب تھا کہ اگر سلیمان صاحب کا موڈ آف ہو تو میں آپ کے لئے اور سلیمان صاحب دونوں کے لئے چائے بھجوا دوں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”واہ۔ کیا سخاوت ہے۔ کیا فیاضی ہے۔ سلیمان۔ آغا سلیمان پاشا صاحب جلدی آؤ۔ طاہر صاحب چہارے لئے وہ سب کچھ بھجوانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں جو تم مجھ سے طلب کرتے رہتے ہو۔ جلدی آؤ اور وہ اپنے حساب کتاب والے بھی کھاتے اٹھا لاؤ۔ ارے ایسا وقت تو صدیوں میں کہیں آتا ہے۔ جلدی آؤ..... عمران نے زور زور سے اس انداز میں بولتے ہوئے کہا جیسے اپنی آواز باوجودی خانے تک پہنچانا چاہتا ہو۔

”میں نے چائے کی بات کی ہے عمران صاحب..... بلیک زیرو نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے سارے مسائل تو چائے پر ہی حل ہوتے ہیں۔ یہ تو بین

الاقوامی اصول ہے۔ چائے کی ایک بیالی جب ملکوں اور فوجوں کے مسائل حل کر سکتی ہے تو اپنے آغا سلیمان پاشا صاحب کا مسند کیوں حل نہ ہو گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے سلیمان ہاتھ میں چائے کی بیالی اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے چائے کی بیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

”طاہر صاحب کو میری طرف سے کہہ دیں کہ اگر انہوں نے واقعی چائے پینی ہے تو یہاں فلیٹ پر آ جائیں پھر ہی انہیں تپہ چلے گا کہ جو شانہ اور چائے میں کیا فرق ہوتا ہے..... سلیمان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”سن لی تم نے آل ورلڈ باؤنٹی ایوسی ایشن کے اعزازی صدر کی بات۔ اب بتاؤ کہ چائے پینی ہے یا جو شانہ ہی بنا بنا کر پیتے رہو گے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں سلیمان کی مہارت کو تو واقعی چیلنج نہیں کر سکتا عمران صاحب اس لئے جو شانہ ہی ٹھیک ہے۔ چلو بلغم کھانسی سے نجات تو ملتی رہے گی..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔“ اور چائے پینے سے بلغم کھانسی سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتی۔

تمہیں معلوم ہے پچھلے دنوں چائے برآمد کرنے والے ایک ملک کے چند سائنسدانوں نے باقاعدہ چائے کے فوائد پر بیس سالہ تحقیقاتی رپورٹ پڑھے ہیں اور وہاں چائے کے ڈبے پر باقاعدہ لکھا ہوتا ہے کہ چائے صحت کے لئے انتہائی مفید ہے..... عمران نے کہا۔

ہے کہ اس نے دوبارہ گرم نہیں کرنی اس لئے خدا حافظ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ نے فون کیوں کیا تھا“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

”ارے ہاں۔ واقعی وہ بات تو میں بھول ہی گیا تھا اور اب مجھے واقعی اس بات پر تحقیق کرنا پڑے گی کہ کیا چائے پینے سے یادداشت میں کمی آتی ہے یا نہیں۔ بہر حال میں نے تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ سپیشل مینجمنٹ سے میرے مذاکرات مکمل ہو گئے ہیں اور چونکہ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ پاکیشیا کے خلاف کوئی اقدام نہیں کریں گے وہ صرف سڈنی کو ٹریس کر کے اس سے فیہن سوسائٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لئے اب تم ممبروں کو کہہ دو کہ وہ ان کے خلاف کارروائیاں بند کر دیں“..... عمران نے کہا۔

”لیکن اس سڈنی کو تو بہر حال تلاش کیا جانا ہے یا نہیں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نانیگر اس پر کام کر رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کا اونٹ اب تک کسی نہ کسی کروٹ بیٹھ چکا ہو گا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور چائے

”انہوں نے کوئی فائدہ بھی بتایا ہے..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ان کی تحقیق کا تجزیہ یہ ہے کہ چائے پینے سے بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا ہوتی ہے اور پھر جتنی چائے پیتے جاؤ قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا جائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن جس رفتار سے آپ چائے پیتے ہیں اس لحاظ سے تو جسم میں صرف مدافعت ہی مدافعت رہ جائے گی قوت کو تو شاید رہنے کی جگہ بھی ملے“..... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم نے تو مجھے خواہ مخواہ بدنام کر رکھا ہے کہ میں زیادہ چائے پیتا ہوں۔ بس روزانہ پچاس ساٹھ پیٹیاں چائے پی جاتا ہوں گا۔ ان سے کیا ہوتا ہے۔ اب بھلا میں پچاس ساٹھ گھڑے چائے تو نہیں پیتا“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”ویسے اگر اس تعداد کا علم آپ کی اماں بی کو ہو جائے تو یقیناً آپ کی قوت مدافعت کا امتحان ہو جائے گا“..... بلیک زیرو نے کہا تو اس خوبصورت بات پر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ پھر کیسی مدافعت اور کیسی قوت۔ پھر تو کفن دفن ہی رہ جائے گا باقی۔ بہر حال میرے سامنے پڑی ہوئی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے اور آغا سلیمان پاشا کا موڈ بتا رہا

کی بیالی اٹھا کر منہ سے لگالی لیکن ابھی اس نے چائے کے دو گھونٹ پی لئے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے بیالی کو واپس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لب سوز و لب دوز علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”یہ لب سوز و لب دوز کیا ہوتا ہے“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آغا سلیمان پاشا کی بنائی ہوئی چائے کی بیالی میرے سامنے ہے اور ابھی اس سے میں نے صرف دو گھونٹ پیئے ہیں اگر پوری بیالی پی لی ہوتی تو پھر بین الاقوامی زبان میں ہی آپ سے بات ہو سکتی تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا ایسی سی دیہانتے رہتے ہو۔ سیدھی طرح کہو کہ چائے پی رہا ہوں۔ یہ لب سوز اور لب دوز اور پھر بین الاقوامی زبان“۔ سرسلطان نے ہنھٹھٹائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ پھر آپ کو چائے پر ریفریشر کورس کرنا پڑے گا۔ چائے کی خصوصیات یہی بتائی جاتی ہیں کہ وہ اتنی گرم ہو کہ جب ہونٹوں سے لگے تو ہونٹوں کو جلا دے۔ ٹھنڈی چائے، چائے ہو ہی نہیں سکتی۔ شربت تو ہو سکتا ہے اس لئے چائے کی ایک خصوصیت تو ہوئی لب سوز۔ اور لب دوز میں لب کا معنی تو آپ کو بہر حال آتا ہی ہو گا یعنی ہونٹ اور دوز کا مطلب ہوتا ہے سینا۔ جیسے خیمہ دوز اس

لئے چائے کی ایک اور خصوصیت ہوتی ہے لب دوز۔ یعنی لب آپس میں مل جائیں۔ مطلب یہ کہ اتنی گاڑھی اور میٹھی کہ لب ہی ڈالے۔ اس طرح اچھی چائے کی خصوصیات ہو گئیں لب سوز اور لب دوز اور جب لب مل جائیں تو پھر آدمی بول ہی نہیں سکتا اس لئے بین الاقوامی زبان یعنی نومولودوں کی زبان غوں غاں سے ہی کام چلایا جا سکتا ہے اور نومولود بچوں کی زبان پوری دنیا میں ایک ہی ہوتی ہے اس لئے اسے بین الاقوامی زبان کہا جاتا ہے۔ عمران کی زبان رواں دو گئی تھی۔

”خدا کی پناہ۔ ابھی چائے لب دوز ہے اس کے باوجود تم اس قدر بول رہے ہو“..... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب کیا کیا جائے۔ آپ جیسے بزرگوں کو سمجھانے کے لئے تو نجانے کون کون سے پاپڑ پیٹنے پڑتے ہیں۔ اب آپ بچے تو نہیں کہ فوراً سمجھ جائیں“..... عمران نے جواب دیا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”بہر حال تمہارے پاس شاید بہت فالتو وقت ہوتا ہے جبکہ میں بے حد مصروف ہوں اس لئے یہ بتا دوں کہ گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری لارڈ برنارڈ کی طرف سے مجھے سرکاری طور پر ایک خط ملا ہے کہ گریٹ لینڈ میں دہشت گرد تنظیم فیمن سوسائٹی کا کوئی سیٹ اپ یہاں پاکیشیا میں ہے اور گریٹ لینڈ کی سپیشل جینسی اس سیٹ اپ کے خلاف یہاں کام کر رہی ہے۔ انہوں نے درخواست کی ہے

کہ ان کی مدد کی جائے..... سر سلطان نے کہا۔

”لارڈ برنارڈ کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ آپ کی قبیل کے بزرگ ہیں اس لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو وہ خط لکھوا کر بھجوانا بھول گئے تھے یا پھر آپ خط موصول کرنے کے بعد بھول گئے ہوں گے اور اب آپ کو یاد آیا ہو گا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ خط تو آج کی ڈاک سے ہی مجھے موصول ہوا ہے اور دو روز پہلے کا تحریر کردہ ہے.....“ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو پھر انہیں سپیشل ایجنسی کے چیف ہیرس نے اطلاع دیر سے دی ہو گی۔ بہر حال انہیں بتا دیں کہ ان کا خط ملتے ہی سپیشل ایجنسی کے گرفتار شدہ ایجنٹوں کو رہا کر دیا گیا ہے اور جہاں تک فیبن سوسائٹی کے یہاں سیٹ اپ کا تعلق ہے تو اس بارے میں تحقیقات کی جا رہی ہیں اور اگر کوئی سیٹ اپ ہے تو اس سے بھی نمٹ لیا جائے گا.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نے سپیشل ایجنسی کے ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا تھا.....“ سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں فیبن سوسائٹی کا ایک آدمی سڈنی نام کا رہتا تھا۔ نواب عبدالقادر کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔ ان کی صاحبزادی بھی گریٹ لینڈ

میں پڑھتی رہی ہے۔ وہ اس آدمی سے ملتی رہتی تھی صرف اس لئے کہ سڈنی بھی گریٹ لینڈ کا باشندہ تھا۔ یہ رسمی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ سپیشل ایجنسی والوں کو جب اس سڈنی کا علم ہوا تو انہوں نے حماقت کی کہ فون کر کے اس کے متعلق کنفرمیشن شروع کر دی۔ نتیجہ یہ کہ وہ سڈنی غائب ہو گیا۔ سپیشل ایجنسی والوں نے نواب صاحب کی صاحبزادی کو ان کی رہائش گاہ سے اغوا کیا اور اس پر تشدد کر کے اس سے سڈنی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ جب کچھ پتہ نہ چلا تو وہ اس لڑکی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ نواب صاحب نے اس سلسلے میں ڈیڑی سے بات کی۔ میں اس وقت سپرنٹنڈنٹ فیاض کے پاس اس کے آفس میں موجود تھا۔ ڈیڑی نے سوپر فیاض کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ نواب صاحب کی صاحبزادی سے ہسپتال میں ملے اور اس پر تشدد کرنے والوں کا پتہ چلایا جائے۔ میں بھی سوپر فیاض کے ساتھ ہسپتال چلا گیا۔ وہاں جب علیہ وغیرہ سلسلے آئے تو میں سمجھ گیا کہ یہ سپیشل ایجنسی کے آدمی ہیں کیونکہ میں انہیں اچھی طرح جانتا تھا۔ میں نے انہیں ٹریس کرایا اور انہیں رانا ہاؤس منگوا لیا۔ وہاں ان سے بات چیت ہوئی تو انہوں نے اپنے اس فعل پر معذرت کی اور وعدہ کیا کہ وہ پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کوئی اقدام نہیں کریں گے۔ ویسے بھی انہوں نے نواب صاحب کی صاحبزادی کو زندہ چھوڑ دیا تھا اس لئے میں نے بھی انہیں رہا کر دیا اور اب رانا ہاؤس سے واپس فلیٹ پر پہنچا ہی تھا کہ آپ کی کال آ

دک کو ختم کریں لیکن ہم یہ کوشش کر رہے ہیں۔ اگر یہ شخص ہاتھ اٹایا اور اس کا واقعی یہ کام ہوا تو ہم بھی کارروائی کریں گے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ خدا حافظ“..... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک ٹیل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر چائے کی پیالی اٹھا کر اس نے منہ سے لگائی لیکن پھر برا سا منہ بنا کر واپس رکھ دی کیونکہ سلطان سے باتوں کی وجہ سے وہ واقعی بخ ہو چکی تھی۔

”سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب“..... عمران نے زور سے سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

”جی صاحب“..... دوسرے لمحے سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یہ چائے ب سوز و لب دوز نہیں رہی“..... عمران نے کہا۔

”دوسری گرم چائے لے آتا ہوں صاحب“..... سلیمان نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا اور پیالی اٹھا کر واپس مڑ گیا۔ عمران اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھتا رہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اس نے زور سے اپنے بازو پر ہتکی بھری اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل پڑا۔

”حیرت ہے۔ جاگ بھی رہا ہوں اور آغا سلیمان پاشا کی یہ فرمانبرداری اور تابعداری۔ یا اللہ تو ہر آفت سے بچا“..... عمران نے

لگئی..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن انہوں نے ایک پاکیشیائی خاتون پر تو تشدد کیا تھا اس لئے ان کے خلاف قانونی کارروائی تو ہونی چاہئے تھی۔ تم نے انہیں جھوڑ کیوں دیا..... سرسلطان نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر میں ان کے خلاف قانونی کارروائی کرتا تو نواب عبدالقادر کو خودکشی کرنا پڑ جاتی کیونکہ پھر اخبارات میں سنویریاں شائع ہوتیں کہ نواب عبدالقادر کی صاحبزادی غیر مردوں سے جا کر کلب میں ملتی رہتی ہے اور نجانے کہاں کہاں کے قلابے ملائے جاتے“..... عمران نے جان بوجھ کر یہ بات کرتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں واقعی۔ اوہ۔ تم نے اچھا کیا۔ ٹھیک ہے میں لاڈ برنارڈ کو کہہ دوں گا لیکن وہ سڈنی کہاں ہے اور اس کا کہاں کیا سیٹ اپ ہو سکتا ہے۔ فین سوسائٹی تو گریٹ لینڈ کے خلاف کام کرتی ہے۔ اس کا پاکیشی میں کیا کام“..... سرسلطان نے کہا۔

”ابھی وہ آدمی ٹریس نہیں ہو سکا۔ بہر حال اسے ٹریس کیا جا رہا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ شخص یہاں سے گریٹ لینڈ اپنی سوسائٹی کو کوئی خصوصی ساخت کا اسلحہ سپلائی کرتا ہو گا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو انتہائی سنگین مسئلہ ہے“..... سرسلطان نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ ویسے تو یہ گریٹ لینڈ والوں کا کام ہے کہ وہ اس نیٹ

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھایا۔

”حیرت میں گم بلکہ گم سم۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے رسپور اٹھاتے ہی کہا۔

”نائیگر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے نائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے۔ کہیں قیامت تو نزدیک نہیں آگئی کہ نائیگر بھی انسانی آواز میں بولنے لگ گئے ہیں۔ ارے ابھی تو میں نے شادی ہی نہیں کی اور قیامت آجھی گئی“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس میں نے سڈنی اور ماریسا کا سراغ لگایا ہے“..... دوسری طرف سے نائیگر نے کہا۔

”اچھا۔ مبارک ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ اب آدم بو۔ آدم بو کرتے ہوئے تم ان پر جھپٹ پڑو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ طیارہ چارٹرڈ کر اگر کافرستان چلے گئے ہیں باس“..... دوسری طرف سے نائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ کب کی بات ہے یہ“..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میں ایئر پورٹ سے ہی آپ کو کال کر رہا ہوں۔ ان کا طیارہ

بیس منٹ بعد کافرستان دارالحکومت کے ایئر پورٹ پر لینڈ کرے گا“..... نائیگر نے جواب دیا۔

”طیارہ کا نمبر۔ کمپنی کا نام اور دوسری تفصیلات کیا ہیں“۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو دوسری طرف سے نائیگر نے تفصیل بتادی۔

”اوکے۔ بعد میں تفصیلی بات ہوگی“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ناٹران بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ عمران صاحب آپ“..... دوسری طرف سے ناٹران کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تفصیلی بات چیت بعد میں ہوگی پہلے ایک چارٹرڈ طیارے کی تفصیل نوٹ کرو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا اور عمران نے نائیگر کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

”نوٹ کر لی ہے عمران صاحب“..... ناٹران نے جواب دیا۔

”یہ طیارہ بیس منٹ بعد کافرستان ایئر پورٹ پر لینڈ کرے گا۔ اس میں گریٹ لینڈ کے دو باشندے ایک مرد اور ایک عورت سوار

ہیں۔ تم نے فی الحال ان کی نگرانی کرنی ہے۔ مرد کا نام سڈنی اور عورت کا نام ماریا ہے۔ ان دونوں کا تعلق گریٹ لینڈ کی دہشت گرد تنظیم فین سوسائٹی سے ہے۔ تم نے انہیں نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں ابھی ان کی نگرانی کے احکامات دے دیتا ہوں۔۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

”مجھے اطلاع کر دینا۔ بعد میں اس بارے میں سوچیں گے کہ ان کا کیا کیا جائے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان ہاتھ میں چائے کی گرم گرم پیالی اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”میں نے سوچا کہ آپ گفتگو ختم کر لیں تو آپ کو چائے پیش کی جائے ورنہ پھر چائے ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔“ سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پیالی عمران کے سامنے رکھ کر واپس مڑنے لگا۔

”ایک منٹ۔ میری بات سنو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سلیمان واپس مڑا۔

”جی صاحب۔“ سلیمان نے اسی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ادھر آؤ بیٹھو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سلیمان مؤدبانہ انداز میں عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا رقم کی ضرورت ہے تمہیں۔“ عمران نے پیالی اٹھا کر جسکی لپٹے ہوئے پوچھا۔

”جی نہیں۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”کیا گاؤں جانا ہے اور چھٹی چاہئے۔“ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔“ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا اکیلے رہتے رہتے بور ہو گئے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں۔“ سلیمان نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا بات ہے۔ یہ جہاری فرمانبرداری اور تابعداری سے مجھے خوف آرہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اس میں خوف کی کیا بات ہے صاحب۔ میں آپ کا ملازم ہوں آپ میرے مالک ہیں۔ اگر میں آپ کی تابعداری اور فرمانبرداری نہیں کروں گا تو کس کی کروں گا۔“ سلیمان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”دیکھو جو جہارے دل میں ہے وہ بتا دو ورنہ۔“ عمران نے اب مصنوعی غصے سے آنکھیں نکلتے ہوئے کہا۔

”دل میں آپ کی تابعداری اور فرمانبرداری ہی ہے صاحب۔ بے

شک آپ جس طرح چاہیں دیکھ سکتے ہیں..... سلیمان نے اسی لمحے میں جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اماں بی کو فون کروں۔ وہی تم سے اصل بات پوچھیں گی“..... عمران نے ایک اور انداز میں دھمکی دیتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اماں بی کے غصے سے سلیمان کی جان جاتی ہے۔

”بے شک کر دیں بلکہ ضرور کریں۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے بڑی بیگم صاحبہ کو سلام کئے ہوئے اور بزرگوں کی خدمت میں سلام کرنا خوش نصیبی کی علامت ہوتی ہے“..... سلیمان بھلا کہاں آسانی سے پکڑائی دینے والوں میں سے تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ واقعی جہاری کھوپڑی جوتے کھانے کے لئے تیار ہو چکی ہے.....“ عمران نے کہا۔

”بزرگوں کے جوتوں سے گناہ جڑتے ہیں صاحب.....“ سلیمان نے جواب دیا۔

”اچھا۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ جہارے کتنے گناہ جڑتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ اس کا خیال تھا کہ سلیمان اب بول پڑے گا لیکن سلیمان اسی طرح معصوم صورت بنائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”پھر کروں فون۔ بولو آخری موقع ہے جہارے پاس۔“ عمران نے کہا۔

”بے شک کر دیں جناب۔ اس میں موقع کی کیا بات ہے لیکن آپ کو تو روزانہ بڑی بیگم صاحبہ کو فون کرنا چاہئے.....“ سلیمان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل ایسا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے تم جیسے میں بارہا اب بولو کیا مسئلہ ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کوئی مسئلہ نہیں ہے صاحب۔ اللہ کا شکر ہے“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”یا اللہ کس اداکار سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ ویسے تمہیں کس حکیم نے کہا تھا کہ تم باوجودی بن جاؤ۔ کیا تم بالی وڈ جاسکتے تھے۔“ عمران نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”میں یہاں بالی وڈ سے زیادہ خوش ہوں صاحب.....“ سلیمان نے جواب دیا۔

”اب اماں بی کو فون کرنا ہی پڑے گا.....“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا لیکن اس کی نظریں مسلسل سلیمان پر جمی ہوئی تھیں لیکن وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”جی صاحب.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پرانے اور بوڑھے ملازم رحمت علی کی آواز سنائی دی۔

”بابا رحمت بول رہے ہو۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

پچھلے سال کا پھاگن چھوٹے صاحب رحمت علی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا تو یہ پھاگن صاحب ہر سال آ جاتے ہیں۔ حیرت ہے۔“
عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رحمت علی بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”جی ہاں۔ ہر سال آ جاتا ہے۔ بڑے صاحب سے بات کراؤں۔“
دوسری طرف سے رحمت علی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے ارے کیا غضب کر رہے ہو۔ تمہارا مطلب ہے کہ تمہاری بہو کی طرح مجھ پر بھی پھاگن آ جائے۔“
رحمت علی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بیماری اور ہر بلا سے محفوظ رکھے چھوٹے صاحب۔ میں نے تو اس لئے پوچھا تھا کہ بڑے صاحب ابھی آفس سے آئے ہیں۔“
رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آج جلدی کیسے آ گئے۔ ان کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔“
عمران نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ بڑی بیگم صاحبہ نے بھی پوچھا تھا تو بڑے صاحب نے بتایا کہ کچھ ضروری کام گھر میں کرنا تھا اس لئے جلدی آ گئے ہیں۔“
رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اماں بی کہاں ہیں۔“
”وہ اپنے کمرے میں ہیں چھوٹے صاحب۔“
دوسری طرف سے

عمران نے کہا۔

”اوہ چھوٹے صاحب آپ۔ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں رحمت علی بول رہا ہوں چھوٹے صاحب۔ کیسے ہیں آپ۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اللہ کا شکر ہے تم سناؤ کہ تمہاری بہو کا کیا حال ہے۔ سنا ہے بیمار تھی پچھلے دنوں۔“
عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رحمت علی بے اختیار ہنس پڑا۔

”پچھلے دنوں سے شاید آپ کا مطلب پچھلے سال سے ہے چھوٹے صاحب۔ وہ تو پچھلے سال بیمار ہوئی تھی۔“
دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے بے اختیار ہاتھ سر پر پھیلا کر شروع کر دیا۔

”اچھا۔ سال بھی گزر گیا۔ حیرت ہے۔ کیا تم نے کہیں کوئی چھوٹا سا کیلنڈر تو نہیں چھپوایا جس میں مہینے دس روز کا ہو۔“
عمران نے کہا۔

”چھوٹے صاحب۔ ہمیں کیلنڈر سے کیا کام۔ ہم تو مقامی مہینے یاد رکھتے ہیں۔ وہ پھاگن میں بیمار ہوئی تھی اور اب پھر پھاگن ہی ہے۔“
رحمت علی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس کے باوجود کہہ رہے ہو کہ سال گزر گیا ہے۔ کہاں ہے۔“
کہیں حق کی چم میں پوہ نہ تو رکھ کر نہیں بیٹا شوق کر دیا۔ خود ہی کہہ رہے ہو کہ پھاگن میں بیمار ہوئی تھی اور اب بھی پھاگن ہے۔ پھر سال کیسے ہو گیا۔“
عمران نے کہا۔

تمہیں..... اماں بی کے لہجے میں جلال کچھ زیادہ ہی نمایاں ہو گیا تھا۔

”اماں بی۔ غریب، کمزور اور بے بس لوگوں کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں۔ کبھی کسی کا کام کسی دفتر میں اٹکا ہوتا ہے اور وہ بے چارہ پریشان ہوتا ہے اس کے ساتھ چلا جاتا ہوں۔ کبھی کسی اور کا مسئلہ ہوتا ہے۔ بس ایسی ہی مصروفیت ہے..... عمران نے جلدی جلدی کہا۔

”اوہ۔ پھر تو تم نیک کام کرتے ہو۔ اللہ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ دوسرے کے کام آنا بھی سب سے بڑی نیکی ہے۔ ضرور کرو یہ کام۔ فون کیوں کیا تھا..... اماں بی نے اس بار محبت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے سنے ہوئے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے کیونکہ اب اماں بی کا غصہ دور ہو گیا تھا۔ عمران کو معلوم تھا کہ اماں بی کی اس کر خوش ہوتی ہیں۔

”اماں بی سلیمان مجھ سے ناراض ہو گیا ہے..... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ کیوں۔ وہ تو بے حد نیک بچہ ہے۔ تم نے اسے ضرور تنگ کیا ہو گا۔ کہاں ہے وہ۔ اس سے میری بات کراؤ..... اماں بی نے اٹا سلیمان کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

”بچہ۔ ہونہہ..... عمران نے مائیک پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور

رحمت علی نے جواب دیا۔

”اماں بی سے بات کرا دو..... عمران نے ایک بار پھر سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ویسے ہی سپاٹ چہرہ لئے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”عمران۔ یہ تم ہو..... چند لمحوں بعد عمران کی اماں بی کی آواز سنائی دی۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اماں بی۔ آپ کیسی ہیں۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں..... عمران نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام۔ کیا تمہارے پیروں کو مہندی لگی ہوئی ہے کہ تم کو ٹھنی نہیں آسکتے جو فون پر بیٹھے غیروں کی طرح حال پوچھ رہے ہو۔ بولو..... اماں بی کی عصبیلی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار دوسرا ہاتھ سر پر پھرنا شروع کر دیا کیونکہ اب وہ سوچ رہا تھا کہ وہ فون کر کے خود ہی پھنسن گیا ہے۔

”اماں بی بس مصروفیت ایسی رہتی ہے۔ بہر حال میں جلد ہی حاضر ہوں گا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مصروفیت ہے تمہاری۔ شادی تمہاری نہیں ہوئی۔ نوکری اور کاروبار تم کرتے نہیں پھر کیا مصروفیت ہے مجھے تو بتاؤ۔ تمہارے باپ سے بات کرو تو وہ بھی بس مصروفیت کا ہی رونا روتے ہیں اور تم بھی یہی راگ الاپ رہے ہو۔ بولو۔ کیا مصروفیت ہے

پھر رسیور سلیمان کی طرف بڑھا دیا۔

”بڑی بیگم صاحبہ السلام علیکم“ سلیمان نے رسیور لے کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیوں ناراض ہو رہے ہو عمران سے۔ مجھے بتاؤ اس نے کیا کہا ہے۔ میں اس کا سر جو تیوں سے توڑ دوں گی۔ ابھی کہہ رہا تھا کہ وہ دوسروں کی خدمت کرتا پھر رہا ہے اور اپنے گھر کا یہ حال ہے“..... اماں بی نے کہا۔ لاؤ در کی وجہ سے عمران بھی دوسری طرف سے آنے والی آواز سن رہا تھا البتہ اماں بی کی دھمکی سن کر وہ بے اختیار سمٹ سا گیا تھا کیونکہ اسے یقین آ گیا تھا کہ ابھی سلیمان نے اماں بی کو اس کے خلاف کوئی بھیرویں سنا دینی ہے اور اماں بی نے اپنی جو تیوں سے اس کا سر توڑ دینا ہے۔

”بڑی بیگم صاحبہ۔ چھوٹے صاحب نے تو کبھی مجھ سے کچھ نہیں کہا“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تو پھر تم کیوں اس سے ناراض ہو“..... اماں بی کے لہجے میں حیرت تھی۔

”بڑی بیگم صاحبہ۔ میں چھوٹے صاحب سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں۔ دراصل ایک ہمسائے سے مسجد میں میری ملاقات ہو گئی۔ وہ بے چارہ بے حد پریشان تھا کیونکہ اس کا بیٹا کالج میں پڑھتا ہے اور وہ شدید بیمار ہے۔ اسے علاج کے لئے غیر ملک بھجوانا پڑتا ہے۔ یہاں اس کا علاج نہیں ہو سکتا اور ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اگر اس کا بیرون

ملک علاج نہ ہو تو وہ فوت ہو جائے گا۔ وہ مسجد میں بیٹھا اللہ تعالیٰ سے اس کی صحت کی دعائیں مانگ رہا تھا اور زار و قطار رو رہا تھا۔ سب نے اس سے پوچھا تو اس نے یہ ساری باتیں بتائی ہیں اور یہ بھی بتایا کہ دس لاکھ روپے خرچ آتا ہے اور وہ غریب آدمی ہے بس اس وقت سے طبیعت بے حد پریشان ہے۔ چھوٹے صاحب نے یہ سمجھا کہ میں ان سے ناراض ہوں“..... سلیمان نے آخر کار اصل بات بتا دی۔

”اوہ۔ تو تم میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ بولو۔ کیا میں نے پہلے انکار کیا ہے“..... اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
”بب۔ بب۔ بڑی بیگم صاحبہ۔ وہ دراصل بڑے صاحب سے ڈر لگتا ہے“..... سلیمان نے آہستہ سے کہا۔
”کیوں ڈر لگتا ہے۔ کیا تم نے اس رقم سے جو اکھیلتا ہے۔ بولو۔“ اماں بی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں اسے لے کر حاضر ہو جاؤں گا بڑی بیگم صاحبہ۔“ سلیمان نے ہنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اسے ساتھ لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی عزت خراب ہو گی۔ بس تم میرے پاس آ کر رقم لے جاؤ اور سارا انتظام کراؤ۔“
”مجھے“..... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی بہتر بڑی بیگم صاحبہ“..... سلیمان نے جواب دیا اور دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو سلیمان نے رسیور

رکھ دیا۔

”یہ بات تم مجھے نہ بتا سکتے تھے۔ کیوں“..... عمران نے آنکھیں ٹکلاتے ہوئے کہا۔

”آپ میرا مذاق اڑاتے اور میری طبیعت واقعی بے حد پریشان تھی“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”وہ سپیشل سیف میں جو رقم پڑی ہوئی ہے وہ کب کام آئے گی۔ تمہیں پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ وہ ضرورت مند ہے تو پھر۔“ عمران نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو زیادہ پریشان تھا“..... سلیمان نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”میں نے سپیشل سیف سے دس لاکھ روپے نکال کر اسے دے دیئے تھے۔ مجھ سے اس کا رونا اور بلکنا برداشت نہ ہو رہا تھا اور میں اس لئے پریشان تھا کہ آپ کو جب بتاؤں گا تو آپ نجائے کیا نکھیں۔“

سلیمان نے جواب دیا۔

”میں نے پہلے کبھی تم سے پوچھا ہے جو اب پوچھوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم غلط جگہ پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرتے اور اب اماں بی سے کیا کہو گے“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ تو میں نے آپ کے فائدے کی بات کی ہے ورنہ اگر میں بڑی بیگم صاحبہ کو آپ کے سیف سے رقم نکال کر اسے دینے کا کہہ دیتا تو

وہ فوراً پوچھتیں کہ اتنی رقم آئی کہاں سے ہے۔ اب میں کیا بتاتا۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی۔ اوہ۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ لیکن اب اماں بی سے لی ہوئی رقم کا کیا کرو گے“..... عمران نے کہا۔

”وہ بھی اسے ہی دوں گا کیونکہ میں نے ساری تحقیق کر لی ہے۔“ غرچہ بہر حال دس لاکھ روپے سے زیادہ ہی آئے گا“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”نھیک ہے۔ اب ایک کپ چائے اور لے آؤ“..... عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور سلیمان مسکراتا ہوا واپس گیا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ناٹران بول رہا ہوں عمران صاحب“..... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

”اوہ ہاں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”وہ دونوں ایئر پورٹ سے راتھور کالونی کی ایک کوٹھی میں گئے ہیں۔ وہاں کچھ لوگ پہلے سے موجود تھے اور وہ دونوں بھی وہیں موجود ہیں۔ اب مزید کیا حکم ہے۔“..... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حکم تو حاکم کا ہوتا ہے۔ میں تو خود محکوم ہوں۔ میں نے سوچا

کہ حاکم کا کوئی کام بن جائے تو شاید کوئی چھوٹا موٹا بیک بائٹھ لگ جائے لیکن اب کیا کہوں اسے بسا اُردو کہ خاک شدہ۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ناثران نے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے تفصیل بتا دیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔۔۔۔۔ ناثران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم کیا مدد کرو گے۔ کتنا بینک اکاؤنٹ ہے تمہارا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ناثران پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ حکم تو کریں۔۔۔۔۔ ناثران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے واہ۔ کوئی تو ایسا بینک اکاؤنٹ سامنے آیا جو میرے حکم پر خالی ہو سکتا ہے ورنہ تو سب منہ بنا کر جواب دے دیتے ہیں کہ سوری اکاؤنٹ میں چند روپے بڑے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ناثران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”وہیے تو میرے بینک اکاؤنٹ میں بھی چند روپے ہی ہوں گے لیکن آپ حکم کریں تو میں پورا بینک جی لوٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ ناثران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”واہ۔ بڑے نیک ارادے ہیں۔ بہر حال میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے فین سو سائٹی اور گریٹ لینڈ کی سپیشل سیکشنس کے بارے میں اسے بتا دیا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ یہ ہمارے مطلب کا کیس نہیں ہے۔“

ناثران نے کہا۔

”ہاں۔ البتہ میں یہ ضرور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس سڈنی اور اس کی ساتھی ماریسا نے یہاں پاکیشیا میں اسلحے کی سٹورنگ کا کیا نیٹ ورک قائم کیا ہوا ہے کیونکہ بہر حال یہ موجود ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ خود اس پر کام کریں گے۔۔۔۔۔ ناثران نے چونک پر پوچھا۔

”نہیں۔ جتنا سوپر فیاض صاحب کا کام ہے۔ اس کا کارنامہ بن جائے گا اور ہمارا کچھ دال دیا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ناثران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اوہ۔ اب میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے میں اس معاملے میں ساری معلومات حاصل کر کے آپ کو اطلاع دے دوں گا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اس کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

سڈنی سامنے آکھڑا ہو گا..... ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا تو آسن بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں شاید پہلے تمہاری بات کو مبالغہ سمجھتا لیکن اب مجھے بھی یقین آگیا ہے کہ یہ شخص حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے لیکن وہ ہماری مدد نہیں کرے گا..... آسن نے کہا۔“
”دوستی کے حوالے سے اس سے بات کی جا سکتی ہے..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے کر لو بات۔ کم از کم ناکام واپس جانے سے تو بہتر ہے کہ اس کی ہی منت کر لی جائے..... آسن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ نے سامنے بڑے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

”کیا تمہیں اس کا نمبر معلوم ہے..... آسن نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ اس کے فلیٹ کا نمبر مجھے معلوم ہے..... ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدبان خود بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ڈیوڈ بول رہا ہوں علی عمران۔ سپیشل مینجمنٹ کا ڈیوڈ..... ڈیوڈ

آسن اور ڈیوڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوٹھی کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔ آسن کا چہرہ سا ہوا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انتہائی پریشان ہو۔

”میرا خیال ہے آسن کہ سڈنی اور ماریسا دونوں ملک سے باہر جا چکے ہیں ورنہ ان کا کہیں نہ کہیں لازماً سراغ مل جاتا..... ڈیوڈ نے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے لیکن اب انہیں کہاں تلاش کیا جائے اور اگر ہم اسے تلاش نہ کر سکتے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن ناکام ہو گیا اور تم جانتے ہو کہ چیف کا کیا رد عمل ہو گا..... آسن نے جواب دیا۔

”اگر تم کہو تو میں عمران سے بات کروں۔ اگر وہ ہماری مدد کرنے پر آمادہ ہو گیا تو وہ کسی جادوگر کی طرح چھری گھمائے گا اور

چیف کو ناکامی کی رپورٹ دی تو معاملات ہمارے خلاف ہو جائیں گے۔ تم تو جانتے ہو ان معاملات کو، اس لئے میں نے سوچا ہے کہ تم کے بات کی جائے۔ سرکاری نہ جی دوستی کے لحاظ سے شاید تم ہی کچھ مدد کر دو..... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ سڈنی اور ماریسا دونوں اسی روز چارٹرڈ طیارے سے کافرستان چلے گئے تھے جس روز تم میرے مہمان تھے اور ابھی تک وہیں ہیں..... عمران نے کہا تو ڈیوڈ اور آسنن دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا تم نے ان کا سراغ لگا لیا تھا..... ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میرے ایک آدمی نے ان کا سراغ لگایا تھا اور پھر میں نے کافرستان میں بھی ان کا سراغ لگایا اور وہاں میرے ایک دوست نے سڈنی کو اغوا کر کے اس سے پاکیشیا میں اس کی کارکردگی کی تفصیلات معلوم کر لیں۔ وہ جبکی ہومل کے مالک جبکی کے علاوہ بھی دو تین اسلحے کے سمگروں سے مل کر طویل عرصے سے یہاں سے گریٹ لینڈ خصوصی ساخت کا اسلحہ اسمگل کر رہا تھا۔ چنانچہ ان تفصیلات کے ملنے کے بعد میں نے یہ کہیں یہاں کی سنزل انٹیلی جنس کو دے دیا اور انہوں نے اس سارے نیٹ ورک کا خاتمہ کر دیا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ اور آسنن دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ چلو شکر ہے بول تو سکتے ہو۔ یہ بھی غنیمت ہے..... عمران نے چونک کر کہا تو ڈیوڈ اور آسنن دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم..... ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارے ہاں جو آدمی ذہنی اور جسمانی طور پر معذور ہو اسے سپیشل پرسن کہا جاتا ہے اور تم بھی بہر حال سپیشل ہجنسی کے پرسن ہو..... عمران نے جواب دیا تو ڈیوڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوہ۔ تو تم نے اس پیرائے میں یہ بات کی تھی۔ ویسے یہاں پاکیشیا آکر واقعی مجھے اور آسنن دونوں کو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ہم آپ کے ملک کے سپیشل پرسن ہی بن گئے ہیں..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ارے ارے۔ ایسی بھی کیا ناامیدی۔ کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ۔ مجھے ویسے بھی سپیشل پرسن سے بہت ہمدردی ہوتی ہے..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہم نے سر توڑ کوششیں کر لی ہیں لیکن سڈنی اور ماریسا کا کہیں سراغ نہیں مل سکا اور اب ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وہ دونوں ملک چھوڑ گئے ہیں یا دارالحکومت سے کسی دور دراز علاقے میں شفٹ ہو گئے ہیں لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم نے سپیشل ہجنسی کے

”حیرت انگیز آدمی ہے یہ۔ چلو بہر حال اب ہمیں کافرستان جانا ہو گا۔“ آسنن نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ چیف سے بات کر لیں۔ کافرستان میں بھی لازماً سپیشل پبلیسی کا کوئی نہ کوئی آدمی موجود ہو گا۔ اس کی مدد سے اس سڈنی کو وہاں پہنچنے سے پہلے ہی کور کیا جاسکتا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ اسے اطلاع مل جائے اور وہاں سے بھی فرار ہو جائے۔“

ڈیوڈ نے کہا تو آسنن نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکو آئری کے نمبر پر ریس کر دیئے۔

”انکو آئری پلیئر“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”یہاں سے گریٹ لینڈ کا رابطہ نمبر اور وہاں کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں۔“ آسنن نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے اور آسنن نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر نوٹ آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیس۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔“

”آسنن بول رہا ہوں پاکیشیا سے انچارج ایس سیکشن۔ چیف سے بات کرنا۔“ آسنن نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”ہیلو۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد چیف کی بھاری سی آواز سنائی دی۔“

”چیف۔ میں آسنن بول رہا ہوں۔“ آسنن نے مؤدبانہ لہجے

”وہ سڈنی کہاں ہے۔ کیا وہ ہلاک ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ ڈیوڈ نے پوچھا۔“

”نہیں۔ وہ کافرستان میں ہے۔ ہمیں اس کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کیا تم اس کے بارے میں تفصیل بتاؤ گے۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”جہیں نیٹ ورک سے مطلب تھا وہ ختم ہو گیا۔ تم بے شک جا کر اپنے چیف کو رپورٹ دے دو اگر تم چاہو تو میں سنٹرل انٹیلی جنس سے اس نیٹ ورک کی فائل کی کاپی بھی تمہیں دلوں گا۔“

عمران نے کہا۔

”ہم اس سڈنی سے وہاں گریٹ لینڈ میں ان کے نیٹ ورک کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

”سوری ڈیوڈ یہ جہاد اپنا کام ہے میرا نہیں۔ میں صرف دوستی کے ناطے تمہیں ہپ دے سکتا ہوں کہ سڈنی اس وقت کافرستان کے دارالحکومت میں راتھور کالونی کی ایک کونٹری نمبر آٹھ سو بارہ بی ہلاک میں موجود ہے۔ وہاں اس کا نام جمیز ہے اور بس۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“

”اوکے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ باقی کام ہم کر لیں گے۔ بے حد شکریہ۔“ ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ وٹش یو گڈ لک۔“ عمران نے جواب دیا اور ڈیوڈ نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

میں کہا۔

”اوہ۔ کیا رپورٹ ہے تمہارے مشن کی..... چیف نے چونک کر پوچھا تو آسنن نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم وہاں بری طرح ناکام رہے ہو اور نہ صرف ناکام ہو گئے ہو بلکہ فین سوسائٹی کے بارے میں اصل معاملات بھی پاکیشیا حکومت تک پہنچ گئے ہیں۔ ویری بیڈ۔“ چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیف ہمارے یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کیس میں کوئی دلچسپی لے گی اس لئے ہم بے خبر رہے۔“ آسنن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”بہر حال اب تم واپس آ جاؤ۔ اب تمہارا وہاں رہنا حکومت گریٹ لینڈ کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اگر پاکیشیا حکومت نے فین سوسائٹی کے سلسلے میں کام شروع کر دیا تو بہت خرابیاں پیدا ہو جائیں گی.....“ چیف نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ پاکیشیا حکومت کو فین سوسائٹی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے..... آسنن نے ہونٹ بجاتے ہوئے کہا۔

”جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں ہے۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ فین سوسائٹی اپنا مرکزی ہیڈ کوارٹر کسی ایشیائی ملک میں بنانے لگی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ مرکز پاکیشیا ہی ہو اس لئے تو میں نے

خاص طور پر تمہیں وہاں بھیجا تھا ورنہ صرف ایک آدمی کی تلاش کے لئے تو پاکیشیا میں ہی کسی گروپ کو ہار کیا جاسکتا تھا.....“ چیف نے کہا۔

”چیف کم از کم یہ بات تو طے ہے کہ سوسائٹی کا ہیڈ کوارٹر پاکیشیا میں نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عمران اسے ٹریس کر چکا ہوتا اور پھر وہ سڈنی بھی اس طرح ملک چھوڑ کر نہ جاتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم کافرستان جا کر انہیں ٹریس کر کے ان کے نام حالات معلوم کر لیں.....“ آسنن نے کہا۔

”نہیں۔ تم واپس آ جاؤ۔ وہاں ہمارا ایک سیٹ اپ ہے ہم اس سیٹ اپ کو استعمال کریں گے..... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آسنن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”چیف کو پہلے تو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا.....“ ڈیوڈ نے کہا۔

”اسے غصہ اس بات پر آیا ہے کہ ہم پاکیشیا کے لمبٹ کے ہاتھ لگ گئے۔ اس نے اسے اپنی پینتھن کی توہین سمجھا ہے۔ بہر حال اب چلو۔ اب سوائے واپسی کے اور کوئی راستہ ہمارے پاس نہیں ہے۔“

آسنن نے کہا اور ڈیوڈ نے اثبات میں سر ملادیا۔

کے اسلحے کے نیٹ ورک کے بارے میں انتہائی پر تشدد انداز میں پوچھ گچھ کی اور ان دونوں پر انتہائی ہولناک تشدد کیا گیا جس سے یہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب انہیں ہوش آیا تو یہ اسی زخمی حالت میں اسی خفیہ کونٹری میں ہی موجود تھے۔ اس دوران پاکیشیا سے اطلاع مل گئی کہ وہاں سنٹرل انٹیلی جنس نے کارروائی کر کے پورا نیٹ ورک تہس نہس کر دیا ہے۔ ہینکی پہلے ہی ہلاک ہو چکا تھا لیکن اس بار باقی نو افراد خصوصی اسلحہ کے تمام سنورز سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔

موشابے نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”سپیشل ایجنسی کے ایس سیکشن کا باس اسمن اپنے ساتھیوں سمیت سڈنی کے پیچھے پاکیشیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے..... باس نے اسی طرح سپاٹ نیکن تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

”ابھی تک سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سے اس بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سڈنی اور ماریسا دونوں کے لئے ذبیحہ کال دے دو..... باس نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر باہر نکال کر اس نے میز پر رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس.....“ چیف نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیر عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس.....“ ادھیر عمر آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”چیف۔ موشابے کی کال ہے..... دوسری طرف سے ایک نسوانی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات.....“ چیف نے کہا۔

”موشابے بول رہا ہوں چیف.....“ چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ لہجے بے حد مودبانہ تھا۔

”کیا رپورٹ ہے.....“ چیف نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”مسٹر سڈنی اور اس کی نائب ماریسا دونوں کو پراسرار افراد نے ان کی خفیہ رہائش گاہ سے اغوا کر لیا ہے اور پھر جب انہیں ہوش آیا تو ان دونوں سے چند نقاب پوشوں نے پاکیشیا میں فیبن سوسائٹی

ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت وہ خاموش بیٹھا سنتا رہا لیکن جیسے جیسے بات چیت آگے بڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے اس کی پیشانی پر شکنیں بھی بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر باہر نکالا۔ یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس کا بٹن آن کر دیا۔

یو، ہیلو چیف آسکر کالنگ لارڈ لاکسن۔ اور..... چیف نے بار بار کال دینے ہوئے کہا۔

یس لارڈ اینڈنگ یو۔ اور..... چند لمحوں بعد ایک بھاری لیکن انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔

لارڈ آپ سے تفصیلی ڈسکشن کرنی ہے اور ایک ٹیپ سنوانی ہے۔ سو سائیکس کے سلسلے میں انتہائی اہم معاملات ہیں۔ اور..... چیف نے کہا۔

اوکے۔ آجاؤ۔ چہارے لئے کوڈ واچ ناؤر ہو گا۔ اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو چیف نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس دراز میں رکھا اور پھر میز پر موجود ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر وہ سامنے والے دروازے کی بجائے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار انتہائی تیز رفتاری سے گریٹ لینڈ دارالحکومت کی سب سے خوشحال رہائشی کالونی میں لارڈ لاکسن کی محل نما کوٹھی کی

”موشابے نے دوبارہ کال کی ہے..... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو چیف بے اختیار چونک پڑا۔“

”چیف۔ میں موشابے بول رہا ہوں۔ حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اس کے ساتھ ابھی ابھی چونک سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سے انتہائی اہم رپورٹ ملی ہے اس لئے میں نے دوبارہ کال کی ہے۔“

موشابے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے..... چیف نے پوچھا۔“

”ہمارے آدمیوں نے سپیشل ایجنسی کے چیف اور ایس سیکشن کے باس آسٹن کے درمیان فون پر ہونے والی گفتگو کا ٹیپ بھجوایا ہے آپ یہ ٹیپ سن لیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”ٹھیک ہے بھجوا دو..... چیف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اس نے شاید فوری طور پر یہ ٹرانسمیٹر کال کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر تھا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ٹیپ ریکارڈر کو میز پر رکھ کر وہ خاموشی سے واپس چلا گیا۔ دروازہ اس کے عقب میں بند ہوتے ہی چیف نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر کو آن کر دیا۔ وہ چونکہ ایس سیکشن کے آسٹن اور سپیشل ایجنسی کے چیف، میرس دونوں کی آوازیں پہچانتا تھا اس لئے

طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ محل کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے صبیحے ہی کار روکی ایک مسلح آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”واچ ناؤر“..... چیف نے کہا۔

”ییس سر“..... اس مسلح آدمی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جتد لمحوں بعد پھانک کھل گیا تو چیف نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور پھر پورچ میں لے جا کر روک دی اور نیچے اتر آیا۔ ایک آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”واچ ناؤر“..... چیف نے کہا۔

”اے میرے ساتھ“..... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چیف خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ چکا تھا۔

”تشریف رکھیں“..... اسے لے آنے والے نے کہا اور چیف کے سر ہلانے پر وہ واپس مڑ گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد ایک اور آدمی اندر داخل ہوا۔

”آپ کا کوڈ جناب“..... آنے والے نے کہا۔

”واچ ناؤر“..... چیف نے کہا۔

”اے“..... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا تو چیف بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ آدمی ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔

”تشریف لے جائیے۔ لاڈ آپ کے منتظر ہیں“..... اس آدمی نے

ایک سائینڈ پر ہنٹے ہوئے کہا تو چیف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر بند دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ چیف اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک آفس کے انداز میں سجا ہوا ایک وسیع و عریض کمرہ تھا لیکن کمرہ خالی تھا۔ چیف خاموشی سے میز کی سائینڈ پر بڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے وہ ٹیپ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ جتد لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی سوٹ تھا۔ اس کا چہرہ بڑا اور بھاری تھا۔ یہ لاڈ لاکسن تھا۔ چیف اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ہینٹو آسکر“..... لاڈ نے بھاری لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تھینک یو لاڈ“..... چیف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہاں۔ کیا مسئلہ ہے جس کے لئے ہمیں خود یہاں آنا پڑا ہے۔“ لاڈ نے کہا تو چیف نے اسے سڈنی اور ماریسا کے پیچھے سپیشل مہجینی کے ایس سیکشن کے افراد کے جانے کے بارے میں بتایا۔

”انہیں کیسے معلوم ہوا“..... لاڈ نے چونک کر پوچھا۔

”ہمارا ایک مہجنت پکڑا گیا تھا۔ اس کی ڈائری میں سڈنی کا نام، کلب کا نام اور فون نمبر درج تھا“..... چیف نے جواب دیا۔

”پھر کیا ہوا“..... لاڈ کے لہجے میں ہلکی سی تشویش ابھرائی تھی۔

”سڈنی اور ماریسا میری اجازت سے وقتی طور پر پاکیشیا جھوڑ کر

ہوئے ہی آوازیں سنائی دینے لگ گئیں اور لارڈ خاموش بیٹھا سنتا رہا لیکن پھر گفتگو کے درمیان عمران کا نام آتے ہی وہ بری طرح بدلتا کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ہیبت حیرت اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ چیف خاموش بیٹھا لارڈ کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو چیف نے میپ ریکارڈ آف کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کہاں سو سائی کے پیچھے پڑ گئی۔ ویری بیڈ۔“ لارڈ نے کہا۔

”اسی لئے تو میں خود حاضر ہوا ہوں لارڈ۔ اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سڈنی اور ماریسا کو کافرستان میں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تلاش کیا اور پھر یقیناً ان سے پوچھ گچھ کی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مہجنوں نے یہ سب کچھ کیا اور پھر اسلئے کے نیٹ ورک کی تفصیلات سنزل انٹیلی جنس کو بھیجوا دی گئیں۔“ چیف نے کہا۔

”سڈنی اور ماریسا کا کیا ہوا ہے۔“ لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”انہیں ڈتھ کال دے دی گئی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔“ چیف نے کہا۔

”ہاں۔“ ٹھیک ہے لیکن اب اسلئے کا نیٹ ورک سنے سرے سے قائم کرنا پڑے گا اور اس کے لئے لامحالہ بہت وقت لگ جائے گا۔“ لارڈ نے کہا۔

کافرستان چلے گئے۔ اس سلسلے میں ابھی بیڈ کو ارٹر انچارج موشابے کی رپورٹ ملی ہے کہ وہاں پراسرار افراد نے ان دونوں کو اغوا کیا اور انہیں ہوش میں لا کر ان پر انتہائی ہولناک تشدد کر کے ان سے پاکیشیا میں مخصوص اسلئے کے نیٹ ورک کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کی گئی اور پھر انہیں اسی زخمی حالت میں دوبارہ بے ہوش کر کے واپس ان کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا گیا۔ اس کے بعد پاکیشیا سے رپورٹ ملی کہ وہاں سو سائی اور اسلئے کے نیٹ ورک کو سنزل انٹیلی جنس نے ہنس نہس کر دیا ہے۔ تمام افراد گرفتار کر لئے گئے ہیں اور تمام خصوصی اسلئے کے سنور چیک کر لئے گئے ہیں۔ اس کے بعد موشابے نے سپیشل مہجنسی کے چیف آفس سے یہ میپ حاصل کی ہے۔ میں نے یہ میپ سنی اور اس میپ کی وجہ سے میں آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوا ہوں۔“ چیف نے کہا۔

”کیا ہے اس میپ میں۔“ لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

”اس میں سپیشل مہجنسی کے چیف ہیریس اور پاکیشیا میں سڈنی کے پیچھے گئے ہوئے ایس سیکشن کے انچارج آئمن کے درمیان فون پر ہونے والی گفتگو میپ ہے۔“ چیف نے کہا۔

”سنواؤ۔“ لارڈ نے کہا تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر میپ ریکارڈز آن کر دیا کیونکہ یہ جدید ترین میپ ریکارڈز تھا اس لئے اس میں میپ کو ریورس کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ جیسے ہی یہ میپ آف کی جاتی تھی ویسے ہی یہ خود بخود ریورس ہو جاتی تھی۔ میپ ریکارڈز آن

ہمارے پاس یہاں انتہائی وسیع ٹینٹ ورک اور بہترین کارکن ہیں۔
وہ یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں..... چیف نے کہا۔

”اس سے کیا فائدہ ہوگا..... لارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”اس سے یہ فائدہ ہوگا لارڈ کہ حکومت جو سوسائٹی کو دہشت گرد

قرار دے رہی ہے وہ اسرائیل اور یہودی دباؤ کی وجہ سے خاموش ہو
جائے گی اور چونکہ اسے اپنی بقا کا خطرہ ختم ہو جائے گا اس لئے وہ
ہمارے خلاف کام بھی بند کر دے گی..... چیف نے کہا۔

”لیکن سوسائٹی کے مشن کیا ہوں گے۔ یہ بتاؤ..... لارڈ نے
اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے لارڈ کہ ہم اسلامی ممالک کے خلاف کام کریں۔
خاص طور پاکستانی سیکرٹ سروس، علی عمران اور اسلامی سکیورٹی
کو نسل کے کرئل فریدی کے خلاف۔ یہ اسرائیل اور یہودیوں کے
دشمن نمبر ایک ہیں..... چیف نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم دراصل اس عمران کے خلاف کام کرنا
چاہتے ہو کیونکہ اس کی وجہ سے پاکستانی میں جہاد انیٹ ورک تباہ ہوا
ہے۔ لیکن تم چاہتے ہو کہ عمران کیا ہے اور کس انداز میں کام کرتا
ہے..... لارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس لارڈ۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جب
عمران کا خاتمہ کیا جائے گا تو پوری دنیا کے یہودی جشن منائیں گے
اور اسرائیلی حکومت تو سب سے زیادہ جشن منائے گی..... چیف

”لارڈ۔ میرا خیال ہے کہ آپ ماسنز کی میٹنگ کال کریں اور
سوسائٹی کے بارے میں نئے فیصلے کر لیں..... اچانک چیف نے
کہا تو لارڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو..... لارڈ نے انتہائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

”لارڈ۔ فین سوسائٹی کے بارے میں عام طور پر یہ مشہور ہے کہ
وہ گریٹ لینڈ میں موجود شاہی نظام کا خاتمہ کر کے یہاں فاشسٹ
حکومت قائم کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے کوشش کر رہی ہے جبکہ
حکومت گریٹ لینڈ اسے دہشت گرد ظاہر کرتی ہے لیکن فین
سوسائٹی کا اصل مقصد دوسرا ہے۔ وہ یہودی سلطنت کے لئے کام کر
رہی ہے اور اس لحاظ سے اسرائیل کے ساتھ اس کا الحاق ہے لیکن میں
نے محسوس کیا ہے کہ فین سوسائٹی کے گرد گھیراؤ ہو رہا ہے
اور ہو سکتا ہے کہ گریٹ لینڈ کی حکومت کسی بھی روز اس کے
مرکزی افراد کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دے اس لئے میرا خیال
ہے کہ ہمیں نئے فیصلے کرنے چاہئیں..... چیف نے کہا۔

”کیسے فیصلے۔ کھل کر بات کرو۔ تمہارے ذہن میں کیا ہے۔
لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرے ذہن کے مطابق فین سوسائٹی کو اب کھل کر اسرائیل
سے الحاق اور یہودی کا ز کے لئے کام کرنا چاہئے اور اس کا ز کے مقابل
چاہے کوئی کرپشن آئے یا کوئی مسلم اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔

نے کہا۔

”اوہ۔ تو اس قدر شہرت ہو چکی ہے عمران کی“..... لارڈ نے کہا۔
”آپ کا اسرائیل میں جیوش چینل کے چیف لارڈ بو فمین سے تو
رابطہ ہے“..... چیف نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں“..... لارڈ لاکسن نے چونک کر کہا۔

”ان سے بات کر دیکھیں۔ انہیں بھی معلوم ہے کہ آپ سوسائٹی
کے چیئرمین ہیں“..... چیف نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تم اس مشن پر سرکاری سرپرستی چاہتے
ہو“۔ لارڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”آپ درست سمجھتے ہیں بلکہ میں اب سوسائٹی کو سرکاری سرپرستی
میں دینا چاہتا ہوں۔ اسرائیل کی سرکاری سرپرستی سے ہماری سوسائٹی
کو بے حد فائدہ ہوگا“..... چیف نے کہا۔

”اوکے۔ تم واپس جاؤ میں مرکزی ماسٹرز کی ہنگامی مینٹنگ کال
کر کے جہاری تجویز اور موجودہ واقعات ان کے سامنے رکھوں گا پھر جو
فیصلہ ہوگا اس سے تمہیں مطلع کر دیا جائے گا“..... لارڈ نے کہا۔

”یہی لارڈ“..... چیف نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے
مؤدبانہ انداز میں لارڈ کو سلام کیا اور واپس مڑ کر رہے سے باہر آ
گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی واپس
اپنے آفس کی طرف آرہی تھی۔ پھر اپنے آفس پہنچتے ہی اس نے کرسی
پر بیٹھ کر رسیور اٹھا لیا۔ اس فون پیس کے نیچے لگا ہوا بین پریس کر

کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سنار کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

”بلیک سے بات کراؤ میں آسکر بول رہا ہوں“..... چیف نے
کہا۔

”یہی سر۔ ہولڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے اس بار
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو بلیک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز
سنائی دی۔

”آسکر بول رہا ہوں بلیک۔ فوراً میرے آفس پہنچ جاؤ“..... آسکر
نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ او پھر انٹرکام کارسیور اٹھا کر
اس نے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”بلیک آ رہا ہے اسے میرے آفس پہنچا دینا“..... چیف نے کہا
اور پھر رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور
ایک ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ بلیک تھا۔ فبین سوسائٹی
کے ایکشن گروپ کا چیف اور گریٹ لینڈ کی خفیہ پہنچنی کنگ ناوڑ
کا سب سے فعال ایجنٹ۔ ویسے مذہبی طور پر یہودی تھا لیکن اس کے
بارے میں بہت کم لوگ جانتے تھے کہ وہ کڑی یہودی ہے ورنہ عام
طور پر اسے کچن ہی سمجھا جاتا تھا۔ بلیک نے اندر داخل ہو کر آسکر
کو سلام کیا۔

”یہ سٹو بلیک..... چیف نے کہا تو بلیک اثبات میں سر ہلاتا ہوا میری دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

پاکیشیا میں عمران نے سو سائٹی کے اسلحے کی سپلائی کا نیٹ ورک تباہ کر دیا ہے اور تمام مخصوص اسلحہ اور افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے..... اسکر نے آگے کی طرف جھٹکتے ہوئے کہا تو بلیک بے اختیار اچھل پڑا۔

”عمران نے۔ آپ کا مطلب ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے مہجنت نے..... بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اسی کی بات کر رہا ہوں..... چیف نے کہا۔

”لیکن اس کا سو سائٹی یا اس کے اسلحہ کے نیٹ ورک سے کیا تعلق..... بلیک نے کہا۔

”بس ایک مقامی لڑکی کی وجہ سے اس کا تعلق پیدا ہو گیا۔ نیٹ ورک کا انچارج سڈنی وہاں ایک مقامی لڑکی سے ملتا تھا۔ یہ لڑکی عمران کی عزیزہ تھی۔ سپیشل مہجنتی نے سو سائٹی کا ایک مہجنت پکڑا جس نے خود کشی کر لی لیکن اس کی ڈائری سے سڈنی کا نام، فون نمبر اور پاکیشیا کے ایک کلب میں اس کی رہائش کا علم سپیشل مہجنتی کو ہو گیا۔ سپیشل مہجنتی نے ایس سیکشن کے انچارج آسنن کو وہاں سڈنی کو تلاش کرنے کے لئے بھجوایا۔ پھر آسنن اور اس کے ساتھی ڈیوڈ دونوں نے اس مقامی لڑکی کو اغوا کر کے اس پر تشدد کیا اور

اس سے سڈنی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ پھر تشدد کر کے اسے زخمی کر دیا لیکن پھر زندہ بھی چھوڑ دیا۔ عمران کو اس کے زخمی ہونے کی خبر مل گئی۔ چنانچہ وہ اس سے ملتا تو اس کے سامنے سڈنی کا نام آگیا اور فینین سو سائٹی کا بھی۔ پھر عمران حرکت میں آگیا اور اس کے پیچھے میں اس نے آسنن اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان سے پوچھ گچھ کی۔ اس طرح اس کے سامنے ساری بات اٹھی اور پھر اس کے آدمیوں نے سڈنی اور ماریسا کو کافرستان میں ٹریس کر لیا کیونکہ میری اجازت سے وہ دونوں سپیشل مہجنتی سے بچنے کے لئے کافرستان چلے گئے تھے۔ وہاں ان پر تشدد کر کے ان سے سو سائٹی کے اسلحے کی سپلائی کا نیٹ ورک معلوم کر لیا گیا اور پھر سنڈل انٹیلی جنس کے ذریعے یہ سارا نیٹ ورک تباہ کر دیا گیا۔ کچھ مشورہ سڈنی اور ماریسا کے لئے ڈیجیٹل کال دینی پڑی۔ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اود۔ ویری بیڈ چیف۔ لیکن اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ نیا سیٹ اپ قائم کریں گے..... بلیک نے کہا۔

”ظاہر ہے ہمیں خصوصی اسلحہ وہیں سے مل سکتا ہے لیکن اب یہ ضروری ہے کہ پہلے اس عمران کا خاتمہ کیا جائے۔ میں نے اس سے تمہیں کال کیا ہے کہ کیا تم یہ کام کر سکتے ہو یا میں کسی اور کے ذمہ لگاؤں..... چیف نے کہا۔

”ہاں آپ صرف اس عمران کا خاتمہ کرانا چاہتے ہیں یا پوری

سیکرت سروس کا..... بلیک نے کہا۔

”فی الحال تو یہ عمران ہی ہمارا نارگٹ ہے۔ سیکرٹ سروس تو ظاہر ہے اسلحے کی سہولت کے چکر میں نہیں پڑتی۔“ چیف نے کہا۔

”لیکن چیف۔ جیسے ہی عمران کے خلاف کام شروع ہوا پاکیشیا سیکرٹ سروس خود بخود حرکت میں آجائے گی۔ اب بھی جو کام کیا گیا ہو گا اس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نے لازمی کام کیا ہو گا۔ مجھے معلوم ہے کہ عمران سیکرٹ سروس کا رکن نہیں ہے لیکن بہر حال وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اس لئے سرکاری طور پر نہ ہی غیر سرکاری طور پر سیکرٹ سروس کے ارکان اس کے ساتھ کام کرتے ہوں گے۔“..... بلیک نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ پھر تم کیا کہتے ہو۔“..... چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں گریٹ لینڈ آنے پر مجبور کر دیں۔ سبہاں سرکاری سطح پر اس کا مقابلہ ہو گا جبکہ ہم اپنے طور پر اسے گھیر لیں گے اس طرح وہ یقینی طور پر مارا جائے گا۔“..... بلیک نے کہا تو چیف بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات۔“..... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ بجائے اس کے ہم وہاں جا کر اس عمران کے خاتمے کے مشن پر کام کریں زیادہ بہتر یہی ہے کہ ہم وہاں جا کر کوئی ایسا کام

کریں۔ مثلاً کسی اہم آدمی کا اغوا اور یہ کام گریٹ لینڈ کی سپر ہینسی کی طرف سے ظاہر کیا جائے۔ اس طرح عمران لامحالہ سیکرٹ سروس کے ہمراہ یہاں آئے گا اور سپر ہینسی کے خلاف کام کرے گا۔ اس کے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ ہم بھی اس کے خلاف کام کر سکتے ہیں۔ اس کی پوری توجہ سپر ہینسی پر ہو گی جبکہ ہم آسانی سے اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس طرح سیکرٹ سروس بھی سمجھے گی کہ اسے سپر ہینسی نے ہلاک کیا ہے اور ہم پر بات نہ آنے گی۔“..... بلیک نے کہا۔

”کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا بلیک۔ ہم سپر ہینسی کو کیسے اس بات پر آمادہ کریں گے کہ وہ پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کریں۔ کیا وہ ہمارے ماتحت ہیں۔“..... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کام ہم کریں گے لیکن ظاہر یہی کریں گے کہ یہ کام سپر ہینسی کا ہے۔“..... بلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب تمہاری بات سمجھ میں آئی ہے۔ ٹھیک ہے تمہاری تجویز زیادہ بہتر ہے۔ اس طرح واقعی زیادہ یقینی انداز میں اس کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ اوکے تم جاسکتے ہو میں لارڈ سے بات کروں گا۔“

چیف نے کہا تو بلیک اٹھا اور سلام کر کے واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”ٹائیکر بولا نہیں کرتا۔ دھاڑا کرتا ہے۔ کم از کم کسی تعلیم یافتہ کے سفر میں ہی داخلہ لے لو تاکہ مہماری گرانٹ تو درست ہو سکے۔“ عمران نے کہا لیکن یہ سب کچھ کہنے کے باوجود اس کی نظریں رسالے پر جمی ہوئی تھیں۔

”باس۔ کیا آپ ڈاکٹر نصیب علی کو جانتے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے پہلی بار رسالے سے نظریں ہٹائیں۔

”ایک ڈاکٹر نصیب علی کو تو جانتا ہوں۔ وہ ابھی حال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں۔ انیمک ریسرچ کے شعبے میں کام کرتے تھے۔ کیوں۔ تم نے کیوں پوچھا ہے..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ریٹائر نہیں باس۔ ایسے جو ابھی تک کسی لیبارٹری میں کام کر رہے ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہو سکتا ہے کہ ہوں لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے ایک اطلاع ملی ہے کہ گریٹ لینڈ کی کوئی پارٹی ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ایسی تفصیلات جن کی مدد سے انہیں اغوا کیا جاسکتا ہو.....“ ٹائیکر نے کہا تو عمران کے چہرے پر دلچسپی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے رسالہ بند کر کے واپس میز پر رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ کے سنگ روم میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے عمران کا زیادہ وقت فلیٹ میں بیٹھے مطالعہ میں ہی گزر رہا تھا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک جدید سائنسی ریسرچ پر مبنی رسالہ تھا اور وہ اسے بڑے انہماک سے پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا لیکن اس کی نظریں ویسے ہی رسالے پر جمی رہیں۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے الفاظ خود بخود اس کے منہ سے نکل رہے ہوں۔

”ٹائیکر بول رہا ہوں باس..... دوسری طرف سے ٹائیکر کی آواز سنائی دی۔

پارٹی نے دیا ہے۔ آج کل باس اصل پارٹی کو چھپانے کے لئے مڈل پارٹیاں درمیان میں ڈال دی جاتی ہیں اور یہ مڈل پارٹی تارکی، کی ہے البتہ اس مڈل پارٹی نے یہ بتایا ہے کہ اصل پارٹی کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے۔ "..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر تم کیسے معلوم کرو گے..... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ انہیں کسی حد تک درست معلومات مہیا کر دی جائیں تو لامحالہ یہ معلومات اصل پارٹی تک پہنچ جائیں گی اور پھر وہاں سے متعلقہ لوگ اس سائنسدان کو اغوا کرنے یہاں آئیں گے تو انہیں کو رکھا جاسکتا ہے۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن کیا اس سے زیادہ یہ بہتر نہیں ہے کہ درمیانی پارٹی سے اصل پارٹی کے بارے میں معلومات حاصل کر لی جائیں۔" عمران نے کہا۔

"اس کے لئے تارکی جانا پڑے گا اور دوسری بات یہ کہ یہ مڈل پارٹیاں خفیہ رہتی ہیں۔ صرف ان کے مخصوص نام استعمال ہوتے ہیں۔ اصلیت کچھ اور ہوتی ہے۔"..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا۔ بہر حال پہلے میں معلوم کر لوں کہ ڈاکٹر نصیب علی صاحب کون ہیں۔ پھر بات ہو گی۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"میں سٹار ہوٹل کے قریب ایک پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ کیسے اطلاع ملی ہے۔ تفصیل بتاؤ۔"..... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ یہاں ایک کلب ہے جسے جاشان کلب کہا جاتا ہے۔ جاشان ہوٹل کے نیچے بنا ہوا خفیہ کلب ہے۔ اس کلب کا مالک گریٹ لینڈ کا ایک آدمی رچرڈ ہے جسے کنگ رچرڈ کہا جاتا ہے۔ وہ بہت اونچے پیمانے پر کام کرتا ہے۔ میرے اس سے تعلقات ہیں اور اس سے اکثر مجھے اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ آج اس نے مجھے خاص طور پر بلوایا اور پھر مجھے کہا کہ گریٹ لینڈ کی ایک پارٹی یہاں کے ایک ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں ایسی تفصیلات چاہتی ہے جن کی مدد سے انہیں خاموشی سے اغوا کرایا جاسکے لیکن اس ڈاکٹر کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ پانکیشیا کی کسی لیبارٹری میں کام کرتا ہے۔ ایسی لیبارٹری جس میں جدید انداز کے جنگی ہیلی کاپٹروں پر کام ہوتا ہے کیونکہ یہ ڈاکٹر نصیب علی جنگی ہیلی کاپٹروں کے سلسلے میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں جس پر رچرڈ نے مجھے بلوایا اور یہ کام میرے ذمے لگا دیا۔ میرے مطلب کا کام تھا اس لئے میں نے یہ کام ہاتھ میں لے لیا تاکہ اصل پارٹی تک پہنچا جاسکے۔"..... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس رچرڈ کو معلوم نہیں ہے اصل پارٹی کے بارے میں۔" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اسے یہ کام مڈل

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ٹرانسمیٹر کال کر لوں گا۔“ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”داور بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہیں سردارور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”حقیر فقیر پر تقسیم۔ بندہ نادان بیچ مدان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”پھر۔“ دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”کیا مجھے سائنسدان اعظم جناب سردار داور سے بات کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔“ اس بار بھی دوسری طرف سے انتہائی مختصر سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا گیا تو عمران ایک بار پھر مسکرا دیا۔

”یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ آخر کار تو نے میری یاس کو امید میں بدل ہی دیا۔ اب تو میرا قرضہ بھی وصول ہو جائے گا ورنہ آج تک تو جب بھی پوچھو کہ آپ سردارور بول رہے ہیں تو جواب ملتا ہے نہیں۔ یا اللہ تو واقعی رحیم و کریم ہے کہ آج تو نے ناں کو ہاں میں بدل دیا ہے۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی تو اس بار دوسری طرف سے سردارور بے اختیار ہنس پڑے۔

”اچھا تو تم نے مجھ سے قرضہ وصول کرنا ہے کوئی۔“ سردارور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے ارے اب پھر مجھے ہی یاد دلانا پڑے گا آپ کو۔ کمال ہے۔ حیرت ہے کہ اس بار قرضہ بھی آپ کو یاد نہیں رہا۔“ عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو قرضہ بہت بڑا ہے۔ کتنا بڑا۔“ سردارور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جتنی آغا سلیمان پاشا کی سابقہ تنخواہیں ہیں اور الاؤنس بھی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کتنی بیتی ہیں۔ آج بتا ہی دو۔“ سردارور نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تازہ ترین اعداد تو سلیمان سے معلوم کرنے پڑیں گے اور سلیمان مارکیٹ گیا ہوا ہے اور جب وہ مارکیٹ جائے تو پھر اس کی واپسی قسمت سے ہی ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک ایک چیز خریدنے سے پہلے اس کے بارے میں باقاعدہ معلومات حاصل کرتا ہے۔ عالمی منڈی کے بھاؤ سے لے کر مقامی منڈی کے بھاؤ۔ ڈیوٹی اور کشن سے لے کر دکاندار کے منافع تک تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی فیصلہ کرتا ہے کہ کیا چیز کتنی مقدار میں اور کس سے خریدی جائے اس لئے اس کی واپسی کی تو جلد امید نہیں ہے البتہ اگر آپ ڈاکٹر نصیب علی صاحب کے بارے میں بتا دیں جو جنگی ہیلی کاپروں کی

کسی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اور اس پر بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں تو ان سے النبتہ پوچھا جاسکتا ہے..... عمران نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر نصیب علی۔ جنگی ہیلی کاپڑوں پر اتھارٹی۔ اوہ۔ تو تمہیں ان کے بارے میں پوچھنا تھا لیکن مسئلہ کیا ہے..... اس بار سردار نے انتہائی خنجیدہ لہجے میں کہا۔

”گریٹ لینڈ والوں کو ان سے محبت ہو گئی ہے۔ وہ ان کے کوائف جاننا چاہتے ہیں..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو..... سردار نے کہا۔

”ابھی صرف اتنی ہی اطلاع ملی ہے کہ انہیں ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں ایسے کوائف چاہئیں جن کی مدد سے انہیں اغوا کیا جاسکے۔ میرے ذہن میں تو ڈاکٹر نصیب علی وہ تھے جو انیمک ریورج سے حال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں لیکن یہ کوئی اور صاحب ہیں۔ اس لئے آپ سے پوچھ رہا ہوں..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ گریٹ لینڈ والوں کو ڈاکٹر نصیب علی کے زندہ ہونے اور یہاں پاکیشیا میں موجود ہونے کے بارے میں کوئی حتمی اطلاع مل گئی ہے۔ ویری بیڈ۔ ہم تو یہی سمجھ رہے تھے کہ انہیں اصل واقعات کا علم نہ ہو سکے گا..... سردار نے کہا تو عمران ان کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

ڈاکٹر نصیب علی گریٹ لینڈ میں ہی کام کرتے تھے۔ وہاں انہوں نے جنگی ہیلی کاپڑوں پر ایک انقلابی کام کیا ہے۔ ایسا کام کہ جن سے جنگی ہیلی کاپڑوں میں انقلاب آسکتا تھا لیکن وہاں کام کرتے ہوئے انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا کہ حکومت گریٹ لینڈ اس فارمولے کو ہمیشہ کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھنے کے لئے اس کے فاسٹل ہونے کے بعد انہیں ہلاک کر دینا چاہتی ہے جس پر انہوں نے وہاں سے فرار ہونے کے بارے میں منصوبہ بندی شروع کر دی اور اس کے لئے انہوں نے خفیہ طور پر حکومت پاکیشیا سے رابطہ کیا اور فارمولا کسی طرح سے یہاں بھجوا دیا۔ یہاں جب اس کا جائزہ لیا گیا تو اسے پاکیشیا کے دفاع کے لئے بھی انتہائی مفید پایا گیا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ انہیں وہاں سے کیسے لایا جائے کیونکہ اگر وہ ویسے فرار ہو کر آتے تو گریٹ لینڈ کے مہجنت ان کا بھٹا نہ چھوڑتے۔ اس پر ملزئی انتیلی جنس نے باقاعدہ منصوبہ بندی کی۔ تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے النبتہ کوئی کار ایسیڈنٹ ظاہر کیا گیا جس میں ڈاکٹر نصیب علی کو ہلاک ظاہر کیا گیا۔ پھر ان کی نعش سرکاری طور پر گریٹ لینڈ سے یہاں لائی گئی۔ گریٹ لینڈ کے مہجنت ساتھ تھے پھر یہاں ان کی باقاعدہ تدفین ہوئی لیکن یہ سب کچھ اصل نہ تھا۔ نجانے کسے ڈاکٹر نصیب علی بنایا گیا تھا۔ بہر حال یہ ڈرامہ کامیاب رہا اور گریٹ لینڈ حکومت مطمئن ہو گئی۔ مجھے اس تفصیل کا اس لئے علم ہے کہ ڈاکٹر نصیب علی کو پہلے میرے پاس رکھا گیا تھا۔ پھر جب ان کے فارمولے

عمران نے کہا۔

”کیا ڈگریاں ہر بار بتانی ضروری ہوتی ہیں..... سرداور نے کہا۔
”جن کے پاس ہوتی ہیں وہ کیوں نہ بتائیں..... عمران نے کہا
تو دوسری طرف سے سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”واقعی ایسی ڈگریاں پاکیشیا میں بس جہارے پاس ہی ہیں۔ ہم
بے چارے کہاں اس قابل۔ بہر حال ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں
معلومات مل گئی ہیں۔ وہ ٹی ون لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں۔
چونکہ یہ لیبارٹری ایمک لیبارٹری کے ایریے میں ہے اس لئے اس
کے حفاظتی انتظامات فول پروف ہیں..... سرداور نے کہا۔
”ڈاکٹر نصیب علی کے خاندان کے افراد بھی کیا وہیں رہتے ہیں۔“
عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر نصیب علی نے گریٹ لینڈ میں شادی کی تھی۔ ان کی بیگم
گریٹ لینڈ کی تھیں جو ایک بچی کو جنم دے کر وفات پا گئی۔ اس کے
بعد انہوں نے شادی ہی نہیں کی تھی البتہ ان کی لڑکی وہیں گریٹ
لینڈ میں ہی کسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور اسے بھی یہی معلوم ہے
کہ ڈاکٹر نصیب علی وفات پا چکے ہیں۔ وہ لڑکی تدفین کے وقت یہاں
پاکیشیا بھی آئی تھی اور پھر واپس چلی گئی۔ ڈاکٹر صاحب ملک و قوم کی
خاطر اپنی اکلوتی بیٹی سے جدائی بھی برداشت کر رہے ہیں۔“ سرداور
نے کہا۔

”وہ واقعی عظیم انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزا دے گا۔

کے لئے خصوصی لیبارٹری تیار ہو گئی تو وہ وہاں شفٹ ہو گئے اور
اب وہیں کام کر رہے ہیں اور تم اب کہہ رہے ہو کہ گریٹ لینڈ کی
پارٹی انہیں اعزاز کرانا چاہتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان تک یہ
اطلاع پہنچ چکی ہے کہ ڈاکٹر نصیب علی ہلاک نہیں ہوئے بلکہ زندہ
سلامت یہاں موجود ہیں..... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا
تو عمران کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی یہ انتہائی سیریس مسئلہ ہے۔ بہر حال وہ کہاں
ہیں..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے خصوصی طور پر معلوم کرنا پڑے گا..... سرداور نے کہا۔
”آپ معلوم کریں تاکہ میں چیف سے کہہ کر ان کی حفاظت کے
لئے خصوصی انتظامات کراؤں..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ایک گھنٹہ بعد دوبارہ فون کرنا..... سرداور
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یہ تو انتہائی سیریس مسئلہ ہے..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور پھر رسالہ اٹھا کر اس نے دوبارہ اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر
تقریباً ایک گھنٹہ بعد اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور سرداور کے
خصوصی نمبر ڈائل کر دیئے۔

”دور بول رہا ہوں..... سرداور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“

آپ بس اتنی مہربانی کریں کہ ان تک یہ اطلاع پہنچا دیں کہ وہ کسی بھی صورت میں اس لیبارٹری سے باہر نہ نکلیں۔..... عمران نے کہا۔

”ایسا ہی سوگا لیکن اصل تشویش کی بات یہ ہے کہ گریٹ لینڈ کو یہ اطلاع کیسے پہنچ گئی کہ ڈاکٹر نصیب علی زندہ ہیں۔..... سردار نے کہا۔

”اس بارے میں معلومات حاصل کر لی جائیں گی۔ فوری طور پر مسد ان کی حفاظت کا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں ان تک پیغام پہنچا دوں گا۔ خدا حافظ۔..... سردار نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس تبدیل کر کے دانش منزل جا سکے۔ وہ سنجیدگی سے اس کہیں پر کام کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

میلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے لارڈ برنارڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ گریٹ لینڈ کے نہ صرف چیف سیکرٹری تھے بلکہ ان کے اختیارات اس قدر تھے کہ گریٹ لینڈ کا پرائم منسٹر بھی ان کے اختیارات کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا لیکن لارڈ برنارڈ انتہائی با اصول آدمی تھے۔ اس لئے وہ اپنے اختیارات کو کبھی ناجائز انداز میں استعمال کرنے کا سوچ بھی نہ سکتے تھے اور یہ بھی سب جانتے تھے کہ لارڈ برنارڈ اپنے ساتھ بھی کسی قسم کی بے اصولی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ تھی کہ نہ صرف گریٹ لینڈ کا شاہی خاندان بلکہ اعلیٰ ترین حکام بھی ان کی بے پناہ عزت کرتے تھے اور نہ صرف گریٹ لینڈ بلکہ پوری دنیا کی حکومتیں بھی لارڈ برنارڈ کی اصول پسندی سے اچھی طرح واقف تھیں اس لئے پوری دنیا میں ان کی ہر جگہ بے حد عزت کی جاتی تھی۔

"یس..... لارڈ برنارڈ نے بھاری لہجے میں کہا۔
 "پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے جناب..... دوسری طرف سے
 ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 "اوکے..... لارڈ برنارڈ نے کہا اور پھر ہلک کی آواز سنتے ہی وہ
 خود ہی بول پڑے۔

"یس سر۔ میں لارڈ برنارڈ بول رہا ہوں..... ان کا لہجہ مؤدبانہ
 تھا کیونکہ وہ بہر حال ملک کے پرائم منسٹر سے بات کر رہے تھے اور وہ
 ان سب مرااتب کا خود بھی خیال رکھتے تھے۔

"لارڈ صاحب۔ ایک انتہائی اہم معاملہ ڈسکس کرنا ہے۔ آپ
 برائے مہربانی میرے آفس آجائیں..... دوسری طرف سے پرائم
 منسٹر کی نرم آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں حاضر ہو رہا ہوں..... لارڈ برنارڈ نے کہا اور پھر
 دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر انہوں نے رسیور رکھا اور پھر میز
 پر موجود فائلیں بند کر کے انہوں نے ایک سائیڈ پر رکھیں اور اٹھ کر
 آفس کے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چونکہ ان کا آفس پرائم
 منسٹر سیکرٹریٹ میں ہی تھا اور ان کے آفس کے قریب ہی تھا اس
 لئے وہ پیدل ہی وہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پرائم
 منسٹر آفس میں داخل ہوئے۔

"آئیے لارڈ صاحب۔ تشریف رکھیں..... پرائم منسٹر نے کہا اور
 لارڈ برنارڈ سلام کر کے پرائم منسٹر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آپ کو فین سوسائٹی کے بارے میں کچھ بتانے کی ضرورت تو
 نہیں ہے۔ آپ اس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ اسرائیل
 کے پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے یہ خصوصی لیٹر آیا ہے۔ آپ پہلے
 اسے پڑھ لیں..... پرائم منسٹر نے سامنے موجود ایک کاغذ اٹھا کر
 لارڈ برنارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو لارڈ برنارڈ نے خاموشی سے
 کاغذ لیا اور پھر اسے پڑھنا شروع کر دیا لیکن جیسے جیسے وہ اسے پڑھتے جا
 رہے تھے ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرتے چلے جا رہے
 تھے۔

"حیرت انگیز..... لارڈ برنارڈ نے کاغذ پڑھ کر اسے واپس میز پر
 رکھتے ہوئے کہا۔

"اسرائیل کے پرائم منسٹر سے میں نے ہاٹ لائن پر اس سلسلے
 میں بات کی ہے۔ انہوں نے مجھے اسرائیلی حکومت کی طرف سے
 گارنٹی دی ہے کہ فین سوسائٹی آئندہ گریٹ لینڈ کی حکومت یا شاہی
 خاندان کے خلاف کسی صورت بھی کوئی کارروائی نہیں کرے گی
 بلکہ فین سوسائٹی صرف یہودی کار کے لئے کام کرے گی اور یہ کام
 بھی گریٹ لینڈ سے باہر کرے گی..... پرائم منسٹر نے کہا۔
 "لیکن کیا کام کرے گی۔ اس کی تفصیل بتائی ہے انہوں
 نے..... لارڈ برنارڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے یہی بات پرائم منسٹر صاحب سے پوچھی تھی۔ انہوں
 نے بتایا کہ اس سلسلے میں تفصیلات لارڈ لاکسن سے حاصل کی جا

لاکسن سے بھی بات کر لوں گا۔ لارڈ برنارڈ نے جواب دیا۔
 "اوکے....." پرائم منسٹر نے جواب دیا تو لارڈ برنارڈ اٹھتے اور
 سلام کر کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دو ایپل آفس
 میں واپس پہنچ گئے۔ انہوں نے آفس میں بیٹھتے ہی ائمہ کام کا ریسور
 اٹھا یا اور ایک بن بن پریس کر دیا۔

جیسے سر..... دوسری طرف سے ان کی سیٹی سیکڑی کی
موندبانہ آواز سنائی دی۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب فیمن سوسائٹی کو اسرائیل کی سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی ہے۔“ لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”ہاں۔ اسرائیل کی طرف سے چیچنین کی تعیناتی سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن اگر فین سوسائٹی گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف کام نہیں کرتی تو پھر ہمیں کیا اعتراض ہے.....“ پرائم منسٹر نے کہا۔

”اعتراض تو واقعی نہیں ہو سکتا لیکن اگر کسی وقت گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف فین سوسائٹی نے گریٹ لینڈ کے باہر کوئی کام کیا تو پھر.....“ لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”اس کی گارنٹی سرکاری سطح پر اسرائیل حکومت نے دی ہے۔“
پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے بلکہ ہمارا ایک مستقل درد سر ختم ہو جاتا ہے..... لاڈ برنارڈ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ اسی لئے میں نے باقاعدہ کابینہ سے منظوری بھی لے لی ہے.....“ پرائم منسٹر نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب میں تمام سرکاری تنظیموں کو آرڈر بھجوا دوں گا
 کہ وہ اب فیبن سوسائٹی کے خلاف کام کرنا بند کر دیں اور لارڈ

راست بات کر دی۔

”یہ سوسائٹی کے بڑوں کا اپنا فیصلہ تھا۔ انہوں نے حالات کے مطابق یہ فیصلہ کیا ہے۔ بہر حال آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے..... لارڈ لاکسن نے کہا۔

”لارڈ لاکسن آپ جانتے ہیں کہ میں صاف اور سیدھی بات کرنے کا عادی ہوں۔ فینن سوسائٹی طویل عرصے سے گریٹ لینڈ کے لئے دوسری رہی ہے اس لئے اب آپ کو کسی ایسے اقدام کی مثال دینی ہوگی جس کے تحت میں واقعی اس نتیجے پر پہنچ جاؤں کہ آئندہ سوسائٹی گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف کام نہیں کرے گی..... لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”آپ کس قسم کا اقدام چاہتے ہیں..... لارڈ لاکسن نے کہا۔
 ”کوئی ایسا اقدام جس سے فینن سوسائٹی کی گریٹ لینڈ کے ساتھ ہمدردی اور تعاون ثابت ہو جائے..... لارڈ برنارڈ نے کہا۔
 ”مجھے آپ کی طبیعت سے اچھی طرح واقفیت ہے اس لئے مجھے آپ کی اس بات سے کوئی حیرت نہیں ہوئی اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اگر آپ نے فینن سوسائٹی کو قبول نہ کیا تو پھر پرائم منسٹر صاحب بھی کچھ نہ کر سکیں گے اس لئے میں واقعی آپ کو اس معاملے میں مطمئن کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے آفس میں وقت دیں کیونکہ یہ بات اہم اور خفیہ ہے..... لارڈ لاکسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تشریف لے آئیں میں آپ کا منتظر ہوں..... لارڈ

کسی لارڈ کو سوسائٹی کا چیئرمین اس طرح اچانک نہیں بنایا جاتا۔
 لامحالہ اس کا سوسائٹی میں پہلے سے ہولناک ہوتا ہے ابھی وہ بیٹھے یہ سب کچھ سوچ رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیس..... لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”لارڈ لاکسن اپنے محل میں موجود ہیں اور لائن پر ہیں جناب..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو لارڈ لاکسن۔ میں برنارڈ بول رہا ہوں..... لارڈ برنارڈ نے نرم لہجے میں کہا۔

”ہیلو لارڈ برنارڈ۔ مجھے آپ سے گفتگو کر کے بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ آپ کی ملاقات جناب پرائم منسٹر صاحب سے ہو چکی ہے۔ ویسے آپ ہر لحاظ سے مطمئن رہیں۔ فینن سوسائٹی اب نہ صرف گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف کوئی کام نہ کرے گی بلکہ گریٹ لینڈ کے مفادات کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی دے گی کیونکہ ہم لوگ بہر حال گریٹ لینڈ کے ہی باشندے ہیں..... لارڈ لاکسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لارڈ لاکسن پہلے تو میری طرف سے فینن سوسائٹی کے چیئرمین نامزد ہونے پر مبارکباد قبول کریں۔ میری پرائم منسٹر صاحب سے بات ہو چکی ہے لیکن لارڈ لاکسن میں اس اچانک کا کیا پلٹ کی اصل وجہ جاننا چاہتا ہوں..... لارڈ برنارڈ نے اپنی عادت کے مطابق براہ

برنارڈ نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔ پھر انہوں نے اپنی سیکرٹری کو لارڈ لاکسن کے بارے میں ہدایات دیں اور تقریباً نصف گھنٹے بعد لارڈ لاکسن آفس میں موجود تھے۔ لارڈ برنارڈ نے ان کا انتہائی خوش دلی سے استقبال کیا تھا۔

”ہاں۔ اب بتائیں لارڈ لاکسن۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“ رسمی دعا سلام کے بعد لارڈ برنارڈ نے اپنے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا کیونکہ وہ بے حد مصروف رہتے تھے اور ان کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا تھا اس لئے وہ جلد از جلد براہ راست معاملات کو نمنانے کے عادی تھے۔

”لارڈ برنارڈ آپ کو جنگی ہیلی کاپٹروں کے سلسلے میں ایک پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر نصیب علی تو یاد ہو گا جو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا تھا اور جس کی نعش پاکیشیالے جا کر اس کی تدفین کی گئی تھی“..... لارڈ لاکسن نے کہا تو لارڈ برنارڈ چونک پڑے۔

”ہاں۔ کافی پہلے کی بات کر رہے ہیں آپ۔ مجھے یاد ہے لیکن“۔ لارڈ برنارڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں لارڈ لاکسن کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

”وہ سائنس دان ہلاک نہیں ہوا تھا۔ یہ سارا ڈرامہ پاکیشیا ملزری انٹیلی جنس نے کھیلا تھا اور اب آپ کو بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس میں مدد فینن سوسائٹی نے کی تھی۔ گو پاکیشیائی ملزری

انٹیلی جنس کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کی امداد فینن سوسائٹی نے کی ہے لیکن اصل میں ایسا ہی ہوا تھا کیونکہ فینن سوسائٹی نہ چاہتی تھی کہ گریٹ لینڈ اس فارمولے کو مکمل کر کے ایسا جنگی ہیلی کاپر تیار کرے جو ناقابل تخریب ہو۔ فینن سوسائٹی اس وقت گریٹ لینڈ کو ہر لحاظ سے کمزور دیکھنا چاہتی تھی..... لارڈ لاکسن نے کہا تو لارڈ برنارڈ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”مجھے معلوم ہے لارڈ لاکسن کہ آپ جھوٹ نہیں بول رہے لیکن اب آپ کی طرف سے اس کا حوالہ دینے کا کیا مقصد ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟“..... لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”میں چاہتا ہوں کہ آپ پاکیشیا سے اس سائنس دان کو واپس لے آئیں۔ وہ اس فارمولے پر یقیناً کام کر رہا ہو گا اور اب میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا کو کوئی مفاد حاصل ہو“..... لارڈ لاکسن نے کہا تو لارڈ برنارڈ بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا فینن سوسائٹی کا پاکیشیا سے ٹکراؤ ہو چکا ہے؟“..... لارڈ برنارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہ آپ نے کیسے اندازہ لگایا ہے؟“..... لارڈ لاکسن کے لہجے میں حیرت کے تاثرات تھے۔

”آپ میری بات کا جواب دیں۔ پھر میں وضاحت کروں گا“۔ لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”ہاں۔ پاکیشیا میں ہمارا خصوصی اسلحے کے حصول کا نیٹ ورک

کام کر رہا تھا جس کے بارے میں اطلاع سپیشل ہیجنسی کو مل گئی۔ سپیشل ہیجنسی کے ایس سیکشن کا چیف آسٹن اور اس کا ساتھی ڈیوڈ اور باقی افراد وہاں گئے۔ وہاں فین سوسائٹی کا خاص آدمی سڈنی تھا۔ انہوں نے سڈنی کو تلاش کرنا تھا۔ سڈنی وہاں کی ایک مقامی لڑکی سے ملتا رہتا تھا۔ ان دونوں نے وہاں جا کر اس مقامی لڑکی کو اغوا کر کے اس پر تشدد کیا اور وہ ہسپتال پہنچ گئی۔ یہ لڑکی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے لمبٹن علی عمران کی عزیزہ تھی۔ وہ عمران اس لڑکی سے ملا اور اس سے اسے فین سوسائٹی، سڈنی اور اس پر تشدد کرنے والوں کا علم ہوا۔ اس نے سپیشل ہیجنسی کے آسٹن اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیا جبکہ سڈنی کا فرستان فرا ہو گیا۔ عمران نے آسٹن اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیا جبکہ سڈنی کو کا فرستان میں اغوا کر کے اس سے سارا نیٹ ورک معلوم کر لیا اور پھر وہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس نے سارا نیٹ ورک تباہ کر دیا۔ سب کو گرفتار کر لیا اور اسلحے کے سنوروں پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح ایک لحاظ سے فین سوسائٹی مغلوب ہو کر رہ گئی جس پر فین سوسائٹی کے بڑوں نے فیصلہ کیا کہ فین سوسائٹی کے مقاصد کو تبدیل کیا جائے اور تیجہ آپ کے سامنے ہے۔ لارڈ لاکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ تو یہ اصل بات ہے جس کی وجہ سے اچانک یہ کیا پلٹ ہوئی ہے اور اسی بنا پر آپ نے اس سائنس دان والی بات بھی

اوپن کی ہے لیکن لارڈ لاکسن چونکہ اس سائنس دان کو آپ کی مدد سے وہاں پہنچایا گیا تھا اس لئے اب اسے واپس بلانا بھی آپ کی سوسائٹی کا کام ہو گا۔ حکومت گریٹ لینڈ اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرے گی۔ لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”کیا مطلب۔ سائنس دان تو حکومت کا تھا ہمارا تو نہیں تھا اور فارمولا بھی حکومت کے کام آنا ہے ہمارے نہیں۔ لارڈ لاکسن نے کہا۔

”ہم اس فارمولے پر کام بند کر چکے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ حکومت گریٹ لینڈ کسی صورت بھی پاکیشیا کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتی۔ اس علی عمران کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک ترین آدمی ہے اس لئے ہماری طرف سے معاملہ ختم سمجھئے۔ ہاں اگر آپ اس سائنس دان کو کسی طرح واپس لاسکیں تو پھر مجھے یقین آجائے گا کہ آپ کی فین سوسائٹی واقعی گریٹ لینڈ کی ہمدرد ہے۔ لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لارڈ لاکسن نے کہا۔

”اوکے۔ یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔ میں آپ کی کامیابی کے لئے دعا کروں گا۔ لارڈ برنارڈ نے کہا تو لارڈ لاکسن اٹھ کھڑا ہوا۔

”بہر حال آپ پاکیشیا تک یہ اطلاعات نہ پہنچ دیں گے۔ لارڈ لاکسن نے کہا۔

عنوان سرگزشت ایک دلچسپ اور پختہ خیز کہانی

فیبین سوسائٹی

حصہ دوم

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

کیا فیبین سوسائٹی پاکیشیا سے سائنسدان ڈاکٹر انصیب علی کو واپس لانے میں کامیاب ہو سکی یا فیبین سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹر کو تسخیر کرنے کے لئے صالحہ کی قربانی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ کیوں؟
کیا واقعی صالحہ ہلاک ہو گئی — یا —؟
کیا پاکیشیا سیرٹ سروس فیبین سوسائٹی کا خاتمہ کرنے میں کامیاب بھی ہو سکی

یا

اس کے حصے میں ناکامی ہی آئی۔

انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

خصوصی پیشکش

شائع ہو گئی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

”آپ بے فکر رہیں۔ یہ میرے اصولوں کے خلاف ہے“..... لارڈ برنارڈ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور لارڈ لاکسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مصافحہ کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ لارڈ برنارڈ ایک طویل سانس لے کر واپس کرسی پر بیٹھے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے آفس سیکرٹری کو کال کر لیا۔ آفس سیکرٹری کے آنے پر انہوں نے تمام مہجمنسیوں اور سرکاری محکموں کو سرگھر بھجوانے کی ہدایات دیں کہ آج کے بعد فیبین سوسائٹی کے خلاف کسی قسم کا کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا۔ اب فیبین سوسائٹی گریٹ لینڈ کی ہمدرد سوسائٹی ہے اور پھر آفس سیکرٹری کے جانے کے بعد انہوں نے فائل اٹھائی اور اس پر جھک گئے۔

ختم شد

پند باتیں

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور پیش کردہ جو بیشتر قطعی فرضی ہیں۔ کسی کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقاً ہو جس کے لئے پیشتر مصنف پرستیز ذمہ دار نہیں ہو گئے۔

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "فین سو سائی" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس حصے میں کہانی انتہائی تیزی سے اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے اور آپ یقیناً اسے پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے اجواب بھی پڑھ لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں۔

صوفی سے اشفاق علی یوسف زئی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور آپ کے ناولوں سے ہم قارئین واقعی بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ البتہ ایک بات کی نشاندہی ضروری ہے کہ آپ اپنے ناولوں میں لفظ "بے اختیار" کا بہت استعمال کرتے ہیں۔ جیسے بے اختیار چونک پڑا، بے اختیار اچھل پڑا وغیرہ۔ بے اختیار کا زیادہ استعمال حقیقت کے رنگ کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس لئے آپ اس کا استعمال کم سے کم کیا کریں۔"

محترم اشفاق علی یوسف زئی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد فکریہ۔ جہاں تک لفظ "بے اختیار" کے استعمال کا تعلق ہے تو یہ لفظ مخصوص ذہنی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے جو دانستہ کے متضاد استعمال ہوتا ہے۔ جیسے بے اختیار چونک پڑا سے مطلب ہوتا

ناشران۔۔۔۔۔ اشرف قریشی

پرنٹر۔۔۔۔۔

در احوال
ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

منڈیاں۔ لیٹ آباد سے صبح اللہ مروت صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کو دو خطوط پہلے ہی ارسال کر چکا ہوں مگر آپ شاید صرف ان خطوں کے جواب دیتے ہیں جن میں آپ کی تعریف لکھی ہو جبکہ میں اس لئے تعریف نہیں لکھا کہ آپ مجھے خوشامدی تصور نہ کریں ورنہ آپ کا ذہن ہم سب کے لئے باعث فخر ہے۔ آپ کے ناولوں میں اکثر چھوٹی موٹی غلطیاں ہوتی ہیں لیکن "ناست پلان" میں ایک بڑی غلطی سامنے آئی ہے کہ تنویر ایم کے ساتھ شامل ہوتا ہے لیکن پھر اچانک غائب ہو جاتا ہے اور پھر حصہ دوم میں اچانک سامنے آ جاتا ہے۔ یہ غلطی اس لئے بھی بڑی ہے کہ تنویر ہمارا پسندیدہ کردار ہے۔ امید ہے آپ آئندہ اس کا خیال رکھیں گے۔

محترم صبح اللہ مروت صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکر یہ۔ میں پہلے بھی کئی بار لکھ چکا ہوں کہ بے شمار خطوں میں سے صرف ان خطوں کا جواب دیا جاتا ہے جس میں دوسرے قارئین کے لئے دلچسپی کی کوئی بات موجود ہو۔ جہاں تک ناول میں تنویر کے اچانک غائب ہو جانے اور پھر واپس آ جانے کا تعلق ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ تنویر انتہائی کم گو آواز ہے۔ وہ صرف اس وقت بولتا ہے جب اس کے مزاج کے مطابق یا اس کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہوتی ہے اور ناول میں تو صرف بول کر ہی اپنی موجودگی کا اظہار ہو سکتا ہے۔ اس لئے اکثر ایسا بولتا ہے کہ جب وہ طویل وقفے تک نہیں بولتا تو قارئین یہی سمجھتے ہی

ہے کہ وہ دانستہ نہیں بولتا اور جہاں اس ذہنی کیفیت کا اظہار مقصود ہو وہاں اس کا لکھنا ضروری ہو جاتا ہے ورنہ قارئین لکھ بھی سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میں یہ کوشش ضرور کروں گا کہ اس کا غیر ضروری استعمال نہ ہو۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

گجرات سے اصحاب سحر صاحبہ اور ارم راٹھور صاحبہ لکھتی ہیں۔ آپ کے ناول "ریڈ آہٹی" اور "ریڈ آری ٹیٹ" دو کہ "بے حد جاندار" ناول ہیں اللہ تعالیٰ آپ سے ایک شکایت ہے کہ آپ جن لیڈی کرداروں کو ایک بار پیش کرتے ہیں وہ بار بار وہ سامنے نہیں آتے جیسے "بلیک پاگوس" کی جاشی، "چیف لہجسٹ" کی میری، "پاور ہجسٹ" کی بارسیلا اور "بلیک ہلز" کی مریم۔ یہ تو صرف چند مثالیں ہیں اور انہی بہت ہیں۔ امید ہے آپ انہیں مستقل کرداروں کی حیثیت ضرور دیں گے۔

محترمہ اصحاب سحر صاحبہ اور ارم راٹھور صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ آپ نے اپنے طویل خط میں جس کا خلاصہ کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا ممنون ہوں مگر جہاں تک لیڈی کرداروں کی واپسی اور انہیں مستقل حیثیت دینے کا تعلق ہے تو اگر ایسا ہو جائے تو پھر یقیناً لیڈی پاگوس، لہجسٹ سروس، چیمبر تیار ہو جائے گی اور اظہار ہے پھر عمران اور اس کے ساتھی اس میں شامل نہ ہو سکیں گے جن کی خاطر آپ ان لیڈی کرداروں کو مستقل حیثیت دینا چاہتی ہیں۔ اس لئے فی الحال جو ایسا اور صابر تک ہی اکتفا کریں تو بہتر

کہ وہ غائب ہو گیا ہے البتہ بعض اوقات جب نمیم کے نام سامنے آتے ہیں تو کچھ پوٹر آپرٹر صاحب اکثر ایک آدھ نام غائب کر جاتے ہیں اس لئے بعض اوقات ایسی غلطیاں بن جاتی ہیں۔ بہر حال آپ کا شکریہ کہ آپ نے اس طرف توجہ دلائی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کر لیتی لالو کھیت سے کامران سلیم لکھتے ہیں۔ "میں آپ کے ناولوں کا دیوانہ قاری ہوں۔ میں نے آپ کے تمام ناول نبھانے کتنی بار پڑھ لئے ہیں اور ہر آنے والے ناول کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔" محترم کامران سلیم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کا یہ خط میں نے اس لئے شائع کر دیا ہے کہ آپ نے اس میں "دیوانہ قاری" کی نئی اصطلاح متعارف کرائی ہے جو میرے لئے یقیناً اعزاز کا باعث ہے اور میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے اپنی رحمت سے مجھے آپ جیسے "دیوانہ قاری" بخشے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام
مظہر کلیم ایم اے

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔
"یہٹھو..... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک عجیب الجھناں ہوا ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اس قدر اہم ترین بات کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی خفیہ رکھا گیا ہے۔" عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات..... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے ناٹیک کی کال سے لے کر سردا ور سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

”اوہ۔ حیرت ہے۔ واقعی یہ بات تو عجیب ہے کہ ہمیں اس ساری اہم ترین کارروائی کی خبر تک نہیں ہو سکی۔ کیا ہم سے خصوصی طور پر اسے چھپایا گیا ہو گا؟.....“ ہلکے زبرد نے کہا۔

”نہیں۔ میرا خیال ہے کہ چونکہ ملری انٹیلی جنس اس میں کامیاب رہی تھی اس لئے ہمیں اطلاع دینے کی ضرورت ہی نہ لگتی تھی لیکن اب اچانک ایک سائیس دان کے خلاف گریٹ لینڈ نے کام شروع کیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ کوئی بھی سرکاری پہنسی اس انداز میں اپنے مشن کے سلسلے میں معلومات حاصل نہیں کرتی.....“ عمران نے کہا اور ہلکے زبرد نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کانگ۔ اور.....“ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر اینڈنگ یو باس۔ اور.....“ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر۔ تارکی والی پارٹی کے بارے میں حتیٰ معلومات چاہئیں۔ کیا تم وہاں اس کنگ رچرڈ سے تمام معلومات حاصل کر سکتے ہو یا اسے اغوا کر کے رانا باؤس لایا جائے۔ اور.....“ عمران نے کہا۔

”باس میں نے پہلے ہی آپ کو بتایا تھا کہ درمیانی پارٹی اپنے آپ کو مکمل طور پر چھپاتی ہے۔ میں نے کنگ رچرڈ کے ایک آدمی سے

اس بات حیرت کی فیٹ حاصل کر لی ہے جو تارکی سے کنگ رچرڈ کو“ لی گئی ہے۔ اس فیٹ سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ کال اری کے ہوٹل البرنو سے راسپوٹین نامی کوئی آدمی کر رہا ہے۔ البتہ میں نے اپنے طور پر بھی معلومات حاصل کی ہیں۔ ان سے بھی صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ تارکی میں البرنو نام کا کوئی ہوٹل موجود نہیں ہے اور نہ ہی وہاں کوئی ایسی پارٹی ہے جس کا نام راسپوٹین ہو اس لئے لامحالہ یہ کوڈ نام ہیں۔ اور.....“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”لیکن وہ کنگ رچرڈ تو بہر حال اس بارے میں جانتا ہو گا۔ تب ہی تو اس نے ہنگامہ کر لی ہے۔ اور.....“ عمران نے کہا۔

”میں باس۔ میرا تجربہ یہی خیال ہے لیکن باس اگر اس کنگ رچرڈ کو اغوا کیا گیا تو لازماً اس کی اطلاع تارکی میں اصل پارٹی تک بھی پہنچ جائے گی اور پھر وہ لوگ اندر گر آؤ تو ہڈیاں جاس گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی اور طریقہ اپنائیں۔ اور.....“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ تم نے واقعی دور کی سوچی ہے۔ وری گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ جب کنگ رچرڈ یہ معلومات آگے پہنچائے گا تو کیا اس فون نمبر کو نہیں کر سکتے۔ اور.....“ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”میں سر۔ اس کا انتقام میں آسانی سے کر لوں گا اور کنگ رچرڈ کو بھی اس کا نعم نہ ہو سکے گا۔ اور.....“ ٹائیگر کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے عمران نے اس کی کھل کر تعریف کی تھی۔

ایک آدمی تک یہ معلومات پہنچائی جا رہی ہیں کہ رانا ہاؤس کے نیچے جنگی ہیلی کاپٹروں کے سلسلے میں خفیہ لیبارٹری ہے جس میں ایک سائنس دان ڈاکٹر نصیب علی کام کر رہے ہیں۔ یہ لیبارٹری انتہائی خفیہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جس آدمی تک یہ معلومات پہنچائی جا رہی ہوں وہ فون کے ذریعے کسی بھی انداز میں کنفرم کرنے کی کوشش کرے تو تم نے اسے کھل کر تو نہیں بتانا لیکن اس تک بہر حال یہ تاثر پہنچ جانا چلتے کہ واقعی ڈاکٹر نصیب علی یہاں کام کر رہے ہیں جن کا تعلق پہلے گریٹ لینڈ سے تھا اور یہ بھی بتا دوں کہ سرکاری طور پر ڈاکٹر نصیب علی گریٹ لینڈ میں کار کے حادثے میں ہلاک ہو چکے ہیں اور سرکاری طور پر یہاں پاکیشیا میں ان کی باقاعدہ تدفین بھی ہوئی تھی۔ ان سب باتوں کو ذہن میں رکھ کر تم نے جواب دینا ہے۔ بولو کیا الیسا کر لو گے..... عمران نے کہا۔

"میں یاس..... جوزف نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے انتہائی بااعتماد نیچے میں کہا۔

"اوکے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا جوزف اس مسئلہ چو نیشن کو ذیل کر لے گا؟..... بلیک زرو نے کہا۔

"ہاں۔ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے۔ وہ ہم سے زیادہ بہتر انداز میں فیلنگ کر لے گا۔ ویسے مجھے امید نہیں ہے کہ کنفرمیشن ہو کیونکہ

"تو پھر یہ انتظامات کر کے اسے بتاؤ کہ ڈاکٹر نصیب علی رانا ہاؤس کے نیچے ایک خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے۔ میری بات سمجھ رہے ہو۔ اور..... عمران نے کہا۔

"میں یاس۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ کنگ رپر ڈاس بات کو کنفرم کرنے کی کوشش کرے۔ اور..... ٹائیگر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں جوزف کو سمجھا دوں گا۔ اور..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں یاس۔ ٹھیک ہے میں ابھی جا کر اسے بتا دیتا ہوں اور یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ پارٹی تک معلومات پہنچا دے گا۔ اور..... ٹائیگر نے کہا۔

"تم نے وہ نمبر ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے مجھے تک پہنچانا ہے۔ ایڈن آل..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اسے واپس اس کی جگہ رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع دیتے۔

"رانا ہاؤس..... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جوزف..... عمران نے سنجیدہ

میں کہا۔

"میں یاس..... دوسری طرف سے جوزف کا ہوجھ بکھٹا

موندبانہ ہو گیا۔

بہر حال یہ سیٹ اپ حقیقہ ہے اس لئے ظاہر ہے صرف فون پر تو معلومات حاصل نہیں ہو سکتیں لیکن کچھ کہا بھی نہیں جاسکتا اس لئے میں نے جوزف کو ہدایات دے دی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کچھ دیر خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”مڈ نائٹ کلب۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھپ بول رہا ہوں۔ مائیک سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ییس سر۔ ہولڈ آن کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ مائیک بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھپ فرام پاکیشیا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ییس پرنس۔ حکم۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

”فون بھٹو ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ییس سر۔ آپ کا نام سن کر میں نے پہلے ہی اسے بھٹو کر دیا تھا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لارڈ برنارڈ کے آفس سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ تفصیل

میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”مجھے معلوم ہے جناب۔ ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔۔۔ مائیک نے جواب دیا۔

”اب گریٹ لینڈ کی کوئی پارٹی نئے سرے سے ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں پاکیشیا میں معلومات حاصل کرا رہی ہے اور اس کے لئے انہوں نے عام سے خبری کرنے والے لوگوں کی خدمات حاصل کی ہیں اور براہ راست بات نہیں کی بلکہ تارکی، کی کوئی پارٹی درمیان میں ڈالی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اگر یہ معلومات حکومت گریٹ لینڈ کرا رہی ہے تو لازماً لارڈ

برنارڈ کے آفس میں اس کی فائل موجود ہوگی۔ میں یہی بات کنفرم

کرانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ ایک گھنٹے بعد مجھے فون کیجئے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور دکھ دیا۔ یہ ایک گھنٹہ

عمران اور بلیک زرو نے چائے پیئے اور ہلکی پھلکی باتیں کرنے میں

گزار دیا۔ اس کے بعد عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا یہی تھا کہ

ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی کیونکہ اس پر رسیونگ فریکوئنسی

عمران نے اپنی ایڈجسٹ کر رکھی تھی اس لئے کال آتے ہی وہ سمجھ گیا

..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
 "بڑا تیز جا رہا ہے یہ ٹائیگر....." بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے

کہا۔
 "آخر کس کا شاگرد ہے؟..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے
 اسے واقعی ٹائیگر کی اس انداز کی کارکردگی سے بے حد سرت ہو رہی
 ہے۔" علی عمران اینڈنگک یو۔ اور۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں

کہا۔
 "ہاں۔ وہ واقعی ایسے آپ کو آپ کا شاگرد ثابت کر رہا ہے۔ آپ
 بھی تو اسی طرح کام کرتے ہیں..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا
 اور عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔
 "یہ لارڈ لاکسن کون ہے؟..... بلیک زیرو نے کہا۔

..... میں نے نام ہی اب سنا ہے۔ گریٹ لینڈ میں تو تجھ نے کھینے لارڈ
 سڑکوں پر جوتیاں چٹختے پھر رہے ہوں گے۔ بہر حال ٹائیگر اسے
 جانتا ہوگا..... عمران نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے
 نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"مڈ نائٹ کلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی
 دی۔

"پرنس آف ڈھب فرام پاکیشیا۔ ٹائیگر سے بات کراؤ۔" عمران
 نے کہا۔

"کیس سر۔ ہولڈ آن کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیلو۔ ٹائیگر بول رہا ہوں پرنس..... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی

کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہوگی۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بین آن کر
 دیا۔

"ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اور۔..... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹائیگر
 کی آواز سنائی دی۔
 "علی عمران اینڈنگک یو۔ اور۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں

کہا۔
 "باس۔ کنگ رچرڈ نے معلومات تاریکی ٹرانسفر کر دی ہیں۔ میں

نے فون نمبر معلوم کر لیا ہے اور پھر میں نے تاریکی سے اس بارے
 میں بھی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ فون نمبر گرین محل کے بیچ

ڈیوڈ کا ہے اور باس میں نے تاریکی میں ایک پارٹی کے ڈسے یہ کام بھی
 لگا دیا ہے کہ وہ معلوم کر کے بتائے کہ پاکیشیا سے ملنے والی معلومات

ڈیوڈ نے کہاں ٹرانسفر کی ہیں اور ڈیوڈ کو بہر حال اس بارے میں
 معلوم نہ ہو سکے تو ابھی چند لمحوں پہلے مجھے اطلاع ملی کہ ڈیوڈ نے کنگ

رچرڈ سے ملنے والی پاکیشیا کے سلسلے میں معلومات گریٹ لینڈ کے
 کسی لارڈ لاکسن کو ٹرانسفر کی ہیں۔ اور۔..... ٹائیگر نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر تحسین آمیز مسکراہٹ ابھرا
 جبکہ بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے۔ اور۔..... عمران نے کہا۔
 "کیس باس۔ اور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اوکے تم نے واقعی اس بار کام کیا ہے۔ ویل ڈن۔ اور۔

نے کہا۔

”لیکن فینین سوسائٹی کا اس سے کیا تعلق۔ وہ گریٹ لینڈ کی سرکاری پہنچی تو نہیں بن سکتی۔ کیا تم لارڈ برنارڈ اور لارڈ لاکسن کے دوران ہونے والی گفتگو کسی طرح معلوم کر سکتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں جناب۔ لارڈ برنارڈ اس معاملے میں انتہائی محتاط رہتے ہیں۔“ مائیک نے کہا۔

”فینین سوسائٹی کو اگر اوپن کر دیا گیا ہے تو پھر اس کا ہیڈ کوارٹر بھی اوپن کر دیا گیا ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔ اوپن سے مطلب ہے کہ اب وہ دہشت گرد تنظیم نہیں رہی اور لارڈ برنارڈ کی طرف سے تمام سرکاری پہنچیں اور سرکاری اداروں کو ہدایات مل چکی ہیں کہ آئندہ کوئی بھی فینین سوسائٹی کے خلاف کسی قسم کا کوئی کام نہیں کرے گا۔“ مائیک نے جواب دیا۔

”یہ لارڈ لاکسن کہاں رہتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”کننگ کالونی میں اس کا پورا محل ہے لارڈ لاکسن مینشن۔“ مائیک نے جواب دیا۔

”اوکے۔ جہاز ایئر کانسٹ وی پرائیویٹ ہے یا کوئی تبدیلی آ گئی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”وی پرائیویٹ پرنس۔“ مائیک نے جواب دیا۔

آواز سنائی دی۔

”کیا پورٹ ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”لارڈ برنارڈ کے آفس میں ایسی کوئی فائل موجود نہیں ہے اور وہی ایسا کسی حکم یا پلان کے بارے میں وہاں کوئی جانتا ہے۔“ مائیک نے کہا۔

”اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ لارڈ لاکسن کو جانتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اوہ۔ میں کچھ گیا۔ اب اصل بات سمجھ گیا ہوں۔“ مائیک نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے لارڈ لاکسن کا ذکر کیا ہے تو مجھے بھی یہ اطلاع مل چکا ہے کہ لارڈ لاکسن نے لارڈ برنارڈ سے ان کے آفس میں بات چیت کا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انتہائی حیرت انگیز اطلاع یہ ہے کہ لارڈ لاکسن کو اسرائیل نے فینین سوسائٹی کا چیئرمین مقرر کر دیا ہے اور فینین سوسائٹی کو اوپن کر دیا گیا ہے۔ اب اسے اسرائیل کی سرپرستی حاصل ہو گئی اور اب وہ آئندہ گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گی اور اسی بات سے مجھے خیال آیا کہ کہیں یہ معلومات فینین سوسائٹی کے لئے حاصل نہ کی جا رہی ہوں۔“ مائیک

"اوکے۔ گڈ بائی"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے پیڈ اٹھایا اور قلم سے اس پر رقم لکھ کر اس نے بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ رقم گریٹ لینڈ کے اکاؤنٹ سے مائیک کو بھجوا دینا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کی بات واقعی درست ہے کہ فیہن سوسائٹی آخر کیوں ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں معلومات حاصل کر رہی ہوگی۔ اس کا کیا تعلق"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ براہ راست لارڈ برنارڈ سے بات کی جائے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کیا وہ کھل کر بتا دیں گے۔ نہیں وہ تو انتہائی با اصول آدمی ہیں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے ہاں۔ اب ہمیں اس سے بات کی جا سکتی ہے۔ سبیشل ایجنسی کے چیف سے۔ اب تو وہ فیہن سوسائٹی کے خلاف کام نہیں کر رہے"..... عمران نے کہا۔

"لیکن اسے کیا معلوم کہ یہ معلومات فیہن سوسائٹی حاصل کر رہی ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ انتہائی گھماک آدمی ہے۔ لارڈ لاکسن کے بارے میں وہ بہت کچھ جانتا ہوگا۔ تم وہ سرخ ڈائری تجھے دو"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دروازہ کھولی اور اس میں سے سرخ ضخیم ڈائری نکال کر

عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

گئے..... آسکر نے کہا۔

”یہیں ہاں۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ فیبن سوسائٹی کیا کرے گی“..... بلیک نے کہا۔

”گریمٹ لینڈ میں۔ یہودیوں کے مفادات کی حفاظت اور پوری دنیا میں یہودی سلطنت کے قیام کے لئے کوششیں اور۔ یہودیوں کے دشمنوں کا پوری دنیا سے خاتمہ“..... آسکر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مطلب یہ کہ سوسائٹی اسرائیل سے مشن لیا کرے گی اور ہم اس مشن کو مکمل کیا کریں گے“..... بلیک نے کہا۔

”ہاں۔ وہاں سے بھی مشن مقرر ہو سکتے ہیں اور ہم بھی اپنے طور پر یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ایک ایسا مشن سامنے آیا ہے جسے پورا کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد حکومت گریمٹ لینڈ ہم پر مکمل اعتماد کرے گی اور میں نے اسی لئے تمہیں بلایا ہے“..... آسکر نے کہا تو بلیک بے اختیار چونک پڑا۔

”کون سا مشن ہاں“..... بلیک نے حیران ہو کر پوچھا۔
 ”ڈاکٹر نصیب علی کو پاکیشیا سے برآمد کرنا ہے“..... آسکر نے کہا۔

”کون ڈاکٹر نصیب علی“..... بلیک نے حیران ہو کر کہا تو آسکر نے اسے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے پاکیشیا کی ملنزی ایشلی جنس نے ڈاکٹر نصیب علی کا کارڈیکسٹڈنٹ ظاہر کر کے انہیں پاکیشیا منتقل کیا گیا تھا

فیبن سوسائٹی کا چیف آفس اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

”میں کم ان“..... آسکر نے اونچی آواز میں کہا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور بلیک اندر داخل ہوا۔

”آؤ بلیک میں جہاز رہی منتظر تھا“..... آسکر نے کہا۔

”یہیں ہاں۔ آپ کا پیغام ملتے ہی میں فوراً آگیا ہوں“..... بلیک نے کہا اور میری دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تمہیں اطلاع تو مل چکی ہو گی کہ اب فیبن سوسائٹی کو گریمٹ لینڈ میں اسرائیل کی مناسدہ سوسائٹی تسلیم کر لیا گیا ہے اور اب نہ ہی

فیبن سوسائٹی گریمٹ لینڈ کے خلاف کوئی کام کرے گی اور نہ گریمٹ لینڈ حکومت اور اس کے ادارے فیبن سوسائٹی کے خلاف کام کریں

اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

"اس کہیں میں فینین سوسائٹی نے خفیہ طور پر لمبائی اٹلی جنس کی مدد کی تھی اور اب ہم نے گریٹ لینڈ کے لئے اس ڈاکٹر نصیب علی کو واپس لانا ہے تاکہ چیف سیکرٹری لارڈ برنارڈ صاحب کو یقین آ سکے کہ اب فینین سوسائٹی گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف کام نہیں کرے گی۔"..... آسکر نے کہا۔

"لیکن یہ کام تو حکومت اور اس کی ایجنسیوں کا ہے۔ انہیں کرنا چاہئے۔"..... بلیک نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن لارڈ برنارڈ پاکیشیا سیکرٹ سرڈس سے ٹکر نہیں لینا چاہتے اور ان کے مطابق وہ اس معاملے کو سرکاری طور پر ختم کر چکے ہیں البتہ اگر فینین سوسائٹی اپنے طور پر یہ کام کرے تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور پاکیشیا ویسے بھی یہودیوں کا دشمن غیر ایک ہے اس لئے اب فینین سوسائٹی بھی یہی چاہتی ہے کہ اسے کمزور کیا جائے۔ اگر انہوں نے ڈاکٹر نصیب علی کے فارمولے کے مطابق وہ جدید ترین جنگی ہیلی کاپٹر تیار کر لیا تو پھر اس کا دفاع خاصا مضبوط ہو جائے گا۔"..... آسکر نے کہا۔

"لیکن اب پہلے تو یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ ڈاکٹر نصیب علی ہے کہاں۔"..... بلیک نے کہا۔

"وہ معلوم کر لیا گیا ہے۔"..... آسکر نے جواب دیا۔

"اچھا۔ وہ کیسے۔"..... بلیک نے چونک کر پوچھا۔

"لارڈ لاکسن نے تاریکی کی ایک مڈل پارٹی کے ذریعے پاکیشیا کی کسی خبری کرنے والی ایجنسی سے رابطہ کیا ہے اور پھر وہاں سے اطلاعات مل گئیں اور لارڈ لاکسن نے یہ اطلاعات مجھے بھجوا کر حکم دیا ہے کہ ہم اس مشن پر انتہائی تیز رفتاری سے کام کریں۔ یہ ہمارے لئے ٹیسٹ کہیں ہو گا۔"..... آسکر نے کہا۔

"وہ لازماً کسی سرکاری لیبارٹری میں ہو گا۔ ایک عام خبری کرنے والی تنظیم کو بھلا کیسے اس خفیہ لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔"..... بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری ایجنسی میں کام کرتا تھا اس لئے اسے ان باتوں کا بخوبی علم تھا۔

"پاکیشیا والوں نے اپنے طور پر تو عقلمندی کی ہے لیکن ان کی یہ عقلمندی ان کے گلے پڑ گئی ہے۔ انہوں نے ایک عام سی عمارت کے نیچے تہہ خانوں میں خفیہ لیبارٹری بنائی ہے اور ڈاکٹر نصیب علی وہاں کام کر رہا ہے۔ اس عمارت کا نام رانا ہاؤس ہے اور یہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں رابرٹ روڈ پر واقع ہے۔"..... آسکر نے کہا تو بلیک کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر محاورہ بن گئیں بلکہ حقیقتاً کانوں تک جا پہنچی تھیں۔

"کیا ہوا۔ یہ جہاری کیا حالت ہو رہی ہے۔"..... آسکر نے بلیک کا چہرہ دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیا آپ نے واقعی رانا ہاؤس اور رابرٹ روڈ ہی کہا ہے۔"

بلیک نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 "ہاں کیوں۔ کیا تم اس بارے میں کچھ جانتے ہو؟" آسکر نے
 حیرت مبرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے باس کہ لارڈ لاسن کے خلاف باقاعدہ ٹریپ
 بچھایا گیا ہے۔" بلیک نے کہا تو اس بار آسکر بے اختیار اچھل
 پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کھل کر بات کرو۔" آسکر نے غصیلے لہجے
 میں کہا۔

"باس۔ رانا ہاؤس پاکیشیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ علی
 عمران کے کسی دوست کا ہے اور اس کا وہ دوست کسی اور ملک میں
 رہتا ہے۔ اس انتہائی شاندار بلڈنگ کا مکمل چارج علی عمران کے
 پاس ہے اور اس کا صبحی دیو قامت ملازم جوزف وہاں رہتا ہے۔ میں
 ایک بار عمران کے ساتھ وہاں جا چکا ہوں۔" بلیک نے کہا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟" آسکر نے منہ بتاتے ہوئے
 کہا۔

"فرق کیوں نہیں پڑتا۔ اس کا مطلب ہے کہ لارڈ صاحب نے جو
 کچھ معلوم کرنا چاہا تھا وہ عمران تک پہنچ گیا اور عمران نے شاید اصل
 پارٹی کو ٹریس کرنے کی غرض سے یہ معلومات سمجھا دیں اور اس کی یہ
 چال ہی ہو گی کہ جب بھی کوئی پارٹی ڈاکٹر نصیب علی کو برآمد کرنے
 آئے گی تو وہ یکے ہوئے پھل کی طرح اس کی جھولی میں آگرے

گی۔" بلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس عمارت کو محفوظ سمجھتے ہوئے
 انہوں نے اس عمارت کے نیچے تہہ خانوں میں لیبارٹری بنا رکھی
 ہو۔" آسکر نے کہا تو بلیک چونک پڑا۔

"نہیں باس۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔" بلیک نے کہا۔
 "وہاں فون کر کے اسے کنفرم بھی تو کیا جاسکتا ہے۔" آسکر
 نے کہا۔

"کیا وہ سیدھے طریقے سے اس بات کا تسلیم کر لیں گے کہ وہ
 مردہ ڈاکٹر نصیب علی یہاں کام کر رہا ہے؟" بلیک نے کہا تو آسکر
 بے اختیار چونک پڑا۔

"لیکن بہر حال کوئی بات تو سامنے آ ہی جائے گی۔" آسکر نے
 کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کو شش کرتا ہوں۔" بلیک نے کہا اور
 اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے انگوائری کے نمبر پر ریس کر
 دیئے۔

"انگوائری پلیز۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو آسکر نے
 ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور پھر پاکیشیا کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر
 بتاؤ۔" بلیک نے کہا تو چند لمحوں کے توقف کے بعد دونوں نمبر
 بتا دیئے گئے تو بلیک نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے

دوبارہ نمبر بریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رابرٹ روڈ پر رانا ہاؤس کا نمبر چاہئے"..... بلیک نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے"..... بلیک نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون آنے پر ایک بار پھر نمبر بریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر نصیب علی صاحب سے بات کراؤ"..... بلیک نے آواز بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون بول رہے ہو اور کہاں سے بول رہے ہو"..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"میں کارمن سے ڈاکٹر انٹھونی بول رہا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر صاحب نے خود یہ نمبر دیا تھا"..... بلیک نے کہا۔

"کب کی بات ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تقریباً ایک سال قبل۔ کیوں"..... بلیک نے جان بوجھ کر لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ یہاں نہ کوئی ڈاکٹر ہے اور نہ ہی کوئی نصیب علی"۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم

ہو گیا تو بلیک نے سیرور رکھ دیا۔

"یہ عمران کے ملازم جوذف کی آواز تھی۔ میں اس کی آواز کو پہچانتا ہوں"..... بلیک نے کہا۔

"جہارا مطلب ہے کہ واقعی وہاں کوئی لیبارٹری نہیں ہو سکتی لیکن اگر ایسا ہے بھی ہی تو اس عمارت کی نشاندہی کا کسی کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے جبکہ مڈل پارٹی کی وجہ سے یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ یہ معلومات اصل میں کسے درکار ہیں"..... آسکر نے کہا۔

"باس۔ آپ اس عمران کی کارکردگی سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ یہ معلومات مہیا کرنے کا اصل مقصد یہی ہے کہ اصل پارٹی تک پہنچا جائے ورنہ تو وہ خبری کرنے والے سے بھی اصل پارٹی معلوم کر لیتا"..... بلیک نے کہا تو آسکر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تھا یہ بات"..... آسکر نے کہا۔

"باس۔ عمران کو اطلاع ملی ہو گی کہ ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ ظاہر ہے اس نے معلوم کیا ہو گا کہ اصل پارٹی کون ہے۔ جب اسے معلوم ہوا ہو گا کہ کوئی مڈل پارٹی ہے تو اس نے معلومات مہیا کر دیں اور پھر خبری کرنے والوں کی نگرانی کرائی ہو گی اس طرح اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ معلومات کہاں سمجھوائی جا رہی ہیں۔ وہاں سے لامحالہ اس نے اصل پارٹی کا کھوج لگا لیا ہو گا۔ اس عمارت کی نشاندہی ہی اس بات کو ظاہر کر رہی ہے"..... بلیک نے کہا۔

”لیکن مڈل پارٹی تو ہمیشہ اپنے آپ کو چھپاتی ہے اسی لئے تو اسے درمیان میں ڈالا جاتا ہے“..... آسکر نے کہا۔
 ”مجھے معلوم ہے لیکن اگر کوشش کی جائے تو معلومات مل سکتی ہیں۔ ہم خود معلومات حاصل کرتے رہے ہیں“..... بلیک نے کہا۔
 ”یہ معلومات چونکہ لارڈ لاکسن کو پہنچائی گئی ہیں اب فرض کیا کہ لارڈ لاکسن کا نام عمران تک پہنچ گیا ہو گا تو اس سے کیا ہو گا؟“ آسکر نے کہا۔

”لارڈ لاکسن کے بارے میں تمام چھان بین کی جائے گی اور یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو بھاری رقومات کے عوض سب کچھ معلوم کر کے بتا سکتے ہیں اس لئے اسے لامحالہ یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ معلومات فینین سوسائٹی کو درکار ہیں اور پھر لامحالہ اسے فینین سوسائٹی کے سٹے سیٹ اپ کا بھی علم ہو جائے گا۔ اس کے بعد دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو وہ فینین سوسائٹی کے خاتمے کے لئے یہاں آئے گا یا پھر وہ اس ڈاکٹر نصیب علی کی حفاظت کا بندوبست کرے گا“..... بلیک نے کہا۔

”یہاں آکر فینین سوسائٹی کے خاتمے کا کام تو اس کی سب سے بڑی حماقت ہو گی کیونکہ یہاں تو کسی کو بھی یہ معلوم نہیں کہ فینین سوسائٹی کا مرکزی آفس کہاں ہے اور کون کون اس میں شامل ہیں۔ باقی رہی اس ڈاکٹر نصیب علی کی حفاظت تو وہ کرتا رہے۔ ہم نے بہر حال مشن مکمل کرنا ہے اور میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم

نے یہ مشن مکمل کرنا ہے“..... آسکر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
 ”باس۔ لارڈ لاکسن کا نام سامنے آگیا تو پھر لارڈ لاکسن کے ذریعے یہ سارا سیٹ اپ ان تک خود بخود پہنچ جائے گا اور ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ میں پہلے اپنے سیکشن کو وہاں بھجواتا ہوں اور اس ڈاکٹر نصیب علی کو تلاش کراتا ہوں اور یہاں لارڈ لاکسن کے محل کی بھی خفیہ حفاظت شروع کرا دیتا ہوں اور وہاں پاکیشیا میں عمران کی نگرانی بھی شروع کرا دیتا ہوں“..... بلیک نے کہا۔

”سنو۔ تم اپنی پوری توجہ ڈاکٹر نصیب علی کی برآمدگی پر دو۔ باقی سب باتیں ذہن سے نکال دو۔ یہ سارے کام میں کراؤں گا۔ فینین سوسائٹی کو آج تک گریٹ لینڈ کی بحینیاں تلاش نہیں کر سکیں تو عمران یا اس کے ساتھی کیسے تلاش کر لیں گے۔ جہاں تک لارڈ لاکسن کا تعلق ہے تو انہوں نے پہلے ہی اپنی حفاظت کا انتہائی معقول بندوبست کر رکھا ہے“..... آسکر نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ جیسے آپ کا حکم میں اپنے خاص آدمیوں کو لے کر پاکیشیا چلا جاتا ہوں اور اس ڈاکٹر نصیب علی کو تلاش کر کے لے آؤں گا۔ اگر اس دوران عمران اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آئے تو اسے سنبھالنا آپ کا کام ہو گا“..... بلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم اپنا کام کرو بلیک۔ مجھے یقین ہے کہ تم جیسا باصلاحیت

ہجنت یہ کام کر سکتا ہے۔ یہ ہماری سوسائٹی کے لئے سب سے اہم کام ہے۔..... آسکر نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ یہ کام ہو جائے گا۔“ بلیک نے کہا۔

”اوکے“ آسکر نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے اجازت“..... بلیک نے اٹھتے ہوئے کہا اور آسکر کے سر ہلانے پر وہ اٹھا اور سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ اس کے جانے کے بعد آسکر نے رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے لگا ہوا بین پریس کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لارڈ لاکسن ہاؤس“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

”آسکر بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کرائیں۔“ آسکر نے کہا۔

”میں سر۔ ہو لڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد لارڈ لاکسن کی بھاری اور تھکمانے والی آواز

سنائی دی۔

”آسکر بول رہا ہوں سر۔“ آسکر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں

کہا۔

”میں۔“ لارڈ لاکسن نے اسی طرح تھکمانے لہجے میں کہا تو

جواب میں آسکر نے بلیک سے ہونے والی تمام گفتگو دہرا دی۔

”تم نے اچھا کیا کہ بلیک کو صرف ایک مشن سونپا ہے۔ اب وہ اس پر پوری توجہ سے کام کرے گا۔ باقی رہی میری بات تو اس میں ٹکڑی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اس معاملے میں جس قدر محتاط ہوں وہ کسی کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔“ لارڈ لاکسن نے کہا۔

”میں سر۔“ آسکر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ جب بلیک مشن مکمل کر لے تو مجھے رپورٹ دینا تاکہ

میں لارڈ برنارڈ کے سامنے سرخرو ہو سکوں۔“ لارڈ لاکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آسکر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

- لیکن سوسائٹی کی اس حیرت انگیز اور ناقابل یقین کایا پلٹ کی اصل وجہ کیا ہے باس..... آسنن نے کہا۔
 - جہاری اپنے مشن میں ناکامی..... ہمیرس نے مختصر سا جواب دیا تو آسنن بے اختیار اچھل پڑا۔

- کیا مطلب باس..... آسنن نے حیران ہو کر کہا۔
 - اگر تم سڈنی کو ٹریس کر لیتے اور ہمیں اس فیبن سوسائٹی کے مرکزی نیٹ ورک پر ہاتھ ڈالنے کا موقع مل جاتا تو یہ سوسائٹی ہی ختم ہو جاتی لیکن تم ناکام رہے البتہ جہاری جگہ عمران کا میاب ہو گیا۔
 اس نے ان کا پاکیشیا میں نیٹ ورک توڑ دیا اور مجھے احساس ہے کہ اس سوسائٹی کے مرکزی لوگ اس عمران سے اچھی طرح واقف ہیں۔ انہیں خطرہ لاحق ہو گیا کہ عمران اس سوسائٹی کے خلاف کام کرے گا اس لئے انہوں نے پیٹرہ بدلا اور اپنے آپ کو اوپن کر کے اسرائیل کی سرپرستی حاصل کر لی..... ہمیرس نے کہا۔

- لیکن باس کیا ایسا ممکن ہے کہ صرف عمران سے خوفزدہ ہو کر وہ لوگ اپنے تمام مقاصد ہی چھوڑ دیں اور پھر عمران کا تو اس سوسائٹی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ ان کا جو بھی کردار تھا وہ بہر حال گریٹ لینڈ کے خلاف تھا۔ پاکیشیا کے خلاف تو نہیں..... آسنن نے کہا۔
 - اسلحے کے حصول کے بغیر ان کا کام آگے نہ بڑھ سکتا تھا اور انہیں احساس ہو گیا کہ اب پاکیشیا یا افغانستان میں وہ اسلحے کے حصول کا نیٹ ورک قائم نہیں کر سکتے کیونکہ لامحالہ اب عمران ہوشیار ہو گا

سپیشل ایجنسی کا چیف ہمیرس اپنے آفس میں موجود تھا۔ آسنن اس کے سامنے میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا تھا۔
 - باس یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے کہ سپیشل ایجنسی جس سوسائٹی کے خلاف مسلسل تنگ و دو کرتی رہی ہے اب اس کے خلاف کام نہیں کر سکتی اور اسے اسرائیل کی سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی ہے..... آسنن نے کہا۔

- اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ حکومتوں کے درمیان معاملات تو اسی طرح چلتے رہتے ہیں۔ یہ سوسائٹی جب تک گریٹ لینڈ کے خلاف کام کرتی رہی ہم بھی اس کے خلاف کام کرتے رہے۔ اب جبکہ اس نے اپنے مقاصد تبدیل کر لئے ہیں تو ظاہر ہے اب ہمیں اس کے خلاف کام کرنے کی ضرورت نہیں رہی..... ہمیرس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اور خصوصی اسلحہ یورپ، افریقا اور گرین لینڈ سے انہیں مل نہ سکتا تھا کیونکہ یہاں دیکھنیاں اس معاملے میں بے حد ہوشیار ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے عمران سے بھی انتقام لینا تھا اس لئے انہوں نے ایک تیرے دو شکار کرنے کا فیصلہ کیا۔ عمران اور پاکیشیا کی حکومت کو اسرائیل اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتا ہے اس لئے انہوں نے اسرائیل کی سرپرستی حاصل کر لی۔ انہیں ان کا مطلوبہ اسلحہ بھی مل جائے گا اور اس کے ساتھ ہی وہ عمران اور پاکیشیا کے خلاف کام کر کے اپنا انتقام بھی لے سکیں گے اس کے بعد شاید وہ پھر پتھرا بدل جائیں..... میرس نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ اب یہ پاکیشیا کے خلاف کام کریں گے۔“

آسٹن نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق اسرائیل نے انہیں اسی مقصد کے تحت قبول کیا ہے..... میرس نے جواب دیا۔

”پھر تو واقعی اس سوسائٹی کا خاتمہ یقینی ہو گیا ہے۔“ آسٹن نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر ہم گرین لینڈ میں رہ کر ان کے سیٹ اپ کو ٹریس نہیں کر سکتے تو عمران اتنی جلدی کیسے کر لے گا۔ البتہ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس بار انہوں نے اس سلسلے میں ایک انتہائی پیچیدہ منصوبہ بنایا ہے۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو گئے تو پھر واقعی وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سرورس کا خاتمہ کرنے میں

کامیاب ہو جائیں گے..... میرس نے کہا تو آسٹن ایک بار پھر چونک پڑا۔

”کیا مطلب باس..... آسٹن نے پوچھا۔

”کچھ عرصہ پہلے یہاں گرین لینڈ میں ایک پاکیشیائی خزاہ ساتیس دان کام کرتا تھا جس کا نام ڈاکٹر نصیب علی تھا۔ جنگی ہیلی کاپٹروں کے سلسلے میں وہ بین الاقوامی شہرت رکھتا تھا اور یہاں وہ اپنے ایک ایسے فارمولے پر کام کر رہا تھا جس کی تکمیل کے بعد ایسا جنگی ہیلی کاپٹر تیار ہو جاتا جو یقیناً ناقابلِ تغیر ہوتا لیکن پھر اچانک ایک کار ایکسیڈنٹ میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کی لاش پاکیشیا لے جانی گی۔ گرین لینڈ سے بھی لوگ ساتھ گئے اور پھر اس کی تدفین ہو گئی۔ چونکہ وہ تمام تر کام ڈاکٹر نصیب علی اکیلی ہی کر رہے تھے اس لئے اس کی اچانک موت کے بعد وہ سارا کام ہی ختم ہو گیا۔ بہر حال یہ ایک قدرتی مجبوری تھی اس لئے سب اس معاملے میں خاموش ہو گئے لیکن اب یہ نئی بات سلسلے آتی ہے کہ ڈاکٹر نصیب علی ہلاک نہیں ہوا تھا بلکہ پاکیشیا کی ملٹری اسٹبلشمنٹ نے یہ سارا ڈرامہ اس لئے کیا تھا کہ وہ ڈاکٹر نصیب علی کو پاکیشیا لے جا کر اس سے یہ ہیلی کاپٹر بنوائیں۔ اس ڈرامے میں ان کی مدد فین سوسائٹی نے کی تھی۔ شاید اس لئے کہ یہ ہیلی کاپٹر گرین لینڈ تیار نہ کر سکے اور اس کا دفاعی نظام مضبوط نہ ہو۔ بہر حال اب جبکہ صورت حال تبدیل ہو گئی ہے تو چیف سیکرٹری لاؤبرنارڈ نے اس بات کا عملی ثبوت طلب کیا ہے کہ فین

آپ سمجھ بھی رہے ہیں..... آسنن نے کہا۔

"میں تو فیبن سوسائٹی کی بات کر رہا ہوں۔ اپنی نہیں۔" ہیرس

نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی احمق لوگ ہیں۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ یہ سوسائٹی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں انجام کو پہنچے گی۔ اول تو یہاں سے ذمہ واپس نہ آسکیں گے اور اگر کامیاب ہو گئے تب بھی عمران اور اس کے ساتھی انہیں ہنس کر کے دکھ دیں گے..... آسنن نے کہا تو ہیرس بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو جہار کیا خیال ہے کہ لارڈ برنارڈ احمق ہیں جو انہوں نے اس کی ذمہ داری فیبن سوسائٹی پر ڈال دی ہے..... ہیرس نے کہا تو آسنن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ لارڈ برنارڈ نے دانستہ یہ ذمہ داری فیبن سوسائٹی پر ڈالی ہے..... آسنن نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ لارڈ برنارڈ بے حد ذہین ہیں اور انہیں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم ہے اور وہ یہودیوں کی اس قدر واضح برتری کے بھی خلاف ہیں اس لئے انہوں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ اقدام کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ انہوں نے سوچا ہے نتیجہ ویسے ہی نکلے گا..... ہیرس نے کہا۔

"لیکن کیا آپ نے اندازہ لگایا ہے یا آپ کو باقاعدہ یہ سب کچھ بتایا گیا ہے..... آسنن نے کہا تو ہیرس بے اختیار مسکرا دیا۔

سوسائٹی گریٹ لینڈ کی ہمدرد ہے اور ہمدرد رہے گی جس پر پہلی بار یہ بات سامنے آئی ہے اور اب فیبن سوسائٹی نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ڈاکٹر نصیب علی کو پاکیشیا سے واپس گریٹ لینڈ لے آئے گی۔ ہیرس نے کہا۔

لیکن یہ کام یہ حکومت کو کرنا چاہئے ہاں۔ نہ کہ فیبن سوسائٹی کو..... آسنن نے حیران ہو کر کہا۔

"لارڈ برنارڈ اب اس معاملے کو حکومتی سطح پر اپن نہیں کرنا چاہتے اس لئے انہوں نے اس کی ذمہ داری فیبن سوسائٹی پر ڈال دی ہے..... ہیرس نے کہا۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ یہ فیبن سوسائٹی کا کوئی پیچیدہ منصوبہ ہے..... آسنن نے کہا۔

"ہاں۔ فیبن سوسائٹی لامحالہ جب ڈاکٹر نصیب علی کو ٹریس کر کے یہاں لے آئے گی تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی سمجھے گی کہ یہ کام حکومت گریٹ لینڈ کا ہے اس لئے وہ یہاں کی سہجشیوں کے خلاف کام کرے گی، جبکہ ان کے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ یہ کام فیبن سوسائٹی کا ہو سکتا ہے اس لئے ان کی توجہ ان کی طرف سرے سے نہ ہو گی اور فیبن سوسائٹی اچانک ان کا خاتمہ کر دے گی۔" ہیرس نے کہا تو آسنن بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیوں۔ تم ہنس کیوں رہے ہو..... ہیرس نے کہا۔

"ہاں۔ کیا آپ واقعی جو کچھ کہہ رہے ہیں وہی کچھ سنجیدگی سے

”کس بات کی مبارک“..... ہمیرس نے معنی خیز نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے آسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”اس بات کی کہ اب ہمیں فیبن سوسائٹی کے خلاف خواہ مخواہ ایکشن نہیں لینا پڑے گا۔ لارڈ برنارڈ نے لارڈ آکسن سے مل کر تمہارے لئے ساری پریشانیاں ہی ختم کر دی ہیں۔ میں نے سوچا کہ مبارک باد دے دوں“..... عمران نے کہا۔

”تمہاری معلومات پر مجھے کسی حیرت کے اظہار کی ضرورت تو نہیں ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم کس انداز میں کام کرتے ہو لیکن ایک بات ہمیں دوستانہ طور پر بتا دوں کہ فیبن سوسائٹی نے صرف مارگٹ بدلا ہے اور بس“..... ہمیرس نے جواب دیا۔

”مجھے فیبن سوسائٹی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے البتہ تم سے ضرور دلچسپی ہے کیونکہ تم میگی کے شوہر اور میگی کے اندر واقعی مشرقی روح ہے۔ اس نے کئی بار مجھے درخواست کی ہے کہ میں تمہارا خیال رکھا کروں اور میگی کی اس محبت کا مجرم رکھتے ہوئے میں نے تمہارا تو تمہارا بلکہ تمہارے آدمیوں کا بھی خیال رکھا ہے“..... عمران نے کہا۔

”بے حد شکریہ۔ لیکن فیبن سوسائٹی کے مارگٹ سے حکومت گریٹ لینڈ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بس صرف اتنا فرق پڑا ہے کہ وہ گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف کام نہیں کرے گی اور ہم اس کے خلاف کام نہیں کریں گے۔ باقی وہ جو کچھ کرے خود ہی اس کے نتائج

”لارڈ صاحب نے خود مجھے فون کر کے یہ ساری تفصیل بتائی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ لارڈ صاحب بھی چاہتے ہیں کہ عمران تک یہ بات بہر حال پہنچ جائے کہ جو کارروائی پاکیشیا میں ہو گی اس میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے“..... ہمیرس نے جواب دیا۔
 ”تو کیا اب عمران کو اطلاع دیں گے“..... آسن نے کہا۔

”نہیں۔ اگر عمران نے مجھے فون کیا تو میں اس پر واضح کر دوں گا کہ ہمارا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے“..... ہمیرس نے جواب دیا اور پھر اس سے چپلے کہ آسن کوئی بات کرتا پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ہمیرس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
 ”بس“..... ہمیرس نے کہا۔

”پاکیشیا سے علی عمران کی کال ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ کراؤ بات“..... ہمیرس نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بشن پریس کر دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“
 بہت لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی تو آسن بے اختیار اچھل پڑا جبکہ ہمیرس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھرتی تھی۔

”ہمیرس بول رہا ہوں“..... ہمیرس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”مبارک ہو ہمیرس“..... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

کی بھی ذمہ دار ہوگی..... ہمیں نہ کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی معلوم کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر تم نارگت ہٹ کرنے میں اس کا ساتھ دینا چاہتے ہو تو میں میگی سے پیشگی معذرت کر لوں"..... عمران نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی"..... ہمیں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر میگی کو بھی میری طرف سے مبارک باد دے دینا کہ وہ بیوہ ہونے سے بچ گئی ہے۔ گڈ بائی"..... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہمیں نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"واقعی یہ شخص حیرت انگیز طور پر انتہائی باخبر آدمی ہے۔ اس کی باتوں سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے ساری صورت حال کا علم ہو چکا ہے"..... آسٹن نے کہا۔

"ہاں۔ اور اس کا موڈ بتا رہا تھا کہ وہ اب فین سوسائٹی کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے"..... ہمیں نے کہا۔

"تو کیا آپ واقعی غیر جانبدار رہیں گے"..... آسٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ ہمارا فین سوسائٹی سے کوئی سرکاری تعلق نہیں ہے۔" ہمیں نے جواب دیا تو آسٹن نے اثبات میں سر ہلادیا۔

عمران نے گریٹ لینڈ کی سپیشل سیکورٹی کے چیف ہمیں سے بات کر کے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں رانا ہاؤس سے سبھاں باس موجود ہیں۔"

دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے جوزف"..... عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔

"باس۔ ابھی ایک فون کال آئی ہے۔ میں اس کی ٹیپ آپ کو

سنواتا ہوں"..... دوسری طرف سے جوزف نے کہا تو عمران بے

انتہیاری چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"..... عمران نے چونک کر

پوچھا۔

"میں باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پہلے زبانی بتا دو کہ کیا خاص بات ہے"..... عمران نے کہا۔
 "فون کرنے والا ڈاکٹر نصیب علی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔
 اس نے بتایا کہ اس کا نام ڈاکٹر انصوفی ہے اور وہ کارمن سے بول رہا
 ہے"..... جوزف نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زبرو بھی
 چونک پڑا۔

"پھر اس میں خاص بات کیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ یہ شخص گریٹ لینڈ میں آپ کا دوست
 بلیک تھا جو آواز بدل کر بات کر رہا تھا"..... جوزف نے کہا۔
 "اوہ اچھا۔ پھر تو واقعی خاص بات ہے۔ ٹھیک ہے سنو آئیپ".....
 عمران نے کہا۔

"میں باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد
 فون سے ایک آواز ابھری جس کا جواب جوزف کی طرف سے دیا گیا۔
 عمران خاموش بیٹھا بات چیت سنتا رہا۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو
 عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس دیا۔

"جوزف درست کہہ رہا ہے حالانکہ بلیک نے اپنی آواز اور لہجے کو
 یکسر بدل دیا تھا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو باس۔ آپ نے ٹیپ سن لی ہے"..... جوزف نے کہا۔

"ہاں اور تمہاری ریڈنگ بالکل درست ہے لیکن تم نے کس

طرح پہچان لیا۔ وہ تو واقعی لہجہ اور آواز بدل کر بات کر رہا تھا"۔
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس کے بولنے کا مخصوص انداز نہیں بدلا اور بلیک
 بالکل اسی انداز میں بولتا ہے کہ فقرے کا پہلا حصہ تیز تیز اور آخری
 حصہ آہستہ سے ادا کرتا ہے"..... جوزف نے جواب دیا۔
 "گڈ۔ بہر حال اب تم نے رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام ہر وقت آن
 رکھنا ہے"..... عمران نے کہا۔

"میں باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور
 رکھ دیا۔

"حیرت ہے کہ جوزف نے صرف مخصوص لہجے سے درست طور پر
 پہچان لیا ہے"..... بلیک نے کہا۔

"افریقہ میں اس معاملے میں بے حد تیز ہوتے ہیں کیونکہ جنگلوں میں
 آوازوں کا ہی سارا کھیل ہوتا ہے۔ بہر حال بلیک کی اس طرح اور
 اس انداز میں بات کرنے کا مطلب ہے کہ بلیک کا تعلق بھی فیئین
 سوسائٹی سے ہے"..... عمران نے کہا۔

"لیکن بلیک تو سرکاری ایجنسی سے متعلق ہے"..... بلیک زبرو
 نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن جن باتوں کی وجہ سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے ایک
 تو یہ کہ رانا ہاؤس کے بارے میں یہ معلومات کہ وہاں ڈاکٹر نصیب
 علی کی لیبارٹری ہے، لارڈ لاکسن تک پہنچی ہیں اور لارڈ لاکسن فیئین

زرو نے کہا۔

”تم نے کیا نتیجہ نکالا ہے۔ تم بتاؤ..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب چونکہ آپ نے پاکیشیا میں ان کے اسلحے کا نیٹ ورک ختم کر دیا ہے اور انہیں یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ اب پاکیشیا میں دوبارہ نیٹ ورک قائم کرنا مشکل ہو گا اور چونکہ گریٹ لینڈ نے اسے دہشت گرد سوسائٹی ظاہر کر رکھا تھا اس لئے یورپ اور اکیرمیریا میں وہ نیٹ ورک نہیں چلا سکتے کیونکہ وہاں دہشت گرد تنظیموں کے خلاف انتہائی سخت قوانین بھی ہیں اور یہ لوگ دہشت گردوں کے ساتھ کسی قسم کی نرمی کے بھی قائل نہیں ہیں اس لئے اب ان کے لئے اسلحہ حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہو گا اور چونکہ وہ یہودی ہیں اس لئے انہوں نے لامحالہ اسرائیل سے خصوصی اسلحے کی سپلائی کے لئے رابطہ کیا ہو گا اور چونکہ اکیرمیریا اور گریٹ لینڈ دونوں حکومتیں اسرائیل کے ساتھ ہیں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلاف اسرائیل کی مدد کرتی ہیں اس لئے اسرائیل نے فینین سوسائٹی کو گریٹ لینڈ کے خلاف کام کرنے کی بجائے اسے مسلمانوں کے خلاف کام کرنے کے لئے کہا ہو گا اور اس سلسلے میں مکمل سرپرستی کا وعدہ کیا ہو گا۔ چونکہ فینین سوسائٹی اب تک گریٹ لینڈ کے خلاف کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کر سکی اس لئے وہ گریٹ لینڈ کے خلاف کام کرنے کی بجائے مسلمانوں کے خلاف کام کرے اور فینین سوسائٹی نے اسے قبول کر لیا ہو گا۔ اس طرح یہ

سوسائٹی کا جیزمین ہے۔ دوسری بات یہ کہ بلیک۔یہودی ہے اور تیسری بات یہ کہ سپیشل ایجنسی کے چیف میرس نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ سرکاری طور پر ان کا کوئی تعلق فینین سوسائٹی سے نہیں ہے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب بلیک خاصا مشہور سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اسے یقیناً یہ بھی علم ہو گا کہ رانا ہاؤس کا آپ سے تعلق ہے۔ پھر وہ کس طرح اس بات پر یقین کر سکتا ہے کہ وہاں لیبارٹری ہو گی۔“

بلیک زرو نے کہا۔

”بلیک ذاتی طور پر رانا ہاؤس کے بارے میں جانتا ہے اور وہ جوزف سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔ وہ ایک بار رانا ہاؤس آ بھی چکا ہے اس کے باوجود اگر وہ لہجہ بدل کر رانا ہاؤس میں فون کر کے جوزف سے تصدیق کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ایسا کسی کے مجبور کرنے پر کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ لارڈ لاکسن نے اسے مجبور کیا ہو..... عمران نے کہا۔

”اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اب بلیک ڈاکٹر نصیب علی کو اغوا کرنے کے لئے یہاں آئے..... بلیک زرو نے کہا۔

”جہاڑی بات درست ہے لیکن معاملات بے حد لٹھ کچے ہیں۔ ہمیں اس کا تفصیل سے تجزیہ کرنا ہو گا..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بات تو سیدھی سادھی لگ رہی ہے عمران صاحب..... بلیک

گئی معلومات براہ راست حکومت تک پہنچ گئیں لیکن پھر بلیک کسی صورت بھی رانا ہاؤس فون نہ کرتا۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے فون کرنے سے ہم چونک پڑیں گے۔..... عمران نے کہا۔

"لیکن اس نے تو پھر اور آواز بدل کر بات کی ہے"..... بلیک زبرد نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں"..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں فون کیا ہے"..... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"گریٹ لینڈ سے آپ کے ایک دوست بلیک کا فون آیا ہے۔ وہ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ اس نے ایک فون نمبر دیا ہے اور کہا ہے کہ آپ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس فون نمبر پر اس سے بات کر لیں"..... سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے"..... عمران نے کہا اور کریڈٹل دبا کر اس نے ٹون آنے پر پہلے گریٹ لینڈ کا رابطہ نمبر اور پھر سلیمان کے بتائے ہوئے فون نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"بلیک بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے بلیک کی آواز

ساری صورت حال تبدیل ہوئی ہو گی..... بلیک زبرد نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا تجزیہ حالات کے مطابق درست لگتا ہے لیکن یہ درمیان میں ڈاکٹر نصیب علی کا سلسلہ نبھانے کیسے نکل آیا۔ اگر فیہن سوسائٹی ڈاکٹر نصیب علی کو یہاں سے اغوا کر اگر گریٹ لینڈ لے جانا چاہتی ہے تو ظاہر ہے وہ خود تو اس سے کام نہ لے سکے گی۔ کام تو اس سے حکومت گریٹ لینڈ لے سکتی ہے۔ ایسی صورت میں تو حکومت کو آگے آنا چاہیے اس لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حکومت گریٹ لینڈ نے انہیں آزمانے کے لئے ان کے ذمے یہ کام لگا دیا ہو تاکہ ان کی گریٹ لینڈ سے وفاداری ثابت ہو سکے یا پھر دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ڈاکٹر نصیب علی کو گریٹ لینڈ کی بجائے اسرائیل پہنچانا مقصود ہو"..... عمران نے جواب دیا۔

"ایک بات اور بھی ہو سکتی ہے عمران صاحب"..... بلیک زبرد نے کہا۔

"وہ کیا"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"حکومت گریٹ لینڈ فیہن سوسائٹی کا نام سامنے رکھ کر خود یہ کام کر رہی ہو کیونکہ بلیک کے فون سے مجھے یہی محسوس ہوتا ہے۔" بلیک زبرد نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کا مطلب ہے کہ فیہن سوسائٹی اور حکومت ایک ہو چکی ہیں کہ فیہن سوسائٹی تک پہنچانی

سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“
عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”عمران۔ میں تمہیں ایک اہم بات بتانا چاہتا ہوں۔ گریٹ لینڈ سے کسی ڈاکٹر نصیب علی کو جو جنگی ہسپتال کا پڑوس پر اتھارٹی ہے کو مردہ ظاہر کر کے پاکیشیا کی ملزئی انتیلی جنس کے لوگ پاکیشیا لے گئے تھے۔ اب تک یہ بات چھپی رہی ہے لیکن اب یہ بات ظاہر ہو گئی ہے اور جبکہ اس کام میں گریٹ لینڈ کی فینین سوسائٹی نے پاکیشیا ملزئی انتیلی جنس کی دیردرہ مدد کی تھی لیکن اب فینین سوسائٹی حکومت گریٹ لینڈ سے مل چکی ہے اور اب فینین سوسائٹی اس ڈاکٹر نصیب علی کو واپس گریٹ لینڈ لے آنے کے لئے کام کر رہی ہے کیونکہ اب فینین سوسائٹی کا تعلق اسرائیل سے ہو گیا ہے۔ حکومت گریٹ لینڈ کو اب ڈاکٹر نصیب علی کی واپسی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اس لئے یقیناً فینین سوسائٹی ڈاکٹر نصیب علی کو اسرائیل پہنچانے گی۔ مجھے اچانک یہ اطلاع ملی تو میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع دے دوں۔“ دوسری طرف، سے بلیک نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ڈاکٹر نصیب علی کی قبر کھود کر فینین سوسائٹی اسے دوبارہ زندہ کرے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں واقعی اس بارے میں معلوم

نہیں ہے۔ وہ زندہ ہی لے جائے گئے تھے اور اب وہ یقیناً پاکیشیا کی کسی یہارنری میں کام کر رہے ہوں گے۔ ان کی موت ڈرامہ تھی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ ایسا ہوا ہے لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس ڈرامے کے چند ماہ بعد وہ حقیقی طور پر ہارٹ اٹک سے وفات پا گئے تھے اور چونکہ ان کی موت کو چھپے ہی حکومت پاکیشیا ظاہر کر چکی تھی اس لئے ان کی موت کو خفیہ رکھ کر انہیں دفن کر دیا گیا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔“ دوسری طرف سے بلیک نے یقین نہ کرنے والے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن اچانک فینین سوسائٹی کو گلوے مردے اکھاڑے کا شوق کیوں پایا ہو گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے لیکن کیا واقعی ڈاکٹر نصیب علی وفات پا چکے ہیں۔“ بلیک نے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ تم چاہو تو بے شک اپنے طور پر بھی معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ ویسے مجھے غلط بات کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تب بھی فینین سوسائٹی تو کیا حکومت گریٹ لینڈ اور اسرائیل دونوں مل کر بھی انہیں واپس نہیں لے جا سکتے تھے۔ پاکیشیا سیکرٹ سرورس ایسے ساتس دانوں کی خصوصی حفاظت کرتی ہے اور وہ چوبیس گھنٹے ان کی نگرانی میں

رہتے ہیں۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہر۔ ٹھیک ہے پھر تو واقعی فیبن سوسائٹی جو کرتی ہے کرتی رہے۔ اوسے لگڈ بانی۔“ دوسری طرف سے بلیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یہ بلیک نے اس انداز میں آپ کو اطلاع کیوں دی ہو گی۔“ بلیک زبرد نے کہا۔

”وہی پرانا نسخہ کہ میں محتاط ہو جاؤں گا اور ڈاکٹر صاحب کی زیادہ حفاظت شروع ہو جائے گی یا انہیں لیبارٹری سے نکال کر کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا جائے گا اس طرح اسے مشن مکمل کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اب مجھے یقین ہے کہ بلیک آپ کی بات کی کسی نہ کسی انداز میں تصدیق ضرور کرے گا۔۔۔۔۔ بلیک زبرد نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”اوہ۔۔۔ یقیناً۔ ایک منٹ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”پی اے نو سیکرٹری خارجہ۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔

سیکریٹری داخلہ سے بات کر اؤ۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ عمران صاحب۔ لیکن یہاں تو سرسلطان ہیں سیکرٹری خارجہ۔ آپ اگر سیکرٹری داخلہ سے بات کرنا چاہتے ہیں تو ان کا نمبر میں بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سرسلطان اپنے آفس میں موجود ہیں یا نہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مگر۔۔۔۔۔ پی اے نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر وہ داخلہ ہوئے۔ خارجہ تو حب ہوتے جب کمرے سے باہر کسی سڑک پر گھوم پھر رہے ہوتے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے پی اے بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

”اوہ۔ تو آپ نے اس پیرائے میں انہیں داخلہ کہا ہے۔ ٹھیک ہے پھر بات ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد سرسلطان کی منہوس آواز سنائی دی۔

”آپ کا سیکرٹری آپ کو سیکرٹری خارجہ کہہ رہا تھا جبکہ آپ کمرے میں موجود ہیں اس لئے میں نے اسے کہا کہ آپ اس وقت سیکرٹری داخلہ ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے سلام کے بعد کہا۔

”تم خارجہ داخلہ کی بات چھوڑو اپنی بات کر دو۔ میں نے غیر ملکی سفیروں کی انتہائی اہم ترین میٹنگ انڈز کرنی ہے اور میں اٹھنے ہی

والا تھا کہ جہاری کال آگئی۔..... سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”گرہٹ لینڈ کی ایک سرکاری مینجمنٹ میں ایک آدمی بلیک ناٹی کام کرتا ہے۔ وہ میرا دوست بھی ہے۔ ایک بار آپ سے بھی میرے ساتھ اس کی ملاقات ایک فکشن میں ہوئی تھی۔ آپ کو یاد ہے۔“

عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہی جس کی ناک طوطے کی چونچ کی طرح ہے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ وہی لیکن آپ کو اس کی ناک کیسے یاد رہ گئی۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم یہ بات چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا بات ہے۔ کیا ہوا ہے اس بلیک کو۔“..... سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ واقعی بے حد جلدی میں لگتے تھے۔

”ڈاکٹر نصیب علی کو گرہٹ لینڈ کی فینن سوسائٹی دوبارہ اغوا کرانا چاہتی ہے اور یہ بلیک درپردہ اس کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس نے مجھے فون کر کے اپنی طرف سے اطلاع دینے کی کوشش کی ہے۔“

اس کا مقصد تھا کہ میں ڈاکٹر نصیب علی کی حفاظت سخت کرادوں گا یا اسے یسبارٹری سے نکال کر کسی اور جگہ بھجوا دوں گا۔ اس طرح اسے آسانی ہو جائے گی لیکن میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ ڈاکٹر نصیب علی

پاکیشیا آنے کے چند ماہ بعد ہارٹ امیک میں فوت ہو گئے تھے اور

حکومت پاکستان چوتھے ہی ان کی موت کا ڈرامہ کھیل چکی تھی اس لئے انہوں نے انہیں خاموشی سے وطن کر دیا۔ بلیک لامحالہ اس کی تصدیق چاہے گا اور اس کے پاس اور تو کوئی ذریعہ نہیں ہے وہ لازمی آپ کو فون کر کے اپنی ملاقات کا حوالہ دے کر اس بارے میں بات کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ میرا حوالہ بھی دے کہ آپ سے ان ڈائریکٹ انداز میں معلومات حاصل کرے۔ آپ نے ظاہر ہے واضح طور پر تو کچھ نہیں کہنا بس کوئی ایسا اشارہ کرنا ہے جس سے وہ کنفرم ہو جائے۔“..... عمران نے کہا۔

”بس یا اور کوئی بات بھی کرنی ہے۔“..... سرسلطان نے جواب دیا۔

”بات تو بڑی ضروری ہے مگر۔“..... عمران نے کہا۔

”کون سی۔ جلدی بتاؤ۔“..... سرسلطان نے چونک کر کہا۔

”مچھلی منڈی کے تازہ ترین بھاء معلوم کرنے تھے۔ سنا ہے آپ پھلتی۔“..... عمران کی زبان ردان ہو گئی۔

”خدا حافظ۔“..... دوسری طرف سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”سرسلطان کو واقعی بے حد جلدی تھی لیکن عمران صاحب حکومتی سطح پر تو ظاہر ہے ڈاکٹر نصیب علی کو زندہ قرار نہیں دیا جاسکتا چاہے وہ زندہ ہی کیوں نہ ہوں۔ پھر بلیک کیوں سرسلطان کو فون کرے

”اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ ٹھیک ہے۔ اس پر کام ہو سکتا ہے۔“

عمران نے کہا۔

عمران کے کہا۔
 " لیکن وہ آپ کا دوست ہے۔ " .. بلیک فیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوست اس وقت تھا جب وہ پاکیشیا کے مفاد کے خلاف کام نہیں کرتا تھا۔ اب جب اس نے پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام شروع کر دیا ہے تو اب وہ دوست نہیں دشمن ہے۔ عمران نے استہانی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میرا مطلب تھا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں جا کر گریٹ لینڈ میں ٹارڈ ٹاکس اور بلیک کے خلاف کام کروں۔..... بلیک نیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

- نہیں۔ جہاڑی یہاں موجودگی اس وقت تک ضروری ہے جب تک فین سوسائٹی کا مکمل طور پر خاتمہ نہیں ہو جاتا کیونکہ بلیک بے حد تیز اور ذہین ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور انداز میں یہاں آکر کام کرے البتہ میں فین ساتھ لے کر گریٹ لینڈ جا کر اس سوسائٹی کے خلاف کام کرتا ہوں۔ تم نے یہاں ہر طرف سے محتاط رہنا ہے۔“

عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون سی ٹیم لے جائیں گے آپ..... بلیک زرو لے پوچھا۔
میرے ساتھ صاف اور ٹائنگر جائیں گے..... عمران نے کہا تو
بلیک زرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے

گا۔ بلیک زیرو نے کہا۔

وہ بے حد ذہین اور تیز آدمی ہے۔ وہ اشارے سے ہی اصل بات تک پہنچ جاتا ہے اور سوائے سر سلطان کے اور اس کے پاس اس کی تصدیق یا تردید کرانے کا کوئی ذریعہ نہیں اس لئے میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر سر سلطان کو بتا دیا ہے۔ اب سر سلطان محتاط رہیں گے..... عمران نے جواب دیا اور بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلایا۔

میرا خیال ہے عمران صاحب اس فہین سوسائٹی کا خاتمہ ابتداء میں ہو جانا چاہیے کیونکہ میری چچی حس کہہ رہی ہے کہ یہ سوسائٹی لامحالہ کسی نہ کسی انداز میں پاکیشیا کے خلاف کام کرتی رہے گی۔ ... بلکہ زبردستی کہا۔
الجر العسر

ہاں۔ میں بھی سوچ رہا ہوں۔ وہ انگریزی زبان کا محاورہ ہے کہ برائی کو پھٹنے پھوٹنے سے بچنے ہی ختم کر دینا چاہئے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ اجنبی خفیہ رہتے ہیں۔ آج تک حکومت گریٹ بریٹین ان کا مرکزی ہیٹ ورک دریافت نہیں کر سکی۔ اب بھی صرف لارڈ لاکسن سلسلے ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ لارڈ لاکسن کو جیسے ہی قابو میں کیا گیا وہ کسی نہ کسی انداز میں خود کشی کر لے گا کیونکہ ان لوگوں کا یہی طریقہ کار ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اس بلیک کے ذریعے بھی تو آگے بڑھا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ بلیک
 زرد نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

میں سر..... جو یا کا بچہ یکخت مودبانہ ہو گیا۔

”میں عمران کو صالحہ اور ٹانگیر کے ساتھ ایک خصوصی مشن پر گریٹ لینڈ بھیجا رہا ہوں۔ تم صالحہ کو اطلاع کر دو کہ وہ مشن پر جانے کے لئے تیار رہے۔“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کیا مشن پر صرف صالحہ ہی جائے گی سر..... جو یا کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ہاں۔ یہ مشن ایسا ہے کہ اس میں صالحہ سے ہی کام لیا جاسکتا ہے۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تم نے اب ہر طرح سے محتاط رہنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بلیک یہاں میری عدم موجودگی میں کوئی واردات کر جائے۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔“..... بلیک زرو نے جواب دیا اور عمران اسے خدا حافظ کہہ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہیردفی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اثرات تھے۔

”یہ صالحہ کا انتخاب آپ نے کس بنیاد پر کیا ہے۔“..... بلیک زرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ صالحہ کے والد کے تعلقات گریٹ لینڈ کے بڑے بڑے لارڈز سے بہت قریبی رہے ہیں اور صالحہ بھی تقریباً تمام بڑے بڑے لارڈز سے واقف ہے۔ اگر یہ لارڈ لاکسن واقعی لارڈ ہے تو صالحہ لازماً اسے قریب سے جانتی ہوگی اور اگر نہیں ہے تو لامحالہ کسی نہ کسی دوسرے لارڈ کے ذریعے بھی لارڈ لاکسن تک پہنچ سکتی ہے۔ میں لارڈ لاکسن کو اس انداز میں گھیرنا چاہتا ہوں کہ اسے آخری لمحے تک یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ اسے گھیر لیا گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ واقعی حیرت انگیز انداز میں معاملات کو ذیل کرتے ہیں۔“

بلیک زرو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”ہر مشن پر اس کے انداز میں کام کرنا پڑتا ہے۔ اندھے کی لافٹھی کی طرح صرف ہوا میں لافٹھیاں گھمانے سے ہر مشن مکمل نہیں ہو سکتا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جو یا بول رہی ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جو یا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسیلنٹ۔“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

یا ہے۔..... آسکر نے چونک کر کہا۔
 "نہیں ہاس۔ وہ وہاں جا کر ہلاک ہو چکا ہے۔..... بلیک زبرد
 نے کہا۔
 "کیا مطلب۔ کیا تمہیں یہاں بیٹھے بیٹھے اطلاع مل گئی ہے۔"
 آسکر نے حیران ہو کر کہا۔
 "اگر آپ اجازت دیں تو میں آفس آجاؤں۔ پھر تفصیل سے بات
 ہو جائے گی۔..... دوسری طرف سے بلیک نے کہا۔
 "ٹھیک ہے آجاؤ۔..... آسکر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس
 کے چہرے پر حیرت اور لہجے کے تاثرات نمایاں تھے۔
 "یہ کیسے ممکن ہے اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تو لارڈ برنارڈ کو
 مطمئن کرنا مشکل ہو جائے گا۔..... آسکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر
 تقریباً بیس منٹ بعد دروازہ کھلا اور بلیک اندر داخل ہوا اور اس نے
 آسکر کو سلام کیا۔
 "آؤ بیٹھو بلیک۔ تم نے تو مجھے یہ بات بتا کر چکا کر رکھ دیا
 ہے۔..... آسکر نے کہا تو بلیک بے اختیار مسکرا دیا۔
 "یہ واقعی چکرانے والی بات ہے ہاس۔ مجھے جب پہلی بار معلوم
 ہوا تو میں بھی چکا گیا تھا لیکن پھر میں نے اسے کنفرم کیا ہے۔"
 بلیک نے کہا۔
 "مجھے تفصیل بتاؤ کیونکہ یہ تفصیل لارڈ لاکسن کو بتانی ہوگی۔"
 آسکر نے کہا۔

فین سوسائٹی کا چیف آسکر اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ
 فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آسکر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 "ہیں۔..... آسکر نے کہا۔
 "بلیک کی کال ہے ہاس۔..... دوسری طرف سے اس کی
 سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 "بات کراؤ۔..... آسکر نے کہا۔
 "ہیلو۔ بلیک بول رہا ہوں ہاس۔..... چند لمحوں بعد بلیک کی
 آواز سنائی دی۔
 "ہیں۔ آسکر بول رہا ہوں۔..... آسکر نے کہا۔
 "ہاس۔ ڈاکٹر نصیب علی والا مشن تو ختم ہو چکا ہے۔ دوسری
 طرف سے بلیک نے کہا تو آسکر بے اختیار چونک پڑا۔
 "ختم ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے اسے وہاں سے برآمد کر

مانڈ جلنے کی کوشش کرتا لیکن چونکہ ڈاکٹر نصیب علی فوت ہو چکا تھا اس لئے اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی لیکن اس کے باوجود میں نے اس کی اطلاع کو کنفرم کیا۔۔۔۔۔ بلیک زبرد نے کہا۔
 ”اچھا۔ کیسے؟“۔۔۔۔۔ آسکر نے چونک کر پوچھا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان ہیں۔ وہ انتہائی با اصول آدمی ہیں۔ بالکل ہمارے گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری لارڈ برنارڈ کی طرح۔ چونکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج ہیں اس لئے وہی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق رہتے ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سینٹ اپ اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ پاکیشیا کا کوئی اہم واقعہ ان کی نظروں سے نہیں بچ سکتا اس لئے مجھے معلوم تھا کہ سر سلطان کو اس بارے میں علم ہو گا لیکن ظاہر ہے میں ان سے براہ راست تو اس معاملے میں بات نہیں کر سکتا اور میں عمران کے ساتھ ایک بار ان سے مل چکا ہوں اس لئے میں نے انہیں فون کیا تو وہ کسی ضروری میٹنگ میں شریک تھے۔ ان کے پی اے نے مجھے بتایا کہ میں دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں۔ چنانچہ میں نے دوبارہ فون کیا اور سر سلطان سے بات ہوئی۔ میں نے جب انہیں اس فکشن میں عمران کے ساتھ اپنی ملاقات کا تفصیلی ریفرنس دیا تو انہیں یاد آگیا۔ انہوں نے فون کرنے کی وجہ پوچھی تو میں نے انہیں تفصیل بتائی اور کہا کہ عمران سے میری بات ہوئی ہے لیکن عمران میری بات کو سنجیدگی سے نہیں لے

”آپ کو تو معلوم ہے کہ عمران سے میرے طویل عرصے سے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اور عمران جب بھی گریٹ لینڈ آئے تو وہ مجھ سے ضرور ملتا ہے۔ اس طرح جب مجھے اپنی بجنسی کے لئے پاکیشیا جانا پڑتا ہے تو میں عمران سے ضرور ملتا ہوں اور چونکہ پاکیشیا میں ڈاکٹر نصیب علی کو تلاش کرنا خاصا دشوار مرحلہ ہوتا اس لئے میں نے عمران کو دوستانہ طور پر فون کیا اور اسے یہ اطلاع دے دی کہ فیبن سوسائٹی ڈاکٹر نصیب علی کو اغوا کرنے کے لئے پاکیشیا میں کام کر رہی ہے۔ میرا مقصد تھا کہ عمران محتاط ہو جائے گا اور پھر میں اپنی بجنسی کے کسی مشن پر پاکیشیا جا کر اس کے ذریعے ڈاکٹر نصیب علی کا سراغ لگاؤں گا لیکن عمران نے بتایا کہ ڈاکٹر نصیب علی پاکیشیا پہنچ جانے کے چند ماہ بعد ہارٹ اٹیک سے وفات پا گیا ہے۔“۔۔۔ بلیک نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس نے دانستہ جھوٹ بولا ہو۔“۔۔۔ آسکر نے کہا۔

”اے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ اسے یہ تو معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ میں اس کے خلاف کام کر رہا ہوں۔ میں نے تو اسے دوست بن کر اطلاع دی تھی۔ میرے سامنے تو اسے جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی نہ تھی اور میں اس کی عادت جانتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر نصیب علی فوت نہ ہو چکا ہوتا تو وہ لازماً مجھے فیبن سوسائٹی کے ان آدمیوں کے بارے میں کریدنے کی کوشش کرتا یا میری اطلاع کا

درمیر میں کرنے شروع کر دیے۔

لارڈ لاکسن مینشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نوائی آواز

سنائی دی۔

آسکر بول رہا ہوں لارڈ صاحب سے بات کراؤ..... آسکر نے

کہا۔

ہولڈ آن کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلو..... چند لمحوں بعد لارڈ لاکسن کی بھاری اور مخصوص آواز

سنائی دی۔

آسکر بول رہا ہوں لارڈ صاحب..... آسکر نے مودبانہ لہجے میں

کہا۔

ہیں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے..... لارڈ لاکسن نے

تدریس یافتہ شگوارے سے لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر نصیب علی جے پاکیشیا سے برآمد کرانا تھا وہ پاکیشیا پہنچنے

کے چند ماہ بعد ہارٹ ایک میں ہلاک ہو چکا ہے..... آسکر نے کہا۔

کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی..... لارڈ لاکسن کے لہجے میں یقین

انتہائی حیرت ابھرائی تھی۔

میں لارڈ..... آسکر نے جواب دیا۔

کیسے اطلاع ملی ہے اور کیا یہ اطلاع کنفرم ہے..... لارڈ

لاکسن نے کہا تو آسکر نے جواب میں ہلکے سے ہونے والی تمام بات

حیرت دہرائی۔

رہا اس لئے انہیں فون کیا ہے کہ وہ یہ اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس

کے چیف کو پہنچا دیں جس پر انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اب ایسی

کسی اطلاع کا کسی کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچ سکتا اور بات ختم

کر دی۔ اس طرح انہوں نے کنفرم کر دیا کہ ڈاکٹر نصیب علی واقعی

ہلاک ہو چکا ہے..... ہلکے نے کہا۔

لیکن انہوں نے کوئی واضح بات تو نہیں کی..... آسکر نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ جب حکومت گرٹ لینڈ اور حکومت پاکیشیا دونوں ہی

پہلے ڈاکٹر نصیب علی کو فوت شدہ ظاہر کر چکی ہیں تو اب سر سلطان

جیسے بااِصول سیکرٹری کیسے اس کی زندگی یا دوبارہ موت کے بارے

میں واضح بات کر سکتے ہیں اس لئے انہوں نے اشارے سے بات کر

دی جو بہر حال واضح طور پر کنفرمیشن ہی ہے..... ہلکے نے کہا تو

آسکر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تمہاری بات درست ہے تو پھر میں لارڈ لاکسن کو کہہ دوں۔“

آسکر نے کہا۔

”ظاہر ہے ہاں۔ اب مردے کو تو زندہ نہیں کیا جاسکتا۔“ ہلکے

نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ تم جاسکتے ہو..... آسکر نے کہا تو ہلکے

انھہ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے جانے کے

کچھ دور بعد آسکر نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھایا

"اوہ - وری بیڑ۔ اس بات کا تو تصور ہی نہ تھا لیکن اب لارڈ برنارڈ کو کیسے مطمئن کیا جاسکتا ہے۔"..... لارڈ لاکسن نے کہا۔

"آپ انہیں تفصیل بتا دیں بلکہ انہیں کہیں کہ وہ بے شک پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے بھی پوچھ لیں۔ اب جب ایک آدمی مر ہی جائے تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔"..... آسکر نے جواب دیا۔

"ہو نہ۔ ٹھیک ہے میں ان سے بات کر لوں گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انہیں کیسے مطمئن کیا جائے کہ فین سوسائٹی گریٹ لینڈ کی ہمدرد ہے۔"..... لارڈ لاکسن نے کہا۔

"وہ کوئی اور مشن بتا دیں۔ ہم وہ پورا کر دیں گے۔"..... آسکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن اسرائیلی حکام کا ہم پر دباؤ ہے کہ ہم اب کھل کر پاکیشیا کے خلاف کوئی ایسا مشن مکمل کریں جس سے انہیں زبردست نقصان پہنچے۔ پاکیشیا اس وقت اسرائیل کا دشمن شہر ایک ہے۔ میں نے تو انہیں آفر کی تھی کہ ہم پاکیشیا کے صدر کا خاتمہ کر دیتے ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ اس سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا صدر آجائے گا۔ وہ شخصیت نہیں بلکہ سینیٹی نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکیشیا کی انینک لیبارٹریاں تباہ ہونا ضروری ہیں لیکن میں نے ان سے معذرت کر لی کہ یہ کام فین سوسائٹی نہیں کر سکتی۔ یہ بہت بڑا کام ہے البتہ

پاکیشیا کی کوئی عمارت، کوئی اہم پل وغیرہ تباہ کرایا جاسکتا ہے جس پر انہوں نے کہا کہ وہ اس بارے میں تفصیلی مشورہ کر کے کوئی ماسک ہمارے ذمے لگائیں گے۔"..... لارڈ لاکسن نے کہا۔

"یقین لارڈ کیا اب ہم دوسروں کے مشن مکمل کرتے رہیں گے۔ فین سوسائٹی کو اپنے ماسک پر بھی تو کام کرنا چاہیے۔"..... آسکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون سا ماسک۔"..... لارڈ لاکسن نے چونک کر کہا۔
"پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلم ممالک کے خلاف کارروائیاں۔ ایسی دہشت گردانہ کارروائیاں جیسی ہم پہلے گریٹ لینڈ کے خلاف کرتے رہے ہیں۔"..... آسکر نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے خصوصی اسلحہ کی ضرورت ہے اور خصوصی اسلحہ اب اسرائیل نے سپلائی کرنا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ چونکہ اسلحہ انہوں نے سپلائی کرنا ہے اس لئے ماسک کا انتخاب بھی وہ خود ہی کریں گے۔"..... لارڈ لاکسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ کریں لیکن کریں تو ہی۔"..... آسکر نے کہا۔
"تم بے فکر رہو۔ میں ابھی ان سے بات کرتا ہوں۔ پھر ہمیں کال کروں گا۔"..... لارڈ لاکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آسکر نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد میز پر بڑے ہوئے ڈائریکٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آسکر نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

"آسکر بول رہا ہوں"..... آسکر نے کہا۔
 "لارڈ لاکسن بول رہا ہوں آسکر"..... دوسری طرف سے لارڈ
 لاکسن کی آواز سنائی دی۔
 "میں لارڈ..... آسکر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"لارڈ برنارڈ سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر نصیب
 علی کی موت کو اس لئے تسلیم کر لیا ہے کہ اس کی اطلاع عمران نے
 دی ہے۔ وہ عمران سے اچھی طرح واقف ہیں اور پھر جب میں نے
 سر سلطان کی کنفرینس کے بارے میں بتایا تو انہوں نے اسے بھی
 تسلیم کر لیا اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے بہر حال یہ کوشش کر کے
 ثابت کر دیا ہے کہ فہین سوسائٹی اب گریٹ لینڈ کے خلاف کام
 نہیں کرے گی لیکن انہوں نے ایک وارننگ دی ہے کہ اگر فہین
 سوسائٹی نے حکومت پاکستان کے خلاف کوئی کام کیا تو یہ کام گریٹ
 لینڈ کے مجموعی مفادات کے خلاف سمجھا جائے گا کیونکہ ان کا خیال
 ہے کہ اس طرح پاکستان سیکرٹ سروس گریٹ لینڈ کے خلاف کام کر
 سکتی ہے جس پر میں نے انہیں بتایا کہ اسرائیلی حکام کا اصرار ہے کہ
 پاکستان کے خلاف کام کیا جائے تو انہوں نے کہا کہ ایسی صورت میں
 پھر فہین سوسائٹی گریٹ لینڈ تھوڑے دے اور اپنا مرکز کسی اور ملک
 میں بنا لے وہ فہین سوسائٹی کے خلاف دوبارہ کام شروع کر دیا
 جائے گا۔ اس پر میں نے اسرائیلی حکام سے بات کی تو انہوں نے براہ
 راست لارڈ برنارڈ سے بات کی اور پھر مجھے انہوں نے کہا کہ لارڈ برنارڈ

جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔ حکومت پاکستان کے خلاف فہین
 سوسائٹی کے کام کرنے کے جواب میں پاکستان سیکرٹ سروس گریٹ
 لینڈ کے خلاف کام کر سکتی ہے اور یہی وہ کسی صورت میں بھی نہیں
 چاہتے اس لئے اسرائیلی حکام نے تجویز دی ہے کہ ہم فہین سوسائٹی کا
 مرکزی سیٹ اب گریٹ لینڈ سے ہٹا کر سٹار لینڈ جیرے میں قائم کر
 لیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ جیرہ بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے اور
 وہاں درپردہ یہودیوں کا ہی ہولڈ ہے اور وہاں سے کھل کر مسلم
 ممالک کے خلاف کام ہو سکتا ہے..... لارڈ لاکسن نے کہا۔
 "آپ کا مطلب ہے کہ میں اپنا آفس سٹار لینڈ میں شفٹ کر
 لوں..... آسکر نے کہا۔

"ہاں۔ دیکھ بھی وہاں میرا ذاتی ہوٹل سکائٹا کے نام سے موجود
 ہے۔ اس کے نیچے تہہ خانوں میں تم اپنا سیٹ اپ قائم کر سکتے ہو۔
 احکامات وہاں سے تم اپنے آدمیوں کو پہنچا سکتے ہو۔ اس میں کوئی
 حرج بھی نہیں ہے اور اس طرح ہم گریٹ لینڈ کے حکام کے دباؤ سے
 بھی نکل جائیں گے..... لارڈ لاکسن نے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم ہو لارڈ۔ آپ بہر حال سوسائٹی کے جیڑمین
 ہیں..... آسکر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا کیونکہ وہ خود
 بھی سٹار لینڈ شفٹ ہونا چاہتا تھا کیونکہ جو سودیات اور جو تفریحات
 وہاں موجود تھیں ان کا عشر عشر بھی گریٹ لینڈ میں وہ حاصل نہ کر
 سکتا تھا۔

”اوکے۔ میں سکائا ہو مل کے جنرل مینجر کو آرڈر دے دیتا ہوں۔
تم اس سے مل لو اور جس طرح تم چاہو گے ویسے ہی وہ کرے
گا۔“ لارڈ لاکسن نے کہا۔

”میں سر۔۔۔۔۔ آسکر نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم
ہوتے ہی اس نے بے اختیار مسرت بھرا طویل سانس لیتے ہوئے
رسیور رکھ دیا۔

گرینٹ لینڈ کے دارالحکومت کی ایک رہائشی کوٹھی میں عمران،
صالحہ اور ٹائیگر تینوں موجود تھے۔ وہ آج ہی پاکیشیا سے گرینٹ لینڈ
پہنچے تھے اور ایئر پورٹ سے سیدھے اس کوٹھی میں آگئے تھے۔ عمران
میک اپ میں تھا لیکن میک اپ پاکیشیائی ہی تھا جبکہ ٹائیگر اصل
شکل میں تھا اور صالحہ بھی اپنی اصل شکل میں ہی تھی۔
”عمران صاحب اس کوٹھی کا بندوبست کیا آپ نے پہلے ہی کر لیا
تھا۔۔۔۔۔ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے میں کیا اور میری حیثیت کیا کہ میں گرینٹ لینڈ میں اتنی
بڑی کوٹھی کا بندوبست کر سکوں۔ پاکیشیا میں رہائش گاہ کا بندوبست
تو مجھ سے ہونہیں سکا آج تک۔ سو پر فیاض کے فلیٹ پر قبضہ ہی کئے
ہوئے ہوں اور تم یہاں کی بات کر رہی ہو۔ یہ تو تمہارے اس
نقاب پوش لباس کا انتظام ہے۔ ویسے کیا ٹھانٹھ ہیں اس آدمی کے کہ

بس فون کا رسیور اٹھایا، حکم دیا اور پوری دنیا میں اس کے تاؤ بجاتا نے فوراً حکم کی تعمیل کر دی..... عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی اور صالح بے اختیار ہنس پڑی۔

"دلیے آپ کی بات درست ہے۔ بعض اوقات میں سوچتی ہوں کہ آخر وہ کون ہو گا جس کے اس قدر اختیارات ہیں لیکن وہ کسی کے سامنے آج تک نہیں آیا اور ان اختیارات سے اپنے لئے کوئی فائدہ اٹھاتا ہے..... صالح نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر ہے کفوس اور دلیے بھی اسے چنے ملتے ہیں جس کے پاس دانت نہیں ہوتے۔ مجھے ملتے یہ اختیارات پھر دیکھتی تم میرے ٹھاطہ باٹھ۔" عمران نے کہا تو صالح ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ خدا گنچے کو ناخن نہیں دیتا۔" صالح نے چوٹ کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے گنچے کو ناخن تو مل جاتے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی نہیں ملتے۔ جان جو کھوں کے بعد ایک چھوٹا سا چٹیک ملتا ہے وہ آغا سلیمان پاشا کے اکاؤنٹ میں چلا جاتا ہے اور پھر سوائے اس کے طعنے سننے کے اور مجھے کام ہی نہیں رہتا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دلیے شروع شروع میں حقیقت یہی ہے کہ میں آپ کو واقعی بہت مظلوم سمجھتی تھی لیکن بعد میں مجھے مظلوم ہوا کہ آپ یہ سب باتیں دانت کرتے ہیں..... صالح نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی اور دشمن سوائے رقیب

روسیہ۔ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے رقیب رو سفید کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے کیونکہ تنویر دشمنی میں صرف ہوائی ہی اڑا سکتا ہے۔ کوئی جنگی طیارہ تو اڑانے سے رہا..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صالح ایک بار پھر ہنس پڑی جبکہ ایک طرف بیٹھا ہوا ٹائیگر خاموش یہ بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ ان کی باتوں پر مسکرا ضرور رہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صالح بے اختیار چوٹک پڑی۔

"یہاں فون کس نے کیا ہو گا..... صالح نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شہنشاہ جنت کا کوئی تابعی گریٹ لیٹنڈ خداد جن ہو گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھالیا۔ "عالم پناہ بول رہا ہوں..... عمران نے آواز اور لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"فائن بول رہا ہوں جناب۔ لارڈ لاکسن واپس آگئے ہیں اور اس وقت اپنے محل میں موجود ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ہاں۔ اب بولو۔ کیا تم اپنا کام کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو..... عمران نے صالح سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے کوئی ناممکن کام ہو۔ لارڈ لاکسن سے ملنا ہے، مل لیں گے۔ یہ کون سا مسئلہ ہے۔" صالح

نے حیران ہو کر کہا۔

”صرف اتنی بات ہوتی تو جہاز انخاب پوش لباس جنہیں پاکیزہ سے پہاں گریٹ لینڈ بھجوانے کا فرجہ کیوں کرتا۔ جنہیں معلوم ہے کہ وہ ایک ایک پیہر دانتوں سے پکڑنے کا قائل ہے۔ عمر او نے کہا تو صالطہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

”لیکن آپ نے خود مجھے یہی بتایا تھا کہ میں آپ کو اور ٹائیکر لارڈ لاکسن کے محل میں لے جاؤں اور اس سے ملاقات کراؤں۔ باقی کام آپ خود سنبھال لیں گے۔“ صالطہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے یہی کہا تھا اور اب بھی یہی کہہ رہا ہوں۔ تم شاید سمجھ رہی ہو کہ چونکہ لارڈ لاکسن سے تم اپنے والد کے ساتھ کئی بار ملاقات کر چکی ہو اس لئے وہ فوراً جنہیں ملاقات کا وقت دے دے گا اور پھر ملاقات بھی کر لے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرا تو اب بھی یہی خیال ہے۔ ویسے میں اس کی بیٹی اراما کی کلاس فیلو بھی رہی ہوں اور وہ مجھ سے اچھی طرح واقف ہے۔“ صالطہ نے کہا۔

”اس وقت وہ صرف لارڈ تھا لیکن اب اس کی حیثیت فیبن سوسائٹی کے چیئرمین کی ہو چکی ہے۔ ایسا چیئرمین جس کے بارے میں سب کو معلوم ہے اس لئے اب اس سے ملاقات عام حالات میں

نہیں ہو سکتی۔ فرض کیا کہ تم اسے فون کرو اور وہ ملاقات سے انکار کر دے تو پھر تم کیا کرو گی۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ وہ انکار نہیں کر سکتا۔“ صالطہ نے کہا۔

”میں کہہ رہا ہوں کہ فرض کرو کہ وہ انکار کر دے پھر۔“ عمران نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

”پھر میں زبردستی اس کے محل میں داخل ہو جاؤں گی اور کیا کروں گی۔“ صالطہ نے لہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جنہیں معلوم ہے کہ اس کی بیٹی کہاں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میری اس سے کافی عرصے سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔“ صالطہ نے کہا۔

”تو پھر سنو۔ ہم نے ہر صورت میں اس محل میں اس انداز میں داخل ہونا ہے کہ اس وقت تک کوئی حرکت میں نہ آئے جب تک ہم لارڈ تک نہ پہنچ جائیں اور لارڈ نے پاکیشیا کا نام سنتے ہی ملاقات کرنے سے انکار کر دیتا ہے اس لئے میں جنہیں اس کا طریقہ کار بتاتا ہوں۔ تم لارڈ مینشن میں فون کر کے اس کی بیٹی اراما کے بارے میں معلومات حاصل کرو اگر وہ محل سے باہر کہیں ہو تو پھر تم اس سے ملاقات ملے کرو اور ہمارے ساتھ اس سے ملاقات کرو اور اگر وہ محل میں موجود ہو تو اسے محل سے باہر کہیں بلاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھ گئی۔ آپ اس ملاقات کے لئے اراما کو استعمال

کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر لارڈ اس قدر محتاط ہے تو وہ ارما کے کہنے پر بھی ہمیں وہاں نہیں بلائے گا..... صالحہ نے کہا۔

"لیکن ارما تو جب چاہے محل میں جا سکتی ہے یا نہیں؟" عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ تو تمہارے ذہن میں یہ بات ہے کہ میں ارما کے روپ میں وہاں جاؤں لیکن عمران صاحب ارما اور مجھ میں جسمانی لحاظ سے بہت فرق ہے۔ میں ارما کا روپ کسی طرح بھی نہیں دھار سکتی۔" صالحہ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ پاکیشیا میں تم سے ارما کے بارے میں سوالات پوچھنے کی اصل وجہ بھی یہی تھی لیکن ارما اپنے مہمانوں کو تو لے جا سکتی ہے۔ چاہے اس حصے میں کیوں نہ لے جائے جہاں لارڈ صاحب موجود نہ ہوں..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ارما ایسا نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا کرنے سے اسے بھی خصوصی طور پر منع کر دیا گیا ہو۔" صالحہ نے کہا۔

"جو کچھ تم نے مجھے ارما کے متعلق بتایا ہے اگر وہ درست ہے تو پھر وہ تمہیں لے جائے یا نہ لے جائے مجھے ضرور لے جائے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"اوہ۔ تو یہ دعویٰ ہے لیکن ارما غیر ملکی مردوں سے فری ہی نہیں ہوتی..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے بات تو کرو۔ پھر جیسے بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ میرا نام عالم پناہ ہے اور میرا پاکیشیا میں ہوٹل بزنس ہے اور میں اس کاروبار کا کنگ کہلاتا ہوں اور ٹائیکر میرا سیکرٹری ہے۔" عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ یہ باتیں پہلے بھی سمجھے ہوتا چکے ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے۔" صالحہ نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"لارڈ لاکسن مینشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مس ارما لاکسن ہیں۔ میں ان کی دوست صالحہ بول رہی ہوں..... صالحہ نے کہا۔

"آپ کہاں سے کال کر رہی ہیں؟..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ہمیں دارالحکومت سے۔ کیوں؟..... صالحہ نے کہا۔

"جی اس لئے پوچھا تھا کہ میں مس صاحبہ کو بتا سکوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے..... صالحہ نے کہا اور چند لمحوں بعد ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ میں ارما لاکسن بول رہی ہوں..... بولنے والی کی آواز بے حد نرم اور نازک تھی۔

"صالحہ بولی رہی ہوں ارما..... صالحہ نے شرخ لہجے میں کہا۔
 "ارے صالحہ تم کہاں سے بولی رہی ہو..... ارما نے انتہائی
 خوشگوار لہجے میں کہا۔
 "میں دارالحکومت سے بولی رہی ہوں۔ کیا تم محل میں گھس کر
 بیٹھنے کی عادی ہو گئی ہو۔ باہر نکلنا کہ کہیں کھلی جگہ پر گپ شپ ہو
 جائے۔ میرے ساتھ میرے ایک دوست ہیں عالم پناہ۔ انتہائی
 خوبصورت باتیں کرتے ہیں۔ میں انہیں بھی تم سے ملانا چاہتی
 ہوں۔" صالحہ نے کہا۔

"اوہ صالحہ ڈیروری سوری۔ چند باتیں ہیں جن کی وجہ سے فی
 الحال میں محل سے باہر نہیں آسکتی اور نہ ہی تمہیں محل میں آنے کی
 دعوت دے سکتی ہوں۔ وجوہات نہ پوچھنا اس لئے فی الحال تو
 سوری۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ارے ارے۔ ایسی کیا بات ہو گئی ہے۔ کیا شادی وغیرہ کا کوئی
 سلسلہ ہے..... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شادی میں تو یہ پابندی نہیں ہوتی۔ ڈیڈی کی جائیداد کا کوئی
 ٹھگڑا ہے اور کچھ ایسے مسائل ہیں جنہیں اوپن نہیں کیا جاسکتا۔" ارما
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں انکل کو فون کر کے ان سے بات کر لوں۔ مجھے
 یقین ہے کہ وہ مجھے انکار نہیں کریں گے....." صالحہ نے کہا۔

"نہیں صالحہ۔ جب وہ مجھ پر پابندی لگا سکتے ہیں تو باقی تم خود کچھ

سکتی ہو....." ارما نے کہا۔

"اچھا چلو اب مزید تو کوئی بات ہی نہیں رہی....." صالحہ نے
 کہا۔

"ناراض نہ ہونا ڈیر میری مجبوری ہے۔ بہر حال گڈ بائی۔"
 دوسری طرف سے ارما نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو
 صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے
 بہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات تھے۔

"اب بتاؤ۔ تمہارا تو خیال تھا کہ تم لارڈ کو فون کر دو گی اور وہ
 تمہارا شایان شان استقبال کرے گا....." عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

"میرے تصور میں بھی ایسے حالات نہ تھے لیکن اب کیا کرنا ہے۔
 آپ کے ذہن میں لازماً کوئی پلاننگ ہوگی....." صالحہ نے کہا۔

"تم خود بتاؤ۔ ارما کے اس جواب کے بعد تمہارے ذہن میں کیا
 پلاننگ ہو سکتی ہے....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہی کر سکتی ہوں کہ زبردستی اندر گھس جاؤں اور کیا ہو
 سکتا ہے....." صالحہ نے کہا۔

"ایسا ناممکن ہے۔ لارڈ لاکسن دہشت گرد تنظیم کا چیئرمین ہے
 اس لئے اس کے محل میں اس انداز میں گھسنا خود کشی کے مترادف

ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"پھر آپ خود بتائیں۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آ رہی۔"

صالحہ نے کہا۔

”لارڈ لاکسن سے بات کرو اور اسے کہو کہ تم ہر قیمت پر ارما سے ملنا چاہتی ہو چاہے یہ ملاقات محل کے گیٹ پر کیوں نہ ہو۔ ہمارے بارے میں کچھ نہ کہنا“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اگر معمولی سی گنجائش بھی ہوتی تو ارما اس انداز میں مجھے جواب نہ دیتی۔ لارڈ نے صاف جواب دے دینا ہے“..... صالحہ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر بریس کرنے شروع کر دیے۔

”اب تم نے خاموش رہنا ہے“..... عمران نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

”لارڈ لاکسن سینشن“..... وہی پہلے والی نسوانی آواز سنائی دی۔

”صالحہ بول رہی ہوں میں جس نے پہلے ارما سے بات کی تھی۔ لارڈ صاحب سے بات کراؤ میری“..... عمران نے صالحہ کی آواز میں کہا۔

”صالحہ۔ اوہ نہیں۔ آپ صالحہ نہیں بول رہیں۔ کمپیوٹر بتا رہا ہے کہ آپ وہ صالحہ نہیں ہیں“..... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اوہ۔ اس قدر سخت انتظامات ہیں کہ وہاں باقاعدہ وائس چیکنگ کمپیوٹر نصب ہے“..... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب تمہیں احساس ہوا ہوگا کہ اصل مسئلہ کیا ہے لیکن ہم نے ہر صورت لارڈ تک رسائی حاصل کرنی ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن کس طرح۔ لارڈ نے تو ہر راستہ بند کر رکھا ہے“۔ صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ اب واقعی اس بارے میں سوچنا پڑے گا“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ میرے ذہن میں ایک تجویز موجود ہے“..... اچانک اب تک خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

”کون سی“..... عمران نے چونک کر پوچھا اور صالحہ بھی چونک کر ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگی۔

”یہاں ایسے لارڈ بھی ہوں گے جن کے گہرے تعلقات اس لارڈ لاکسن سے ہوں گے۔ ان میں سے کسی کو کور کر کے لارڈ لاکسن تک پہنچا جاسکتا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ ایک منٹ میں چیک کرتا ہوں“۔ عمران نے کہا۔

”لیکن اس کے تمام دوستوں کی آوازیں تو اس کمپیوٹر میں لازماً فیلڈ ہوں گی“..... صالحہ نے کہا۔

”ہوتی رہیں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر بریس کرنے شروع کر دیے۔

”لارڈ جنگ کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

"نہیں۔ یہ کام میں خود بھی کر سکتا ہوں۔ اُسکے گٹھ بانی۔"
 عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے نوٹ آنے پر انگوائری کے
 نمبر پریس کئے اور پھر انگوائری سے اس نے نمبر معلوم کئے اور پھر
 رسیور رکھ دیا۔

"اب تم خود محل فون کرو اور لارڈ لاکسن سے بات کرو اور اس
 پر زور دو کہ وہ ارنا سے چہاری ملاقات کرا دے۔"..... عمران نے
 کہا۔

"لیکن وہ فون آپریٹر۔ وہ کیا کہے گی؟....." صالحہ نے کہا۔
 "جو مرضی آئے کہہ دینا۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو
 صالحہ نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 "لارڈ لاکسن مینشن۔"..... دوسری طرف سے وہی نسوانی آواز
 سنائی دی۔

"صالحہ بول رہی ہوں۔ اب جہارا کپیوٹر کیا کہہ رہا ہے کہ اب
 میں اصل ہوں یا نقل۔"..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے لہجے میں
 کہا۔

"اب۔ اب تو آپ وہی ہیں لیکن پہلے تو کپیوٹر نے آپ کی آواز کو
 غلط قرار دیا تھا۔"..... دوسری طرف سے فون آپریٹر نے اہتائی حیرت
 بھرے لہجے میں کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"جہارا کپیوٹر بے حد حساس ہے شاید۔ اس وقت میرے منہ
 میں ثانی تھی جس کی وجہ سے بولتے ہوئے ہوٹ چپک جاتے تھے۔

سنائی دی تو صالحہ بے اختیار اچھل پڑی۔ وہ شاید یہ کبھی تھی کہ
 عمران لارڈ لاکسن کے محل فون کر رہا ہے لیکن جب دوسری طرف
 سے لارڈ لاکسن کا نام لیا گیا تو وہ چونک پڑی۔
 "فائن سے بات کرو۔ عالم پناہ بول رہا ہوں۔"..... عمران نے
 کہا۔

"ہولڈ کریں۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیلو۔ فائن بول رہا ہوں۔"..... چند لمحوں بعد اس کی آواز سنائی
 دی جس نے پہلے عمران کو فون کر کے لارڈ لاکسن کی محل میں آمد کے
 بارے میں اطلاع دی تھی۔
 "عالم پناہ بول رہا ہوں۔"..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں
 کہا۔

"میں سر۔ فرمائیے۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "لارڈ صاحب کی واپسی کہاں سے ہوئی ہے۔"..... عمران نے
 پوچھا۔

"سٹار لینڈ جہاز سے۔ وہاں ان کا مشہور ہوٹل سکانا ہے اور وہ
 اکثر وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔"..... فائن نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

"وہاں کا جنرل منیجر کون ہے۔"..... عمران نے پوچھا۔
 "مجھے تو معلوم نہیں۔ ولیے اگر آپ کہیں تو میں فون کر کے
 معلوم کر سکتا ہوں۔"..... فائن نے کہا۔

شاید اسی لئے ہمارے کمپیوٹر نے مجھے غلط قرار دے دیا تھا۔ صالطہ نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ فرمائیے۔“ لڑکی نے اس بار مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

”لارڈ صاحب سے میری بات کراؤ۔“ صالطہ نے کہا۔

”لارڈ صاحب سے۔ مگر۔“ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ میرے انکل ہیں۔ تم انہیں کہو کہ صالطہ بات کرنا چاہتی ہے۔“ صالطہ نے کہا۔

”میں معلوم کرتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ لارڈ لاکسن بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”انکل میں صالطہ بول رہی ہوں۔“ صالطہ نے کہا۔

”کیا پاکیشیا سے۔“ لارڈ نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں انکل۔ میں یہاں دارالحکومت آئی ہوئی ہوں۔ میں نے ارام سے بات کی ہے۔ ارام تو بڑی بد تمیز ہو گئی ہے۔ اس نے تو مجھ سے

ملنے سے ہی صاف انکار کر دیا ہے انکل۔ اس لئے میں آپ کو فون کر رہی ہوں کہ اس بد تمیزی پر آپ اس کے کان کھینچیں۔“ صالطہ

نے کہا تو دوسری طرف سے لارڈ لاکسن بے اختیار ہنس پڑے۔

”اس نے یہ بد تمیزی میری دج سے کی ہے صالطہ۔ چند ذاتی

مسائل ایسے ہیں کہ میں نے اس پر پابندیاں لگا دی ہیں۔“ لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انکل یہ پابندیاں دوسروں کے لئے ہوں گی۔ میرے لئے تو

نہیں ہوں گی۔“ صالطہ نے اٹھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سب کے لئے ہیں۔ آئی ایم سوری صالطہ۔“ دوسری طرف

سے اس بار قدرے خشک لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ

ختم ہو گیا تو صالطہ نے منہ پٹاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یہ تو انتہائی خوفزدہ ہو چکے ہیں۔“ صالطہ نے کہا تو عمران بے

اختیار ہنس پڑا۔

”خوفزدہ نہیں محتاط کہو۔“ عمران نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر

اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سکاٹا ہو مل۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک

نسوانی آواز سنائی دی۔

”لارڈ لاکسن بول رہا ہوں۔ بات کراؤ۔“ عمران کے منہ سے

لارڈ لاکسن جیسی آواز سنائی دی۔

”ییس سر۔ ییس سر۔“ دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے

ہوئے انداز میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ آسکر بول رہا ہوں لارڈ صاحب۔ چند لمحوں بعد ایک

مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”کیا رپورٹ ہے۔“ عمران نے ویسے ہی اندھیرے میں تیر

چلاتے ہوئے کہا کیونکہ وہ نہ آسکر کو جانتا تھا اور نہ اسے معلوم تھا کہ آسکر کا عہدہ کیا ہے۔ ویسے اس نے جان بوجھ کر جنرل نیلبر سے بات کرانے کا نہ کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ لارڈ کا وہاں کوئی اور خفیہ سیٹ اپ بھی ہو۔

"بلیک سے ابھی تھوڑی دیر پہلے میری بات ہوئی ہے۔ میں نے اسے یہ بتانے کے لئے فون کیا تھا کہ آپ کے حکم پر سوسائٹی کا مرکزی آفس دارالحکومت سے یہاں شفٹ کر دیا گیا ہے تاکہ وہ یہاں رابطہ کر لیا کرے۔ اس نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا میں اس نے عمران کے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ وہاں سے اس کے ملازم نے کہا ہے کہ عمران موجود نہیں ہے جس پر بلیک نے اسے کہا کہ وہ اسے تلاش کر کے اس سے بات کرانے کیونکہ وہ اسے اہم اطلاع دینا چاہتا ہے تو آخر کار اس ملازم نے بتایا کہ وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ بلیک کا کہنا ہے کہ عمران لازماً سوسائٹی کے خلاف کام کرنے گریٹ لینڈ پہنچا ہو گا۔ ویسے اس نے اپنے طور پر دارالحکومت میں عمران کی تلاش شروع کرادی ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ سوسائٹی کو بھی الٹ کر دیا جائے۔ خاص طور پر لارڈ صاحب کو کہا جائے کہ وہ انتہائی محتاط رہیں کیونکہ اس کے خیال کے مطابق آپ کی ملاقات لارڈ برنارڈ سے ہو چکی ہے اور عمران کے لارڈ برنارڈ سے خاصے گہرے تعلقات ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ آپ کے بارے میں اسے معلوم ہو گیا ہو۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ لارڈ صاحب پہلے ہی انتہائی محتاط ہیں۔ دوسری

طرف سے آسکر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
"کیا یہ ضروری ہے کہ عمران اگر ملک سے باہر گیا ہے تو لازماً یہاں سوسائٹی کے خلاف ہی کام کرنے آیا ہو گا؟..... عمران نے کہا۔
"بلیک کا خیال ہے لارڈ۔ وہ اس عمران سے انتہائی مرعوب ہے۔ ویسے اس کی بات سن کر میرا دل چاہتا ہے کہ یہ واقعی دارالحکومت آ جائے اور پھر ہم اسے بتائیں کہ فین سوسائٹی کیا حیثیت رکھتی ہے؟..... دوسری طرف سے آسکر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"تم کیا کر لو گے؟..... عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

"پہلے تو مجھے فکر ہوتی کہ سوسائٹی کا ہیڈ کو ائر دارالحکومت میں تھا لیکن اب جبکہ ہیڈ کو ائر یہاں شفٹ ہو گیا ہے تو اب میں پورے دارالحکومت کی اینٹ سے اینٹ بجاسکتا ہوں اور حکومت گریٹ لینڈ اب لاکھ کو شش کر لے وہ ہمارے خلاف کچھ نہ کر سکے گی۔" آسکر کے لہجے میں غصہ موجود تھا۔

"ابھی ان اندازوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلیک کی رپورٹ مل جائے پھر دیکھیں گے؟..... عمران نے کہا۔
"لارڈ صاحب۔ پاکیشیا میں جو مشن بھیجا تھا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟..... آسکر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
"پہلے اس عمران کے بارے میں حتیٰ معلومات مل جائیں پھر بھیجنا..... عمران نے کہا۔

"بس لارڈ..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اذکے کہہ

"ہاں۔ اگر آپ اجازت دیں تو پہلے اس بلیک کو کور کر لیا جائے"..... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ وہ اس قدر اہم مہرہ نہیں ہے کہ اس کے پیچھے دقت ضائع کیا جائے۔ ہمیں اب فوری طور پر سٹار لینڈ جانا ہو گا۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسلحہ یہاں سے لے لیں"..... ٹائیگر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"بلیک سیکرٹ ہیجٹ ہے۔ اس نے سب سے زیادہ نگرانی اسلحہ فروخت کرنے والوں کی ہی کر رکھی ہو گی۔ ویسے اسلحہ تو سٹار لینڈ میں بھی آسانی سے مل جائے گا"..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کر رہی ہو رکھ دیا۔

"یہ آسکر کون ہے"..... صالح نے کہا۔

"یہ آسکر فین سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہے۔ لاڈلاکسن اپنے اور اپنی بیٹی کے بارے میں جس حد تک غماط ہے اسے دیکھ کر تجھے فائن کی یہ رپورٹ کہ لاڈلان حالات میں بھی سٹار لینڈ گیا ہے، سے شک ہوا تھا کہ سٹار لینڈ میں لامحالہ کوئی اہم کام ہو رہا ہو گا ورنہ اس قدر غماط لاڈلان حالات میں وہاں نہ جاتا اور یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہوسٹل کی فون آپریٹر نے لاڈلا کی آواز سننے ہی رابطہ اس آسکر سے کر دیا اس طرح یہ بات سامنے آگئی کہ فین سوسائٹی کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت سے شغف کر کے سٹار لینڈ میں بنا دیا گیا ہے اور اب وہ لوگ پاکیشیا کے خلاف کسی مشن پر بھی گروپ بھیج رہے تھے اس لئے اب ہمیں فوری طور پر ہیڈ کوارٹر کے خلاف کارروائی کرنا ہو گی"..... عمران نے کہا۔

"تو کیا آپ اب لاڈلاکسن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے"..... صالح نے کہا۔

"لاڈلاکسن سے بھی ہم نے فین سوسائٹی کے مرکزی سیٹ اپ کے بارے میں معلوم کرنا تھا کیونکہ اس لاڈلا کے علاوہ اور کوئی ایسا آدمی سامنے نہ تھا جس کا تعلق سوسائٹی سے ہوتا لیکن اب جبکہ بغیر لاڈلا سے ملے یہ کام ہو گیا ہے تو اب لاڈلا سے ملاقات سے پہلے وہاں کام کرنا ہو گا"..... عمران نے جواب دیا۔

سے بولنے والا بہر حال لارڈ لاکسن ہی تھا۔ وہ ان کی آواز، لہجے اور بولنے کے انداز سے بخوبی واقف تھا لیکن اس کے باوجود اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ معاملات میں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی گریڈ بہر حال موجود ہے لیکن گریڈ کیا ہو سکتی ہے یہ بات باوجود سوچنے کے اس کے ذہن پر واضح نہ ہو رہی تھی۔ ایک عجیب سی بے چینی نے اسے گھیر رکھا تھا لیکن اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ کافی دیر بعد اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے اچانک بلیک کی بات یاد آگئی تھی۔ اس نے ایک بار بتایا تھا کہ عمران دوسروں کی آواز اور لہجے کی اس انداز میں نقل ادا کر لیتا ہے کہ اصل آدمی بھی نہ پہچان سکے لیکن دوسرے لگے اسے اپنے اس خیال پر خود ہی ہنسی آگئی کیونکہ عمران کی تو کبھی لارڈ لاکسن سے ملاقات ہی نہ ہوئی تھی پھر وہ کیسے ان کی آواز اور لہجے اور انداز کی اس طرح نقل کر سکتا تھا کہ آسکر بھی نہ پہچان سکے لیکن پھر اس نے یہ بات بلیک سے کرنے کی ٹھان لی۔ اس نے سسٹن رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہی۔۔۔۔۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک کی مختار آواز سنائی دی۔ چونکہ آسکر کے پاس بلیک کا خصوصی فون نمبر موجود تھا اس لئے اس سے براہ راست رابطہ ہو گیا تھا۔

"آسکر بول رہا ہوں بلیک،" آسکر نے کہا۔

"اوہ باس آپ۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے۔۔۔۔۔" دوسری طرف

آسکر کاٹا ہوٹل کے نیچے تہہ خانوں میں اپنے نئے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکے تثرات نمایاں تھے۔ اس کی ابھی لارڈ لاکسن سے فون پر تفصیلی بات چیت ہوئی تھی اور اس گفتگو نے اسے ہلکے میں ڈال دیا تھا کیونکہ لارڈ لاکسن ابھی ایک روز جیلے یہاں ہیڈ کوارٹر کو چیک کر کے اور اسے آئندہ مشن کے سلسلے میں تفصیلی ہدایات دے کر گئے تھے لیکن پھر ان کے اچانک فون آنے اور فون بھی اس کے نمبر پر براہ راست آنے کی بجائے ہوٹل ایکس چیج کے ذریعے آنے اور پھر پاکیشیا میں مشن سے روکنے سے لے کر بے شمار باتیں ایسی تھیں جنہوں نے آسکر کو ہلکے میں ڈال دیا تھا۔ آسکر کو لارڈ لاکسن کے ساتھ کام کرتے ہوئے طویل عرصہ ہو گیا تھا اور وہ لارڈ لاکسن کی فطرت اور طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس ٹیلی فون کال نے اسے ہلکے میں ڈال دیا تھا۔ گو دوسری طرف

سے بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ عمران دوسروں کی آوازوں اور لہجے کی بڑی کامیاب نقل کر لیتا ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟" اس نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو بوری دنیا جانتی ہے۔ وہ اس معاملے میں جادوگر مگر جاتا ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟" بلیک نے کہا۔
"کیا عمران کسی سے ملے بغیر بھی اس کی آواز اور لہجے کی نقل کر سکتا ہے؟" اس نے کہا۔

"ملے بغیر۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟" بلیک نے کہا۔
"میرا مطلب ہے کہ وہ اس آدمی سے کبھی نہ ملا ہو پھر بھی اس کی آواز اور لہجے کی نقل کر سکتا ہے؟" اس نے کہا۔
"ہاں۔ آپ شاید ذہنی طور پر لہجے ہوئے ہیں۔ آپ کھل کر بات کریں کیا ہوا ہے؟" بلیک نے کہا۔

"مجھے لارڈ صاحب کا فون آیا۔ ان سے میری باتیں ہوئیں لیکن گفتگو ختم ہونے کے بعد میرا ذہن دھڑ گیا ہے کیونکہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں معاملہ گزربے لیکن کوئی بات واضح نہیں ہو رہی۔ چنانچہ مجھے جہادی بات یاد آگئی کہ عمران کسی بھی آدمی کی آواز اور لہجے کی اجڑائی کامیاب نقل کر لیتا ہے لیکن عمران تو کبھی لارڈ لاکسن سے ملا ہی نہیں اس لئے میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا وہ کسی آدمی سے ملے بغیر بھی اس کی آواز کی اس قدر کامیاب نقل کر

لیتا ہے کہ مجھ جیسا آدمی بھی نہ پہچان سکے؟" اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ہاں کہ عمران لارڈ لاکسن سے کسی بھی روپ میں ملا ہو یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے فون پر ان سے کسی بھی دوسرے کے لہجے میں بات کی ہو لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ آپ نے تو اب سٹار لینڈ میں ہیڈ کوارٹر شفٹ کیا ہے۔ دوسرے تو دوسرے خود مجھے بھی اس تبدیلی کا علم آپ کے فون سے ہوا ہے۔ پھر عمران کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ سٹار لینڈ میں ہیں اور آپ کا فون نمبر یہ ہے اور آپ ہی ہیڈ کوارٹر کے انچارج ہیں۔ یہ ساری باتیں تو کسی صورت بھی اسے معلوم نہیں ہو سکتیں اس لئے آپ کا یہ خدشہ بے جا ہے لیکن اس کے باوجود میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ لارڈ صاحب کو خود فون کر کے ان سے معلوم کر لیں اور اگر واقعی کوئی گزربے تو مجھے فوراً اطلاع دیں کیونکہ ایسی صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے لالچالہ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیتا ہے۔" بلیک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر پر حملہ؟ وہ نہیں۔ یہاں تو وہ کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے اور جہادی باتیں سن کر مجھے اب اطمینان ہو گیا ہے کہ میرے خدشات واقعی فصول تھے۔ عمران کو یہاں کے اور میرے بارے میں کسی صورت بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔" اس نے کہا۔

"عمران جیسے شخص سے کچھ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ کہاں سے کچھ معلوم کر سکتا ہے۔ اسی لئے تو اسے عفریت کہا جاتا ہے۔ آپ فون کر کے تصدیق کر لیں یہ بے حد اہم بات ہے۔" بلیک نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے میں پھر تمہیں فون کروں گا۔" آسکر نے کہا اور پھر کریڈل دیا کروٹوں آنے پر ان نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"لارڈ لاکسن مینشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی فونانی آواز سنائی دی۔

"سٹار لینڈ سے آسکر بول رہا ہوں۔ لارڈ سے بات کراؤ۔" آسکر نے سر دھجے میں کہا۔

"ییس سر۔ ہولڈ آن کریں۔" دوسری طرف سے قدرے ہلے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ییس۔" چند لمحوں بعد لارڈ لاکسن کی آواز سنائی دی۔

"آسکر بول رہا ہوں لارڈ صاحب۔" آسکر نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں کال کی ہے۔" لارڈ لاکسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ نے مجھے فون پر کال کر کے جو حکم دیا ہے میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا تھا۔" آسکر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم فٹے میں تو نہیں ہو۔ میں نے تو تم سے

فون پر کوئی بات نہیں کی۔" دوسری طرف سے لارڈ نے جواب دیا تو آسکر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو میرا خدشہ درست نکلا ہے۔" آسکر نے

اجتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا سٹار لینڈ جا کر جہاز اڑھن تو نہیں گھوم گیا۔" لارڈ لاکسن نے اجتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"لارڈ صاحب۔ آپ نے مجھے ہوٹل ایکس پیجنگ کے ذریعے فون کیا اور تفصیل سے باتیں کیں۔ اس وقت تو مجھے شک نہ پڑا لیکن جب

میں نے رسیور رکھا تو میری چھٹی حس نے کسی گڑبڑ کا احساس دلایا لیکن میری سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ پھر مجھے اچانک بلیک کی بات یاد

آئی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ عمران دوسروں کی آواز اور لہجے کی اجتہائی کامیاب نقل کر لیتا ہے لیکن مجھے یقین تھا کہ عمران تو آپ سے کبھی

نہیں ملا لیکن اس کے باوجود جب میری بے چینی ختم نہیں ہوئی تو میں نے بلیک سے بات کی تو بلیک نے کہا کہ عمران نے اگر آپ کی

آواز سن بھی رکھی ہے تب بھی عمران کو یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر سٹار لینڈ میں سکانا ہوٹل میں شفٹ ہو چکا ہے اور

انچارج میں ہوں اور پھر میں مطمئن ہو گیا لیکن بلیک نے کہا کہ میں پھر بھی آپ سے تصدیق کر لوں اور اب آپ نے تصدیق کر دی ہے کہ آپ نے مجھے فون ہی نہیں کیا تھا۔ آسکر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ دوسری بیڈ۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کیا باتیں ہوئی

مکتی..... لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آسکر نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر نون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پر بس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ذہن میں واقعی دھماکے ہو رہے تھے کہ وہ لارڈ لاکسن سمجھ کر اس عمران سے تفصیلی بات چیت کرتا رہا ہے۔

”ہیں..... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک کی آواز سنائی دی۔“
 ”آسکر بول رہا ہوں بلیک.....“ آسکر نے کہا۔

”ہیں ہاں۔ کیا ہوا.....“ بلیک نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”لارڈ صاحب سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھے فون ہی نہیں کیا تھا.....“ آسکر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو یہ بات طے ہے کہ یہ بات چیت آپ سے عمران نے کی ہے۔ ویری بیڈ۔ آپ مجھے فوراً وہ گفتگو بتائیں۔“ بلیک نے کہا تو آسکر نے اسے وہی ساری بات بتا دی جو اس نے لارڈ لاکسن کو بتائی تھی۔

”اوہ ہاں۔ آپ کا ہیڈ کوارٹر شدید خطرے میں ہے.....“ بلیک نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے بھی یہ احساس ہو رہا ہے اور لارڈ صاحب نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ میں تمہیں بلواؤں اور ہوٹل کی اس انداز میں نگرانی کراؤں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا جائے اس لئے

ہیں تمہاری اس کے ساتھ.....“ لارڈ نے کہا تو آسکر نے وہ تمام گفتگو بتا دی جو اس نے پہلے لارڈ لاکسن کے ساتھ کی تھی۔

”لیکن عمران میری آواز کی نقل کیسے کر سکتا ہے جبکہ آج تک میری اس سے نہ ہی ملاقات ہوئی ہے اور نہ ہی فون پر بات ہوئی ہے۔“ لارڈ نے کہا۔

”بلیک نے کہا ہے کہ وہ عفریت ہے۔ اس کے ذرائع لامحدود ہیں اور اب آپ کے جواب نے بہر حال اس کی تصدیق کر دکھائی ہے.....“ آسکر نے کہا۔

”ہو نہ۔ اب تو مجھے بھی اس آدمی سے خوف آنے لگا ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ ہم نے خواہ مخواہ ایک عذاب اپنے گلے لگایا ہے۔ اب اس خاتمہ ہر صورت میں ضروری ہو گیا ہے۔ سنو تم بلیک کو ہسٹار لینڈ بلواؤ اور اس کے مشورے سے سکائپ ہوٹل کی اس انداز میں نگرانی کراؤ کہ وہ ہر صورت میں ہاتھ لگ جائے لیکن اسے فوری گولی نہیں مارنی بلکہ اسے قید کر لینا ہے۔ اب میں اس سے خود ملنا چاہتا ہوں.....“ لارڈ نے کہا۔

”ہیں ہاں.....“ آسکر نے کہا۔

”اور مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا.....“ لارڈ نے کہا۔

”ہیں ہاں۔ لیکن آپ بھی محتاط رہیں۔ ایسا آدمی کچھ بھی کر سکتا ہے.....“ آسکر نے کہا۔

”تم میری فکر مت کرد۔ مجھ تک اس کی ہوا بھی نہیں پہنچ

تم فوراً انہیں پہنچ جاؤ..... آسکر نے کہا۔

"گرفتاری۔ وہ نہیں باس۔ اسے تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گولی سے اڑا دینا چاہئے ورنہ تو وہ ایک لمحے میں سچویشن بدل دے گا۔ بلیک نے کہا۔

"لارڈ صاحب کا یہی حکم ہے اور تم جانتے ہو کہ لارڈ صاحب اپنے حکم کی تعمیل کس انداز میں چاہتے ہیں اور سنو اس قدر مرعوب ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال وہ انسان ہے اگر تم اس کے سامنے اس لئے نہیں آنا چاہتے کہ وہ تمہارا دوست ہے تو مجھے سیٹ اپ بتاؤ میں سارا انتظام کر لوں گا۔ فیبن سوسائٹی احمقوں کا ٹولہ نہیں ہے۔ مجھے..... آسکر نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بہر حال اب مجھے میک اپ میں آنا پڑے گا..... بلیک نے کہا۔

"اوکے جلد از جلد پہنچ جاؤ۔ طیارہ چارٹرڈ کروا کر آؤ۔" آسکر نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا اور یکے بعد دیگرے اس نے کئی ہن پرہیں کر دیئے۔

"ہیس۔ رچرڈ بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میرے آفس میں آؤ۔ ابھی اسی وقت..... آسکر نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہونہر۔ ایک آدمی سے یہ لوگ اس قدر خوفزدہ ہیں۔ ہانسس۔" آسکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں آسکر کو سلام کیا۔

"بخور چرڈ..... آسکر نے میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو پھر اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک خطرناک لیجنٹ عمران کے ساتھ جہاں ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنے آ رہی ہے۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ میں نے بلیک کو کال کر لیا ہے۔ وہ آکر تم سب کو خود ہی لیڈ کرے گا لیکن اس کے آنے سے پہلے تم نے ہوٹل اور ہیڈ کوارٹر کی اس انداز میں نگرانی کرانی ہے کہ جو مشکوک آدمی نظر آئے اسے بے ہوش کر کے بلیک روم میں پہنچا دینا۔ کسی چیکنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ بس جو مشکوک نظر آئے اٹھا لو۔ بعد میں اس کی چیکنگ ہوتی رہے گی..... آسکر نے کہا۔

"لیکن باس، ہوٹل میں تو سینکڑوں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہم کس کو مشکوک سمجھیں گے اور کس کو نہیں..... رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مشکوک افراد کسی نہ کسی انداز میں میرا نام لیں گے۔ وہ جہاں صرف میرا نام جانتے ہیں..... آسکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہم چیک کر لیں گے..... رچرڈ نے کہا۔

”انتہائی محتاط رہنا“..... آسکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے چہرہ کو واپس جانے کا کہا تو رجر ڈالٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر نکل گیا تو آسکر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے سرگرا کر اس انداز میں آنکھیں بند کر لیں جیسے ذہنی طور پر بری طرح تھک گیا ہو۔

عمران، صالحہ اور ٹائیگر تینوں گرہٹ لینڈ کے باشندوں کے میک اپ میں سٹار لینڈ کے سب سے مشہور اور عظیم الشان ہوٹل کانا کے ہال میں داخل ہوئے تو ان تینوں کے چہروں پر ہال کی سجاوٹ اور خوبصورتی کو دیکھ کر بے اختیار تحسین کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ ہال واقعی انتہائی خوبصورتی اور دلکشی سے سجایا گیا تھا۔ ہال میں موجود فرنیچر کی کوالٹی بھی بے حد اعلیٰ تھی اور اس کا ڈیزائن بھی انتہائی جدید تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ فرنیچر ابھی چند لمحے پہلے ہی بازار سے لا کر یہاں رکھا گیا ہے۔ ہال میں موجود مردوں اور عورتوں کا تعلق بھی اعلیٰ طبقے سے تھا۔ یوں تو ہال میں تقریباً ہر قومیت کے افراد موجود تھے لیکن ان میں ایکریمی، گرہٹ لینڈ اور باچان کے باشندوں کی کثرت تھی۔ ہال میں دو وسیع و عریض کاؤنٹر تھے جن میں سے ایک سردس کاؤنٹر تھا جبکہ دوسرا ہنگنگ کاؤنٹر

جاؤں کیونکہ یہاں ہر طرف آنے والے ہر آدمی کا باقاعدہ جائزہ لیا جا رہا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالح بے اختیار چونک پڑی لیکن اس دوران چونکہ وہ راہداری کے آخر میں موجود سیکرٹری نو جنرل پیئجر کے آفس تک پہنچ چکے تھے اس لئے صالح نے مزید کوئی بات نہ کی۔ دروازے کے باہر باقاعدہ باوردی چیزاں موجود تھا اور دروازے پر سیکرٹری نو جنرل پیئجر کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ چپراسی نے انہیں آتے دیکھ کر دوبارہ انداز میں سلام کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کمرے میں داخل ہو گیا۔ کافی بڑا اور وسیع آفس تھا جس میں اس وقت دو عورتیں صوفوں پر بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ ایک طرف بڑی سی آفس ٹیبل کے نیچے ایک ادھیڑ عمر عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے چار مختلف رنگوں کے فون موجود تھے۔ عمران باوقار انداز میں قدم بڑھاتا ہوا اس آفس ٹیبل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یس سر..... ادھیڑ عمر خاتون نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

-جنرل پیئجر صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ میرا نام مائیکل ہے اور میں گریٹ لینڈ کی مائیکل کارپوریشن کا چیئرمین ہوں اور یہ دونوں میرے اسسٹنٹ ہیں..... عمران نے بڑے باوقار سے نیچے میں کہا تو اس ادھیڑ عمر خاتون کے چہرے پر ہلکتی مروجہ بیت کے تاثرات ابھر

تھا۔ دونوں کاؤنٹرز پر خوبصورت لڑکیاں کام میں مصروف تھیں۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا بنگلہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ صالح اور ٹائیگر اس کے پیچھے تھے۔

"یس سر..... کاؤنٹر پر موجود ایک لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"جنرل پیئجر سے ملاقات کرنی ہے..... عمران نے بڑے باوقار نیچے میں کہا۔

"کیا آپ کی ملاقات ان سے ملے ہے..... لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں..... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ سائیڈ راہداری میں تشریف لے جائیں وہاں ان کی سیکرٹری کا آفس ہے۔ وہی آپ کو مزید ڈیل کر سکتی ہے..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک سائیڈ راہداری کی طرف اشارہ کر دیا۔

"تھینک یو..... عمران نے انتہائی سنجیدہ اور باوقار نیچے میں کہا اور پھر سائیڈ راہداری کی طرف مڑ گیا۔ صالح اور ٹائیگر نے ظاہر ہے اس کی پیروی کرنی تھی۔

"کیا بات ہے آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ ہیں۔ راہداری میں داخل ہوتے ہی صالح نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ پہچان لئے بغیر ہی اپنے مطلوب آدمی تک پہنچ

تیز قدم بڑھاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ سیکرٹری نے دونوں خواتین کو اشارہ کیا تو وہ دونوں اٹھ کر تیزی سے اس اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دونوں خواتین باہر آئیں تو سیکرٹری اٹھ کھڑی ہوئی۔

”تشریف لے جایئے جناب“..... سیکرٹری جس انداز میں اٹھ کر اور انتہائی مؤدبانہ انداز میں بات کر رہی تھی اس سے لگ رہا تھا کہ اسے مائیکل کارپوریشن کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہیں۔

”شکریہ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صاف اور ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے تھے۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے انتہائی پر ایک اور دروازہ تھا اور دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ سائڈ پروف ہے اور وہ اس دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک اوجیز عمر آدمی باہر آگیا۔ اس کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔

”خوش آمدید جناب۔ میرا نام فرینک ہے اور میں یہاں جنرل منجر ہوں“..... اوجیز عمر آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اسے بھی معلوم تھا کہ مائیکل کارپوریشن کیا حیثیت رکھتی ہے اور اس کے ہجیرین کی بذات خود آمد کے بعد ظاہر ہے اسے اس طرح استقبال کرنا چاہیے تھا لیکن عمران نے اس کے ساتھ ہی دل ہی دل میں شکریہ

آئے کیونکہ عمران نے جس مائیکل کارپوریشن کا نام لیا تھا وہ گرسٹ لینڈ کی سب سے بڑی کاروباری کارپوریشن تھی اور ایک لحاظ سے بین الاقوامی سطح کی کاروباری فرم تھی۔

”آپ کی ملاقات طے ہے سر“..... سیکرٹری نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں“..... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

”اوکے۔ تشریف رکھیں میں بات کرتی ہوں“..... سیکرٹری نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا ایک طرف پڑے ہوئے خالی صوفے کی طرف بڑھ گیا۔ سیکرٹری نے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور بات کرنی شروع کر دی۔ پھر اس نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کر وہ میز کے پیچھے سے نکل کر خود عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھی۔

”صرف ایک منٹ کی رحمت ہوگی آپ کو جناب“..... خاتون نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں بے اصولی نہیں۔ جن کی ملاقات طے ہے اور یہاں موجود ہیں وہ بیٹے۔ ہم انتظار کر لیں گے“..... عمران نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس سر“..... سیکرٹری نے اور زیادہ مرعوب ہوتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر وہ دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھی اور اس نے اسی فون کا رسیور اٹھا کر بات کی اور پھر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک سائیڈ پر موجود دروازہ کھلا اور وہ اوجیز عمر آدمی باہر آئے اور

ادا کیا کہ جنرل پیئر صاحب چیرمین کو ذاتی طور پر نہیں جانتے تھے
ورنہ مسلک آغاز میں ہی غراب ہو جاتا۔

”سبے حد شکریہ۔ میرا نام مائیکل ہے۔“ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحہ کے لئے جواب میں ہاتھ بڑھا دیا۔ پھر
خود پیئر فرینک انہیں اپنے آفس میں لے آیا جو واقعی انتہائی شاندار
تھا۔

”آپ کیا مینا پسند فرمائیں گے جناب۔“ جنرل پیئر نے پوچھا۔
”فی الحال کچھ نہیں۔ میرے پیٹنے پلانے کے مخصوص اوقات ہیں۔
آپ کو تو معلوم ہے کہ ہم لوگوں پر ڈاکٹر موت کے فرشتوں کی طرح
ہر وقت تعینات رہتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔

”آپ کی بات درست ہے جناب۔“ فرینک نے مسکراتے
ہوئے کہا اور پھر وہ میز کی دوسری طرف اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھنے کی
 بجائے ان کے سلمے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”آپ کی اس طرح اچانک آمد نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ اگر آپ
اطلاع کر دیتے تو ہم ایئر فورس پر آپ کا شایان شان استقبال کرتے۔
آپ کی ہمارے ہوٹل میں آمد ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔“ جنرل
پیئر نے خالصتاً کاروباری انداز میں کہا۔

”شکریہ۔ میں یہاں نجی کام سے آیا ہوں اس لئے خاموشی سے
یہاں پہنچ گیا ہوں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”جی فرمائیے۔ میں کیا خدمت بجالا سکتا ہوں۔“ جنرل پیئر
نے کہا۔

”میں نے مسٹر آسکر سے خفیہ ملاقات کرنی ہے۔“ عمران نے
بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو جنرل پیئر بے اختیار اچھل پڑا۔
”مسٹر آسکر۔ ہم۔ ہم۔ مگر۔“ جنرل پیئر آسکر کا نام سنتے ہی
اس طرح بوکھلایا کہ اس کے منہ سے الفاظ ہی نہ نکل رہے تھے۔

”مجھے معلوم ہے مسٹر فرینک کہ مسٹر آسٹر فینن سوسائٹی کے
ہیڈ کوارٹر انچارج ہیں اور ابھی حال ہی میں گریٹ لینڈ سے یہاں
منتقل ہوئے ہیں۔ لارڈ لاکسن چیرمین فینن سوسائٹی نے مجھے خود
اس کی اطلاع دی تھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جنرل
پیئر کے چہرے پر حیرت اور اطمینان کے ملے جلے تاثرات نمودار ہو
گئے۔

”اوہ سر۔ تو آپ بھی۔“ جنرل پیئر بولتے بولتے رک گیا۔
”یہ باتیں اوپن نہیں کی جاتیں مسٹر فرینک۔ آپ تو انتہائی ذمہ
دار آدمی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ یس سر۔ سوری سر۔“ جنرل پیئر نے ایک بار پھر
بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

”ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے اور ظاہر ہے آپ کا وقت بھی
انتہائی قیمتی ہوگا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”مجھے ان سے بات کرنی ہوگی۔“ فرینک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ میز کی طرف بڑھنے لگا۔

"ایک منٹ....." عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرسی کی طرف بڑھتا ہوا فرینک چونک کر رک گیا۔

"کیا وہ لپٹے آفس میں موجود ہیں....." عمران نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں....." فرینک نے کہا۔

"تو پھر آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ اسے فون نہ کریں۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ان سے بات کرنا ضروری ہے کیونکہ راستہ وہی اندر سے کھول سکتے ہیں....." فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اودہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ کر لیں بات....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فرینک نے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر بریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران اس کے قریب ہی موجود تھا جبکہ ٹائیگر اور صاف بھی اٹھ کر اس کے ساتھ آکر بے ہوش تھے۔ عمران نے مڑ کر ٹائیگر کو آنکھ کا اشارہ کیا۔

"فرینک بول رہا ہوں مسٹر آسکر۔ جنرل پیٹر فرینک۔" جنرل پیٹر فرینک نے دوسری طرف سے ہیلو کی آواز سنتے ہی کہا۔

"اودہ آپ۔ کیسے فون کیا ہے....." دوسری طرف سے ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے رسیور نہ صرف اس کے ہاتھ میں تھا بلکہ وہ اسے کان سے

کا لگا چکا تھا جبکہ ٹائیگر واقعی کسی ٹائیگر کی طرح فرینک پر چھٹ پڑا اور اس کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر اور دوسرا اس کی کمر کے گرد جم اٹھا اور فرینک اس کے سینے سے لگا کھڑا تھا جبکہ صاف بجلی کی سی بلی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ یہ سب کچھ ریف پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا۔

"گرینٹ لینڈ کی مائیکل کارپوریشن کے ڈائریکٹر مارکینگ مسٹر آدیں کا فون آیا تھا وہ آپ سے بات کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے آپ کا فون نمبر مانگا تھا۔ میں نے انہیں کہا کہ یہاں کوئی آسکر نہیں ہے جس پر فون بند ہو گیا۔ میں نے اس لئے آپ کو فون کیا کہ کہیں وہ آپ کا کوئی آدمی تو نہ تھا....." عمران نے فرینک کی ذراور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اودہ نہیں۔ میرا کوئی روز ویں واقف نہیں ہے۔ آپ نے جب تک اٹھا کہ کال کہاں سے کی گئی ہے....." دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"نہیں۔ کیوں....." عمران نے جواب دیا۔
"مجھے لارڈ صاحب نے بتایا تھا کہ ہوٹل میں کال جیننگ کمپیوٹر ہے....." دوسری طرف سے آسکر نے کہا۔

"ہاں ہے تو ہسی لیکن اسے کاشن دینا پڑتا ہے۔ عام کاروباری لہجہ تو ظاہر ہے جب تک کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی....." عمران جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے لیکن اگر دوبارہ کال آئے تو آپ نے اسے
چیک کرنا ہے۔"..... اسکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔"..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور رسیور
دیا۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے انٹرکام کا رسیور
لیا۔

"ہیں۔"..... عمران نے فرینک کے لہجے میں کہا۔

"باس۔ دو مزید ملاقاتیں موجود ہیں۔"..... دوسری طرف سے
موجود سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"تمام ملاقاتیں کینسل کر دو۔ میں اہم معاملات
مصرف ہوں اور اب جب تک میں نہ کہوں تم نے بھی کوئی

مداخلت نہیں کرنی۔"..... عمران نے فرینک کے لہجے میں کہا۔ انہوں
تھکمانے لگے۔

"ہیں سر۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور
دیا۔

"اب اس کو چھوڑ دو۔"..... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر
اسے جھٹکا دے کر آگے کی طرف کر دیا۔ فرینک کا چہرہ مسلسل
بند ہونے کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے بے اختیار لہجے
سانس لئے جبکہ عمران نے جیب سے مشین پستل نکال کر ہاتھ
لے لیا تھا۔

"مسٹر فرینک آپ ایک کاروباری آدمی ہیں۔ مجھے یقین ہے

اپنی زندگی گنوانا نہ چاہیں گے اس لئے آپ مجھے آسکر تک پہنچنے کا
راستہ بتا دیں اور خود بھی ساتھ چلیں ورنہ دوسری صورت میں آپ
پاش پاش یہاں پڑی ہوگی اور راستہ ہم آپ کی سیکرٹری سے معلوم کر
لیں گے۔ بولیں۔ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔"..... عمران نے
جہانی خشک اور کھردرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ وہ راستہ بند ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ جب تک آسکر
موجود ہے اسے نہ کھولیں گے وہ بند رہتا ہے۔ میں اسے کسی صورت
کھول نہیں سکتا۔"..... فرینک نے رک رک کر قدرے خوفزدہ
لہجے میں کہا۔

"راستے کی تفصیل بتاؤ۔ کھول ہم خود لیں گے۔"..... عمران نے
اسی طرح خشک لہجے میں کہا تو فرینک نے تفصیل بتانا شروع کر

"اسے ہاف آف کر دو ٹائیگر۔"..... عمران نے چند سوال کرنے
کے بعد ٹائیگر سے کہا اور دوسرے لمحے ساؤنڈ پروف کمرہ فرینک کی جج
سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور فرینک
تھکتا ہوا نیچے قالین پر جا گر اٹھا۔ ٹائیگر کی لات حرکت میں آئی اور نیچے
کر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا فرینک کنپٹی پر ضرب کھا کر ایک
لحظے سے دوبارہ نیچے گر اور ساکت ہو گیا۔

"صاف دروازہ اندر سے لاک کر دو۔"..... عمران نے صاف سے کہا
اور صاف نے اشیات میں سر ہلاتے ہوئے دروازہ لاک کر دیا اور

عمران عقیبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صاف اور ٹائیگر بھی اس
 پیچھے تھے لیکن ابھی وہ اس عقیبی دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ اپ
 جھت سے سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا سا نکل کر کمرے میں
 گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے
 ملکیت تاریک چادر سی پھیلتی چلی جا رہی ہو۔ اس نے اپنے کپڑے
 سنبھالنے کی کوشش کی لیکن پلک جھپکنے میں اس کے
 احساسات جیسے فنا ہو کر رہ گئے۔

آسکر اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور
 آسکر نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور دروازے سے بلیک
 کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان بھری
 مسکراہٹ رنگ گئی۔

”آؤ بیٹھو بلیک“..... رسمی سلام دعا کے بعد آسکر نے کہا تو
 بلیک میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”طیارہ چارٹرڈ کر آئے ہو اس لئے اتنی جلدی پہنچ گئے ہو۔“
 آسکر نے کہا۔

”ہاں۔ کیا ہوا۔ آپ کے آدمیوں نے کوئی اطلاع دی ہے یا
 نہیں“..... بلیک نے کہا۔

”ابھی تک تو کوئی اطلاع نہیں ملی حالانکہ رچرڈ کا پورا گروپ
 ہوٹل کے گرد اور اندر موجود ہے۔“ آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے انہیں کیا چیک کرنے کے لئے کہا ہے"..... بلیک نے پوچھا۔

"میں نے اسے کہا ہے کہ جو کوئی بھی آسکر کا نام پوچھے یا اس کے بارے میں معلومات حاصل کرے اسے بے ہوش کر کے بلیک روم میں پہنچا دیا جائے۔ کسی چیکنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ چیکنگ بعد میں ہوتی رہے گی"..... آسکر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ گڈ شو باس۔ آپ نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی میک اپ کے ماہر ہیں اور آپ کے آدمی تو ویسے بھی انہیں نہیں پہچانتے اس لئے چیکنگ کی یہی صورت ہو سکتی تھی"..... بلیک نے کہا تو آسکر کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"میں نے بھی طویل عرصہ ہینسویں میں کام کیا ہے بنیک۔ یہ اور بات ہے کہ جب سے فین سوسائٹی جو ان کی ہے میں فیلڈ میں کام نہیں کر رہا لیکن بہر حال ذہن تو کام کر ہی رہا ہے"..... آسکر نے کہا۔

"ییس باس۔ لیکن کیا آپ نے ہوٹل کے اعلیٰ حکام کو بھی اس بارے میں بریف کر دیا ہے یا نہیں"..... بلیک نے کہا تو آسکر چونک پڑا۔

"ہوٹل کے اعلیٰ حکام۔ کیا مطلب"..... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ عمران عام انداز میں کام نہیں کرتا۔ یہ ضروری نہیں ہے

کہ وہ ہوٹل کے ویڑوں یا محلے سے ہی پوچھ گچھ کرے۔ وہ جنرل پیئیر سے براہ راست بھی مل سکتا ہے اور اس سے بھی آپ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا ہے"..... بلیک نے کہا تو آسکر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی اس پوائنٹ کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا۔ میں بات کرتا ہوں"..... آسکر نے کہا اور پھر اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آسکر نے بے اختیار چونک کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیلو"..... آسکر نے کہا۔

"فرینک بول رہا ہوں مسز آسکر۔ جنرل پیئیر فرینک"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو آسکر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے معنی خیز نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک کی طرف دیکھا تو بلیک بھی چونک پڑا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"اوہ آپ۔ کیسے فون کیا ہے"..... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے فرینک نے اسے بتایا کہ گریٹ لینڈ کی مائیکل کارپوریشن کے ڈائریکٹر مارکینگ مسز روز دین کا فون آیا تھا اور وہ آسکر کے بارے میں پوچھ رہا تھا اور پھر جنرل پیئیر فرینک نے خود ہی اسے بتایا کہ اس نے اس نام کے آدمی کی موجودگی سے انکار کر دیا ہے۔ جنرل پیئیر فرینک نے کہا کہ اس نے فون اس لئے کیا ہے کہ کہیں روز دین ان کا آدمی نہ ہو۔ پھر آسکر نے اس سے کال چیک

کی سکرین بکھٹ جھماکے سے روشن ہو گئی۔ پہلے تو چند لمحوں تک اس پر آدھی ترچھی سی لکیریں دوڑتی نظر آئیں اور پھر ایک منظر ابھرا یا تو آسکر کے ساتھ ساتھ بلیک بھی محاوراً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔ سکرین پر ایک شاندار آفس نظر آ رہا تھا لیکن وہاں چار افراد موجود تھے جن میں ایک عورت تھی۔ وہ دروازے کے قریب کھڑی تھی جبکہ میز کے قریب ایک آدمی نے فرینک پر مشین پستل تان رکھا تھا اور تیرا ان کے قریب کھڑا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ انہیں فوری ہلاک ہونا چاہئے۔ فوراً دروازہ یہاں کھینچ جائیں گے۔“ بلیک نے انتہائی متوحش سے لہجے میں کہا۔

”لارڈ صاحب کا حکم ہے کہ انہیں بے ہوش کیا جائے اور بے ہوش کرنے کے آلات تو یہاں موجود ہیں۔ ہلاک کرنے کے نہیں۔“ آسکر نے جواب دیا۔

”تو پھر جلدی کریں۔“ بلیک نے کہا تو آسکر نے مشین کے ایک دوسرے حصے کو تیزی سے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

”اوہ۔ انہوں نے اسے مار گرایا ہے۔ جلدی کریں باس۔“ بلیک نے جو ابھی تک سکرین پر موجود منظر دیکھ رہا تھا چھینے ہوئے کہا۔ اسی لمحے آسکر نے ایک بڑا سا بین پریس کر دیا۔

”اوہ ہاں۔ یہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔“ بلیک نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو آسکر بھیجے ہٹ کر اس کے قریب آیا تو اس نے

کرنے کے بارے میں پوچھا تو جنرل میجر نے بتایا کہ اس نے کال چیک نہیں کی جس پر آسکر نے اسے ہدایت کی کہ اب اگر کال آئے تو وہ اسے ضرور چیک کرے اور پھر دوسری طرف سے ٹھیک ہے کے الفاظ سن کر آسکر نے رسیور دکھ دیا۔

”یہاں سے اس جنرل میجر کا کمرہ چیک کرنے کا کوئی سسٹم ہے۔“ بلیک نے تیز لہجے میں پوچھا۔

ہاں ہے۔ لیکن کیوں۔“ آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ جنرل میجر فرینک نہیں بلکہ عمران بول رہا ہے۔ جلدی کریں ہمیں چیکنگ کرنی ہے۔..... بلیک نے کہا تو آسکر ایک جھٹکنے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ میرے ساتھ۔“ آسکر نے عقبی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بلیک بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ عقبی دروازے کے پیچھے ایک چھوٹی سی راہداری کر اس کر کے وہ ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں پوری دیوار کے ساتھ ایک قد آدم مشین پھیلی ہوئی تھی جس پر بے شمار چھوٹی چھوٹی سکرینیں تھیں۔ ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی اس کمرے کی لائٹس خود بخود جل اٹھی تھیں۔

”خاصا جدید انتظام ہے۔“ بلیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”ہاں۔“ آسکر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے مشین کے ایک حصے کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس حصے پر چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب جلنے بجھنے لگے اور پھر اس حصے

دیکھا کہ اب وہ چاروں افراد ہی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

”تم یہیں ٹھہرو بلیک میں ان کے بلیک روم میں پہنچانے کے آؤ رز کر دوں“..... آسکر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ بلیک ہونٹ بچھنے خاموش کھڑا ہوا تھا۔ کچھ دور بعد آسکر بھی واپس آگیا اور پھر اسی لمحے جنرل پیئجر کے کمرے کا دروازہ کھلا اور چار آدمی اندر داخل ہوتے نظر آئے۔ ان میں سے تین نے جنرل پیئجر کے علاوہ باقی تین افراد کو اٹھا کر کاندھوں پر لاوا اور پھر تیزی سے واپس اسی عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ چوتھے آدمی نے جیب سے ایک انجکشن نکال کر جنرل پیئجر کو لگانا شروع کر دیا تو آسکر نے مشین آف کر دی۔

”آؤ۔ تم نے بروقت کارروائی کرنا انہیں بے ہوش کر دیا ہے ورنہ یہ خطرناک لوگ یہاں ہمارے سروں پر اچانک کھنچ جاتے اور تمہاری یہ بات بھی درست ثابت ہوتی کہ انہوں نے براہ راست جنرل پیئجر پر ہاتھ ڈال دیا تھا“..... آسکر نے راہداری میں سے گزرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میری تجویز ہے کہ ان لوگوں کو بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دیا جائے“..... بلیک نے کہا۔

”گھبراؤ نہیں بلیک۔ اب ان کی روئیں بھی ہماری مرضی کے بغیر آزاد نہیں ہو سکتیں“..... آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا آپ انہیں ہوش میں لے آئیں گے۔“ بلیک نے کہا۔
”نہیں۔ پہلے میں ان کے میک اپ واش کراؤں گا اور اگر یہ لوگ ایشیائی ہوتے تو پھر انہیں ہوش میں لانے بغیر لاؤ صاحب کو رپورٹ دوں گا۔ پھر جیسے وہ حکم دیں گے ویسے ہی ہو گا لیکن اگر ان کے میک اپ واش نہ ہوتے تو پھر انہیں ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کروں گا اور پھر اس کے بعد اگر یہ واقعی مطلوبہ لوگ ہوتے تو لاؤ صاحب کو رپورٹ دوں گا ورنہ گولیاں مار کر ان کی لاشیں برقی بھیٹی میں ڈلوادوں گا“..... آسکر نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔
”سب مہتر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود ابھی تک آپ کو شک ہے کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ آدمی جس نے مشین پمپل تان رکھا تھا وہ عمران ہے“..... بلیک نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ہو گا لیکن بلیک فیبن سوسائٹی میں لاؤ کا حکم دیوتا کی طرح مانا جاتا ہے۔“ گچھے۔ اس لئے میں ان کے حکم کی کسی صورت بھی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور پھر تم میرے ساتھ موجود ہو اس لئے تم آخر اتنے گھبرا کیوں رہے ہو“..... آسکر نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... بلیک نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور آسکر نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

بجائے سامنے سوچ بٹل میں تھا۔ وہاں موجود مخصوص ساخت کے سرخ پٹنوں کی ایک پوری قطار موجود تھی۔ اسی لئے انجکشن لگانے والا داپس مڑا۔

”ہم کہاں ہیں مسسٹر“..... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر

کہا۔

”بلیک روم میں“..... اس آدمی نے اتہائی روکھے لمبے میں جواب دیا اور تیزی سے ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی اور سوال کرتا وہ دروازہ کھول کر دوسری طرف غائب ہو گیا اور دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے کسمسا شروع کر دیا۔

”جارڈن ہوش میں آؤ“..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ الفاظ کہے تھے کیونکہ اسے بہر حال خطرہ تھا کہ اس ہال میں آوازیں کسی دوسری جگہ نہ پہنچ رہی ہوں اور ٹائیگر غلطی سے پاکیشیانی زبان میں نہ بول پڑے۔

”اوہ ہاس ٹائیگل۔ یہ ہم کہاں ہیں“..... ٹائیگر نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لمبے میں کہا۔

”بتایا تو بھی گیا ہے کہ یہ بلیک روم ہے حالانکہ یہ تو خاصا روشن کمرہ ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صالٹ نے بھی کسمسا شروع کر دیا۔

”مس ماریا جلدی ہوش میں آؤ ورنہ تمہیں وہ لوگ دوسرا انجکشن

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کے ذہن پر دھند سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے ماحول کا اندازہ ہو سکا۔ اس نے چونک کر لاشعوری طور پر لمبے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ اس کا جسم ایک لوہے کی کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا تھا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس میں ٹائرچنگ کے قدیم اور جدید آلات بیک وقت ہی موجود تھے۔ اس کے ساتھ ہی دوسری کرسیاں بھی موجود تھیں جن میں سے دو پر ٹائیگر اور صالٹ دونوں ہی موجود تھے اور ایک آدمی سب سے آخر میں موجود صالٹ کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ عمران نے راڈز کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے لمبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ اس نے چیک کر لیا تھا کہ راڈز کا سسٹم عقبی پایوں کی

”کیا پاکیشیا احمقوں کا ملک ہے مسٹر.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... آسکر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی بات کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو جبکہ بلیک خاموش بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا ایک ہاتھ اس کی جیب میں تھا اور اس کی نظریں عمران پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے اسے خطرہ ہو کہ عمران بیٹھے بیٹھے اچانک غائب بھی ہو سکتا ہے۔

”ہم گریٹ لینڈ کے باشندے ہیں۔ کیا پاکیشیا والے احمق ہیں کہ گریٹ لینڈ کے باشندوں کو اپنی سیکرٹ سروس میں شامل کریں گے.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہارے میک اپ واٹش نہیں ہو سکے حالانکہ سادہ پانی سے بھی انہیں واٹش کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود تمہجے یقین ہے کہ تم علی عمران ہو اور یہ تمہارے ساتھی ہیں۔“ آسکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر تم کنفرم ہو تو پھر ہم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ دیے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرے ساتھی جارجون اور ماریا ہیں البتہ تم اپنا تعارف کراؤ.....“ عمران نے کہا۔

”میرا نام آسکر ہے۔ تم نے جنرل پیئر فرینک سے مجھ تک پہنچنے کا

نہ لگا دوں.....“ عمران نے جان بوجھ کر صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا اور صالحہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

”یہ ہم کہاں ہیں مسٹر مائیکل.....“ صالحہ نے کہا۔

”میں نے پہلے ہی جارجون کو بتایا ہے کہ اسے بلیک روم کہا جاتا ہے حالانکہ یہ کافی روشن کمرہ ہے.....“ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہال کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دوسرا آدمی تھا اور عمران اسے دیکھ کر بے اختیار ہلکا سا مسکرا دیا کیونکہ وہ اسے پہچان گیا تھا۔ یہ اس کا دوست بلیک تھا حالانکہ بلیک نے بڑی مہارت سے میک اپ کر رکھا تھا لیکن عمران اس کے قد و قامت کے ساتھ ساتھ اس کے چلنے کے مخصوص انداز سے ہی اسے پہچان گیا تھا۔ اس کے پیچھے دینی آدمی تھا جس نے انہیں ہوش دلایا تھا لیکن اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وہ دونوں سلسلے دیوار کے ساتھ موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ مشین گن بردار ان کے ساتھ بڑے مستعد انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

”تم علی عمران ہو اور تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ کیوں.....“ سب سے پہلے آنے والے آدمی نے کہا تو عمران اس کی آواز سننے ہی کچھ گیا کہ یہ آسکر ہے کیونکہ وہ پہلے لارڈ لاکسن کے لہجے میں اور بعد میں جنرل پیئر فرینک کے لہجے میں اس سے بات چیت کر چکا تھا۔

جبکہ بلیک اسی طرح خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اس لئے کہ جہاری جگہ ہم فینن سوسائٹی کا چارج سنبھال
لیں۔" عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو آسکر ایک بار
پھر ہنس پڑا۔

"میں نے تو جہاری بڑی تعریفیں سن رکھی تھیں لیکن تم تو
اتہائی احمق آدمی ہو۔" آسکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حیری تعریفیں تم نے سن رکھی ہیں۔ میری تو تم سے ملاقات ہی
پہلی بار ہو رہی ہے۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم علی عمران ہو۔ یہ بات تو طے ہے چاہے میک دانش ہو یا نہ
ہو لیکن تم مجھے جو کہانی سنانے کی کوشش کر رہے ہو وہ اس قدر
احتماق ہے کہ اب مجھے واقعی شک پڑنے لگ گیا ہے کہ یا تو تم علی
عمران نہیں ہو یا پھر تم جان بوجھ کر اپنے آپ کو اتہائی احمق ظاہر
کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" آسکر نے کہا۔

"مسٹر آسکر۔ اسرائیلی حکام کو اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا
سیکریٹ سروس فینن سوسائٹی کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر چکی
ہے اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تم یا جہارے ساتھی فینن
سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹر کا دفاع نہ کر سکو گے اس لئے انہوں نے ہمیں
کہا ہے کہ جہاری جگہ فینن سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹر کا چارج ہم لے
لیں لیکن انہیں خدشہ تھا کہ اگر تم تک اطلاع پہنچ گئی تو تم لارڈ
لاکسن کو اطلاع کر دو گے جبکہ اسرائیلی حکام اس وقت تک لارڈ

راستہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے میں نے تمہیں یہاں
افھوا لیا ہے۔ بولو تم کون ہو اور مجھ تک کیوں پہنچنا چاہتے تھے۔
آسکر نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم ہو آسکر۔ گڈ شو۔ پھر تو تم سے بات ہو سکتی ہے لیکن
یہ جہارے ساتھ کون ہے۔ اسے باہر بھیج دو۔" عمران نے کہا۔
"یہ میرا ساتھی ہے جو کچھ کہتا ہے اس کے سامنے کہہ دو۔" آسکر
نے کہا۔

"سوچ لو۔ ہو سکتا ہے کہ اسرائیل اس بات کو پسند نہ کرے۔"
عمران نے کہا تو اس بار آسکر کے ساتھ ساتھ بلیک بھی چونک پڑا۔
"اسرائیل۔ کیا مطلب۔" آسکر نے حیران ہو کر کہا۔
"ہمارا تعلق اسرائیل سے ہے۔" عمران نے کہا۔
"لیکن تم تو گرٹ لینڈ کے باشندے ہو۔" آسکر نے بے
اختیار ہو کر کہا۔

"تو کیا گرٹ لینڈ کے باشندوں کا اسرائیل سے تعلق نہیں ہو
سکتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مان لیا کہ جہار تعلق اسرائیل سے ہو گا۔ پھر۔"
آسکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسرائیلی حکام نے ہمیں جہارے پاس بھیجا ہے۔" عمران نے
کہا تو آسکر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا۔ کیوں۔" آسکر نے اس بار بڑے طنزیہ لہجے میں کہا

ہو۔ میں جا کر لارڈ صاحب سے بات کرتا ہوں۔..... آسکر نے کہا اور اٹھ کر ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم بھی باہر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔..... بلیک نے اس بار مشین گن بردار سے سخت لہجے میں کہا تو وہ سر ملاتا ہوا مزا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"مجھے معلوم ہے عمران کہ تم نے مجھے باوجود میک اپ کے پہچان لیا ہے کیونکہ میں نے جہارے پھرے پر مخصوص مسکراہٹ دیکھ لی تھی۔ بہر حال میں نے آسکر اور اس کے آدمی کو اس لئے باہر بھیجا ہے کہ میں تم سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" بلیک نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"کون سی باتیں؟..... عمران نے اسی طرح مائیکل کے لہجے میں ہی کہا۔

"میرا وعدہ ہے کہ فین سوسائٹی پاکیشیا کے خلاف آئندہ کوئی اقدام نہیں کرے گی۔ کیا تم فین سوسائٹی کو اس کے حال پر نہیں چھوڑ سکتے؟..... بلیک نے کہا۔

"کیا تمہارا وعدہ اسرائیلی حکام اور لارڈ لاکسن دونوں پر حاوی ہے؟..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا کام ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ بلیک جو کچھ کہتا ہے وہ کرتا ہے۔..... بلیک نے کہا۔

"وعدہ کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم

لاکسن تک یہ اطلاع نہ پہنچانا چاہتے تھے جب تک کہ ہم جہاری جگہ نہ لے لیں اس لئے ہمیں اس انداز میں کارروائی کرنا پڑی تھی۔" عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہو نہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے پھر تو ہمیں ہلاک کرنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔..... آسکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن بردار کی طرف دیکھا۔

"میس باس۔..... اس آدمی نے چونک کر کہا۔
"ان تینوں کو گولیوں سے اڑا دو۔..... آسکر نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

"میس باس۔..... اس مشین گن بردار نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مشین گن سیدھی کر لی۔

"رک جاؤ۔..... اچانک بلیک نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے کہا۔ وہ پہلی بار بولا تھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب کیا ہوا۔ تم تو خود انہیں فوری طور پر ہلاک کرنے کے لئے کہہ رہے تھے۔..... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس اگر انہیں اس طرح ہلاک کر دیا گیا تو ہم حتی نتیجے پر نہیں پہنچ سکیں گے کہ یہ لوگ دراصل کون ہیں۔ اس لئے آپ پہلے لارڈ

صاحب سے بات کریں۔ وہ اسرائیلی حکام سے پوچھ سکتے ہیں اس کے بعد ہی ان کے بارے میں فیصلہ ہو سکتا ہے۔" بلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تم ہمیں رکو کیونکہ تم ہی انہیں جیک کر سکتے

یہ وعدہ نہ نبھا سکو گے کیونکہ فین سوسائٹی نے اپنے مقاصد تبدیل کر لئے ہیں۔ مجھے کافی عرصہ سے معلوم تھا کہ تم سرکاری پمپنسی میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ خفیہ طور پر اس سوسائٹی کے لئے بھی کام کرتے ہو لیکن میں نے یہ بات تمہیں اس لئے نہیں بتائی کہ فین سوسائٹی کا مشن اس وقت گریٹ لیڈ کے نظام حکومت کے خلاف کام کرنا تھا اس لئے یہ معاملہ حکومت گریٹ لیڈ کا تھا ہمارا نہیں تھا لیکن اب فین سوسائٹی نے اپنے مقاصد تبدیل کر لئے ہیں۔ اب اس نے اسرائیل کی سرپرستی حاصل کر لی ہے اور اسرائیلیوں کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں کہ ان کا اصل ٹارگٹ مسلم ممالک اور خاص طور پر پاکستان ہے۔ وہ اب فین سوسائٹی کے نیٹ ورک کو مسلم ممالک کے خلاف بھی استعمال کریں گے اور تم آسکر جیسے آدمی کو باس کہہ رہے ہو..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن وہ بول دیسے بی بدلے ہوئے لہجے میں رہا تھا۔

"مجھے معلوم ہے عمران کہ تم اور جہارے ساتھی کسی بھی وقت انتہائی حیرت انگیز طور پر پمپنسی تبدیل کر سکتے ہیں۔ میں نے واقعی اپنے طور پر یہ کوشش کی تھی کہ تمہیں ہوش میں لانے سے پہلے ہی ہلاک کر دیا جائے لیکن لارڈ لاکسن کی وجہ سے میری بات نہ مانی گئی لیکن اب میں نے غور کیا ہے تو دونوں ہی صورتیں ذاتی طور پر میرے خلاف جاتی ہیں۔ اگر تم رہا ہو گئے تو لامحالہ تم نے فین سوسائٹی کے ساتھ ساتھ میرے خلاف بھی کام کرنا ہے اور اگر تم رہا

نہ ہوئے تو مجھے ساری عمر جہاد ہلاکت پر افسوس رہے گا۔" بلیک نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم میری ہلاکت کی فکر مت کرو۔ ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ موت کا ایک وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جب وہ وقت آئے گا تو پھر تم تو کیا دنیا کی کوئی طاقت مجھے موت سے نہیں بچا سکے گی لیکن جب تک یہ وقت نہیں آتا تب تک پوری دنیا کی طاقتیں بھی مل کر میرا بال بھی پیکا نہیں کر سکتیں۔ تم اپنے بارے میں سوچو تو زیادہ بہتر ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم مجھے کچھ وقت دے سکتے ہو کہ میں لارڈ لاکسن اور آسکر سے فاسل بات کر لوں....." بلیک نے کہا۔

"وقت سے جہار کیا مطلب ہے..... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہی کہ تم میری واپسی تک پمپنسی تبدیل نہیں کر دو گے۔" بلیک نے کہا۔

"تم رسک کیوں لیتے ہو۔ باہر مسلح آدمی موجود ہے اسے اندر کھڑا کر دو۔ باقی رہے ہم تو ظاہر ہے کہ ہم نے بہر حال اپنے طور پر جدوجہد کرنی ہی ہے..... عمران نے کہا۔

"اگر میں مسلح آدمی کو نہ روکتا تو تم اب تک ہلاک ہو چکے ہوتے....." بلیک نے ہنست جہاتے ہوئے کہا۔

"تم اب اس مسلح آدمی کو حکم دے کر دیکھ لو..... عمران نے

یہ وعدہ نہ نبھا سکو گے کیونکہ فین سوسائٹی نے اپنے مقاصد تبدیل کر لئے ہیں۔ مجھے کافی عرصہ سے معلوم تھا کہ تم سرکاری پمپنسی میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ خفیہ طور پر اس سوسائٹی کے لئے بھی کام کرتے ہو لیکن میں نے یہ بات تمہیں اس لئے نہیں بتائی کہ فین سوسائٹی کا مشن اس وقت گریٹ لیڈ کے نظام حکومت کے خلاف کام کرنا تھا اس لئے یہ معاملہ حکومت گریٹ لیڈ کا تھا ہمارا نہیں تھا لیکن اب فین سوسائٹی نے اپنے مقاصد تبدیل کر لئے ہیں۔ اب اس نے اسرائیل کی سرپرستی حاصل کر لی ہے اور اسرائیلیوں کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں کہ ان کا اصل ٹارگٹ مسلم ممالک اور خاص طور پر پاکستان ہے۔ وہ اب فین سوسائٹی کے نیٹ ورک کو مسلم ممالک کے خلاف بھی استعمال کریں گے اور تم آسکر جیسے آدمی کو باس کہہ رہے ہو..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن وہ بول دیسے بی بدلے ہوئے لہجے میں رہا تھا۔

"مجھے معلوم ہے عمران کہ تم اور جہارے ساتھی کسی بھی وقت انتہائی حیرت انگیز طور پر پمپنسی تبدیل کر سکتے ہیں۔ میں نے واقعی اپنے طور پر یہ کوشش کی تھی کہ تمہیں ہوش میں لانے سے پہلے ہی ہلاک کر دیا جائے لیکن لارڈ لاکسن کی وجہ سے میری بات نہ مانی گئی لیکن اب میں نے غور کیا ہے تو دونوں ہی صورتیں ذاتی طور پر میرے خلاف جاتی ہیں۔ اگر تم رہا ہو گئے تو لامحالہ تم نے فین سوسائٹی کے ساتھ ساتھ میرے خلاف بھی کام کرنا ہے اور اگر تم رہا

کہا تو بلیک نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اندر آ جاؤ رچرڈ“..... بلیک نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور مسلح آدمی اندر آ گیا۔
”میں سر“..... مسلح آدمی نے اندر آ کر کہا۔

”یہاں دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اگر یہ کوئی حرکت کریں تو بے شک گولیوں سے اڑا دینا لیکن اگر یہ کوئی حرکت نہ کریں تو پھر انہیں ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے“..... بلیک نے اس آدمی سے رچرڈ کہا گیا تھا، سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں سر“..... رچرڈ نے جواب دیا۔

”عمران پلیز میری واپسی تک کچھ نہ کرنا مجھے یقین ہے کہ میں لارڈ صاحب کو متالوں گا“..... بلیک نے اب عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”کوشش کر دیکھو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک سر ہلاتا ہوا تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر چلا گیا۔

”مسٹر رچرڈ۔ اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ ہم تو راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہم کیسے حرکت کر سکتے ہیں“..... عمران نے مسکرا کر رچرڈ سے کہا۔

”تمہارے بارے میں بتایا تو سہی گیا ہے کہ تم دنیا کے انتہائی

خطرناک ترین ایجنٹ ہو اس لئے بہر حال مجھے محتاط تو رہنا ہو گا۔ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ دروازے کی سائیڈ پر دیوار سے تقریباً ایک فٹ آگے کھڑا تھا۔ عمران کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ وہ اس سوچ پینل کے بالکل سامنے کھڑا تھا جس پر کرسیوں کے راڈز کھولنے اور بند کرنے کے مبن موجود تھے لیکن رچرڈ کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ واقعی چونکا اور محتاط ہے۔

”کیا ہم نے صرف باتیں ہی کرنی ہیں یا ان کرسیوں سے چھٹکارا بھی حاصل کرنا ہے“..... اچانک صائح نے مخصوص کوڈ میں بات کرتے ہوئے کہا تو عمران اور ناٹیکر دونوں ہی چونک پڑے۔
”کیا تم اپنے آپ کو ان راڈز کی گرفت سے نکال سکتی ہو۔“ عمران نے بھی اسی کوڈ کے تحت پوچھا۔

”نہیں۔ یہ راڈز خصوصی ساخت کے ہیں اور خاصے تنگ ہیں لیکن اس کے باوجود میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ یہ آدمی سوچ پینل کے سامنے کھڑا ہے اور میرے پیر میں ایسی جوتی موجود ہے جسے میں ایک پیر کی مدد سے بغیر اسے معلوم ہونے اتار سکتی ہوں۔ میں اس جوتی کو پوری قوت سے اس آدمی کے سینے پر مار سکتی ہوں اس طرح یہ آدمی اچانک پیچھے ہٹنے کا اور لامحالہ اس کی پشت سوچ پینل سے ٹکرا جائے گی“..... صائح نے جواب دیا۔
”لیکن تم خاصی سائیڈ پر ہو۔ اگر نشاء خطا ہو گیا تو یہ فائر کھول دے گا“..... عمران نے کہا۔

”آپ صرف اجازت دیں پھر دیکھیں“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے کوشش تو بہر حال ہونی چاہیے“..... عمران نے جواب دیا۔

”یہ تم آپس میں کس زبان میں باتیں کر رہے ہو“..... رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اسے زبان خلق کہا جاتا ہے یعنی عام لوگوں کی زبان اور کہا جاتا ہے کہ زبان خلق دراصل خدا کی طرف سے منادی ہوتی ہے۔“

عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تو رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن دوسرے لمحے سانس کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے

اختیار ہلکی سی جھنجھکی اور اس کا جسم تیزی سے پیچھے کی طرف جھکا ہی تھا کہ کلاک کلاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹانگیں کے جسم کے گرد

لوہے کے راڈز غائب ہو گئے جبکہ عمران اور صالحہ ویسے ہی راڈز میں جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ یہ کارنامہ صالحہ کی جوتی نے سرانجام دیا تھا۔

اس نے واقعی انتہائی سہارت اور پوری قوت سے پیر کو جھٹکا دے کر جوتی پھینکی تھی اور باوجود اس بات کے کہ وہ سائیڈ پر تھی اس کی

جوتی ہلکی کی سی تیزی سے رچرڈ کے سینے سے جا ٹکرائی تھی اور رچرڈ کا جسم جوتی کی ضرب کھا کر لاشعوری طور پر پیچھے کی طرف جھکا جس کے

نتیجے میں ظاہر ہے ایک بین ہش ہو گیا اور اس طرح ٹانگیں راڈز کی گرفت سے آزاد ہو جانے میں کامیاب ہو گیا۔ رچرڈ جھٹکا کھا کر پیچھے

ہٹا اور پھر تیزی سے سیدھا ہوا ہی تھا کہ ٹانگیں نے یلخت لمبی چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ رچرڈ کو پوری قوت سے دھکیلتا ہوا دیوار سے

جا ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر کلاک کلاک کی آوازیں سنائی دیں اور اس بار عمران اور صالحہ بھی آزاد ہو گئے اور اس کے

ساتھ ہی رچرڈ کے حلق سے یلخت جھنجھکی اور وہ ہوا میں ہاتھ پیر مارتا ایک دھماکے سے قلابازی کھا کر نیچے فرش پر جا گرا۔ ٹانگیں نے اس کے

سنبھلنے سے پہلے ہی ایک قدم پیچھے ہٹ کر اسے گردن سے پکڑ کر مخصوص انداز میں ہوا میں اچھال دیا تھا جبکہ اس کی مشین گن اس کے

ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گری تھی جسے بجلی کی سی تیزی سے صالحہ نے اٹھایا تھا۔ عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

”رچرڈ کو ہلاک نہ کرنا اور یہ گن مجھے دو“..... عمران نے دروازے کے قریب رک کر کہا تو ٹانگیں نے تیزی سے جھک کر فرش

پر پڑے ہوئے رچرڈ کے سر پر ایک ہاتھ رکھا اور دوسرا اس کے کاندھے پر رکھ کر اس نے سردالے ہاتھ کو مخصوص جھٹکا دیا تو رچرڈ کا

جسم ہوا جسم ایک زور دار جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا لیکن اس کا انتہائی تیزی سے جگرتا ہوا چہرہ دوبارہ تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو

گیا جبکہ اس دوران صالحہ نے گن عمران کی طرف اچھال دی تھی۔ ”تم دونوں ہمیں رکو گئے“..... عمران نے گن کچھ کرتے ہوئے

کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر دوسری طرف آگیا۔ یہ ایک راہداری تھی جس کا اختتام ایک کمرے کے دروازے پر ہوا تھا۔ دروازہ کھلا

ہوا تھا۔ عمران دروازے کے قریب ایک لمحے کے لئے رکا لیکن دوسری طرف سکوت تھا اس لئے عمران تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ خالی تھا جس کے سامنے والی دیوار میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک اور راہداری نظر آرہی تھی۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے اس کے کان میں آسکر کی آواز پڑی لیکن آواز بالکل تھی اور دائیں طرف سے آرہی تھی۔ عمران نے اپنا سر باہر نکال کر دیکھا تو دائیں ہاتھ پر ایک کمرے کے کھلے دروازے سے آسکر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران راہداری میں داخل ہوا اور دیوار کے ساتھ لگ کر اس دروازے کی طرف کھسکتا چلا گیا۔ آسکر شاید یہ بلیک سے باتیں کر رہا تھا کیونکہ اسے بلیک کی آواز بھی سنائی دی تھی۔ عمران دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔

"لارڈ صاحب کا لہجہ بتا رہا ہے بلیک کہ انہوں نے تمہاری تجویز کو پسند نہیں کیا۔ میں طویل عرصے سے ان کے ساتھ ہوں اس لئے مجھے ان کے لہجے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے۔" آسکر نے کہا۔

"لارڈ صاحب کو تم ہی بھگدڑاؤ آسکر۔ یہ عمران انسان نہیں ہے میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے اگر اس سے اس طرح نجات مل سکتی ہے تو یہ بہر حال ہمارے لئے فائدہ مند رہے گی۔" بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخری فیصلہ تو بہر حال لارڈ صاحب ہی کر سکتے ہیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی تو راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں اور اندر رہرہ جی

موجود ہے اور رچرڈ انتہائی محتاط اور تیز آدمی ہے۔ پھر یہ عمران اور اس کے ساتھی کیسے ہمارے لئے کوئی خطرہ بن سکتے ہیں۔" آسکر نے کہا۔ "میں وضاحت نہیں کر سکتا آسکر۔ بہر حال میں نے اپنے طور پر یہ آخری کوشش کی ہے اب یہ تمہاری اور لارڈ صاحب کی مرضی ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔" بلیک نے کہا۔

"لیکن اگر لارڈ صاحب نے فیصلہ تمہاری مرضی کے خلاف دیا تو پھر تمہارا کیا رد عمل ہو گا۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آسکر نے کہا۔

"پھر میں فینن سوسائٹی سے علیحدہ ہو جاؤں گا اور بس۔" بلیک نے کہا۔

"اوہ۔" جس میں معلوم ہے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ آسکر کے لہجے میں غصہ تھا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن یہ بتا دوں کہ میری سرکاری حیثیت بھی ہے۔" بلیک نے جواب دیا۔

"ہو نہ۔" ٹھیک ہے لارڈ صاحب آجائیں پھر دیکھیں گے کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ آسکر کی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

"آسکر بول رہا ہوں۔" آسکر نے مکی آواز سنائی دی۔

"ہائیں لارڈ۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آسکر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رچرڈ

رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

”سوری بلیک جہادرا مشورہ رد کر دیا گیا ہے اور لارڈ صاحب بھی اب یہاں نہیں آ رہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ ان تینوں قیدیوں کو ہلاک کر دیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں سے ان کا خاتمہ کرو گے۔“ آسکر کی آواز سنائی دی۔

”تم نے لارڈ صاحب سے میری بات کی تھی۔“ بلیک نے کہا۔

”سوری۔ اب تو احکامات دیئے جا چکے ہیں اور تم جانتے ہو کہ فیمن سوسائٹی کے یہ اصول ہیں کہ جب حکم دیا جائے تو اس کی تعمیل ہر صورت میں ہوتی ہے۔“ آسکر نے سر دلچے میں جواب دیا۔

”سنو آسکر۔ میں یہ کام خود نہیں کر سکتا البتہ میں یہاں بیٹھا ہوں تم جا کر انہیں ہلاک کر دو اور لارڈ صاحب کو کہہ دینا کہ بلیک نے انہیں ہلاک کیا ہے۔“ بلیک کی آواز سنائی دی۔

”نہیں بلیک۔ ایسا ممکن ہی نہیں۔ میں لارڈ صاحب کے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی خلاف ورزی برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ چلو میرے ساتھ۔“ آسکر کی سخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کرسیاں کھینکنے کی آوازیں سنائی دیں۔

”فہیک ہے تم یہ سٹھو میں جا کر حکم کی تعمیل کر دیتا ہوں۔“ بلیک کی آواز سنائی دی تو عمران نے گن کاندھے سے نکالی۔

”نہیں۔ میں جہاد سے ساتھ جاؤں گا۔“ آسکر نے کہا اور پھر دروازے کی طرف قدموں کی آواز آتی سنائی دی تو عمران بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا۔ اسی لمحے آسکر دروازے سے باہر آتا دکھائی دیا تو عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر چھینٹا اور پھر کمرہ آسکر اور اس کے پیچھے آتے ہوئے بلیک دونوں کی جھڑپوں اور عقب میں موجود کرسیوں پر گرنے کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں اس اچانک افتاد کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے تھے۔ آسکر اور بلیک دونوں نے نیچے گرتے ہی انتہائی بھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران کے دونوں بازو ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور اس بار وہ دونوں ہی ہوا میں اٹھتے ہوئے فضا بازیوں کھا کر سر کے بل نیچے جا گرے۔ ان دونوں کے حلق سے بے اختیار جھنجھٹ نکل گئی تھیں۔ نیچے گر کر وہ دونوں ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرنے لگے لیکن پھر نیچے گرے اور ان کے جسم تیزی سے تہیہ لگ گئے۔ ان دونوں کے چہرے تیزی سے بگڑتے چلے جا رہے تھے۔ عمران نے تیزی سے جھک کر چپلے آسکر کے سر اور کاندھے پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکنا اور پھر اس نے مڑ کر یہی عمل بلیک کے ساتھ دوہرایا اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے جسم ساکت ہو گئے تھے لیکن ان کے تیزی سے بگڑتے ہوئے چہرے اب نارمل ہوئے لگ گئے تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر انہیں دیکھا اور پھر اس نے جھک کر آسکر کو اٹھایا اور اپنے کاندھے پر

لاؤ کر تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

”اسے راڈز میں جکڑ دو“..... عمران نے کانڈھے پر لدے ہوئے آسکر کو ایک کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس نے دوبارہ پہلے والے کمرے میں آکر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے بلیک کو اٹھایا اور اسے تیزی سے اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا۔ اس نے اسے بھی دوسری کرسی پر ڈالا اور پھر گن اس نے کانڈھے سے اتار کر ٹائیگر کی طرف بڑھادی۔

”ٹائیگر تم باہر جاؤ اور پوری عمارت کی تلاشی لو۔ اول تو مجھے یقین ہے کہ یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے لیکن اگر کوئی ہو تو اسے ہلاک کر دو اور اس کے ساتھ ہی اس عمارت کی مکمل تلاشی لو۔“

عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے اشارت میں سر ہلاتے ہوئے عمران کے ہاتھ سے گن لی اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا جبکہ عمران نے صالحہ کی مدد سے بلیک کو راڈز میں جکڑا اور پھر اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رچرڈ کو بھی اٹھایا اور ایک کرسی پر ڈال دیا اور صالحہ نے اسے بھی راڈز میں جکڑ دیا۔

”کیا ہوا تھا۔ آپ نے واپسی میں بڑی دیر لگادی.....“ صالحہ نے کہا تو عمران نے اسے آسکر اور بلیک کے درمیان ہونے والی گفتگو سے آگاہ کر دیا۔

”اوہ۔ پھر تو انہیں زندہ رکھنا حناقت ہوگی“..... صالحہ نے کہا۔

”ٹائیگر واپس آکر رپورٹ دے گا تب ہی اس بات کا فیصلہ ہو سکتا ہے.....“ عمران نے کہا اور اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

”باس عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے اور اس عمارت میں اسلحے کا ایک زبردست ہتھیار بڑا سنور ہے اور بس۔ ویسے یہ عمارت جبرے کی آبادی سے ہٹ کر ساحل سمندر پر ہے اور دور تک اور کوئی عمارت نظر نہیں آ رہی“..... ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ہوٹل سکانا سے نکال کر باقاعدہ یہاں لایا گیا تھا۔ اوکے تم باہر بہرہ دو میں ان سے چند باتیں کر لوں۔ ارے ہاں فون پیس اٹھا کر یہاں لے آؤ اور یہاں اس کا پلگ ساکٹ میں لگا دو“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”عمران نے اٹھ کر پہلے بلیک کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کیا۔ چند لمحوں بعد بلیک کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ صالحہ ویسے ہی کرسی پر بیٹھی رہی تھی۔ چند لمحوں بعد بلیک نے لگی سی آواز میں کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہوئے کی وجہ سے وہ صرف کسمکس کر رہ گیا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو میرا خدشہ درست ثابت ہوا۔ تم نے ان بکرہ سبیلوں

سے رہائی حاصل کر لی۔..... بلیک نے پوری طرح ہوش میں آئے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنے ساتھ آسکر اور رچرڈ کو بھی کرسیوں میں جکڑے دیکھ کر اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی۔

"میں نے تمہیں اس لئے پہلے ہوش دلایا ہے بلیک کہ تم اب اپنے وعدے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟..... عمران نے بڑے ٹھنڈے سے لہجے میں کہا۔

"سوری عمران۔ میں ناکام رہا ہوں۔..... بلیک نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیوں؟..... عمران نے جان بوجھ کر پوچھا۔ وہ دراصل بلیک پر یہ قاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اس نے آسکر اور اس کے درمیان ہونے والی بات چیت سن لی ہے۔

"لارڈ لاکسن نہیں مانا اس کے حکم کی ہر صورت میں تعمیل کی جاتی ہے۔..... بلیک نے کہا۔

"تو پھر اب تم بتاؤ کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جو تمہارے حق میں آئے۔ میں نے ہر حال اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ فینین سوسائٹی بھی بچ جائے اور میں آسکر بھی لیکن ان لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ ان کا واسطہ کس سے پڑ چکا ہے۔..... بلیک نے جواب دیا۔

"اگر میں تمہیں رہا کر دوں تو تمہارا کیا رد عمل ہوگا؟..... عمران نے کہا۔

"میں نے آسکر کو کہا تھا کہ اگر میری بات نہ مانی گئی تو میں فینین سوسائٹی چھوڑ دوں گا لیکن مجھے معلوم ہے کہ فینین سوسائٹی دراصل مذہبی سوسائٹی ہے اس لئے یہاں فینین سوسائٹی سے علیحدگی کا مطلب یقینی موت ہوتا ہے لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میری سرکاری حیثیت ہے اور فینین سوسائٹی کم از کم حکومت گریٹ لینڈ سے دوبارہ نکرانے کی ہمت نہیں کرے گی۔..... بلیک نے کہا۔

"لیکن تمہیں اب کم از کم یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ فینین سوسائٹی اب پہلے والی سوسائٹی نہیں رہی۔ اب یہ اسرائیلی حکومت کے تابع ہو گئی۔ ہے اور اب اس کا نارگٹ گریٹ لینڈ کا شاہی نظام نہیں بلکہ مسلم ممالک اور خاص طور پر پاکیشیا بنے گا۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ ویسے اس وقت میرا خیال تھا کہ میں انہیں قاتل کر لوں گا لیکن لارڈ نے جس طرح جہادی موت کا حکم دے دیا ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ لوگ اپنی موت پر دستخط کر چکے ہیں۔..... بلیک نے کہا۔

"میں نے تمہارے اور آسکر دونوں کے درمیان ہونے والی باتیں سن لی ہیں۔ لارڈ نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم ہم تینوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دو اور تم تیار ہو گئے تھے۔..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔
 "مجھے سو فیصد یقین تھا کہ رچرڈ جہیں سنبھلنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا اس لئے صورت حال وہ نہیں ہو گی جو پہلے تھی۔ باقی تم جو چاہو سوچ لو اور جو چاہے عمل کرو۔" بلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 "تم مجھے فینن سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے بارے میں پوری تفصیل بتا دو۔ میں جہیں خاموشی سے یہاں سے روانہ کر دوں گا۔" عمران نے کہا۔
 "سوری عمران۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو میں علیحدہ تو ہو سکتا ہوں لیکن غداری نہیں کر سکتا۔ تم مجھے بے شک گولی مار دو لیکن میں جہیں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا اور دوسری بات یہ کہ اگر تم مجھ پر یقین کرو تو پھر اصل بات یہ ہے کہ فینن سوسائٹی کے بارے میں شاید پوری تفصیل نہ ہی لاڈ کو معلوم ہو گی اور نہ ہی آسکر کو۔ لاڈ اس سوسائٹی کا چیزیں ضرور ہے اور آسکر اس کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج لیکن فینن سوسائٹی کا اصل مرکز کہاں ہے اور کون لوگ اس کے لئے کیا کیا کام کرتے ہیں اس کا علم شاید ان دونوں کو بھی نہیں ہو گا۔" بلیک نے کہا۔
 "یہ کیسے ہو سکتا ہے بلیک۔ اگر ایسا ہوتا تو لاڈ اور آسکر کی بات نہ مانی جاتی۔ ان کو تو بے شک ہی سوسائٹی کے مقاصد پتہ چل چکے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ جہادری بات درست ہے۔ اصل میں فینن سوسائٹی صرف حکم کی تعمیل کرتی ہے اور بس۔ لیکن سوسائٹی کیا ہے اور کہاں ہے اس کا علم اگر آسکر اور لاڈ کو ہوتا تو گریٹ لینڈ کی سپیشل ایجنسی اس کا سراغ بہر حال لگا لیتی۔ تم تو سپیشل ایجنسی کے چیف، میرس کو ذاتی طور پر جانتے ہو۔ اس نے آج تک لاکھ ٹنکریں ماریں لیکن وہ اصل آدمیوں تک نہیں پہنچ سکا۔" بلیک نے کہا۔
 "تو پھر آسکر اور لاڈ کیا کرتے ہیں۔" عمران نے کہا۔
 "لاڈ پالیسی بناتا ہے جبکہ آسکر اس پالیسی کے تحت احکامات جاری کرتا ہے اور پھر اس کی تعمیل ہوتی ہے لیکن کہاں اور کس انداز میں شاید اس کا علم لاڈ اور آسکر دونوں کو نہیں ہو گا۔" بلیک نے کہا۔
 "آسکر کے حکم دیتا ہے۔" عمران نے کہا لیکن اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ مانیگر نے فون میں نہ صرف عمران کے قریب میز پر رکھ دیا تھا بلکہ اس نے اس کا بلک بھی ساکت میں لگا دیا تھا۔
 "امید ہے تم خاموش رہو گے۔" عمران نے بلیک کی طرف دیکھا اور بلیک نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا۔
 "ہیں۔" عمران نے آسکر کی آواز اور لہجے میں کہا۔
 "ان پاکستانی ایجنٹوں کو کیا ہوا۔" دوسری طرف سے ایک سرد آواز سنائی دی۔

”انہیں آپ کے حکم کے مطابق بلیک نے گولیوں سے اڑا دیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر تم نے رپورٹ کیوں نہیں دی اور تم ابھی تک وہاں کیوں موجود ہو؟“ دوسری طرف سے انتہائی سردہجے میں کہا گیا۔

”بلیک کا خیال ہے کہ ان کی تعداد صرف تین نہیں ہو سکتی اس لئے وہ ان کے مزید ساتھیوں کی تلاش پر کام کر رہا ہے اور اس نے ہی مجھے مشورہ دیا ہے کہ جب تک اس کے ساتھی گرفتار ہو کر یہاں نہیں پہنچ جاتے ہمیں یہیں رہنا چاہئے۔“ عمران نے آسکر کی آواز اور ہجے میں کہا۔

”اسے یہ کام کرنے دو لیکن اب جبکہ وہ اہم آدمی عمران ختم ہو گیا تو اب ہم نے اپنے اصل مقصد کو حاصل کرنا ہے اس لئے تم دیباس کو اطلاع کر دو کہ وہ پاکیشیا کے خلاف اپنا مشن شروع کر دے اور تم ہیڈ کوارٹر میں رہو تاکہ دیباس سے ملنے والی اطلاعات بچہ تک پہنچا سکو۔“ لارڈ نے کہا۔

”یس لارڈ۔“ عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ دیباس کون ہے؟“ عمران نے بلیک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ دیباس فینین سوسائٹی کی وہ عملی قوت ہے جو کسی خفیہ مشن پر کام کرتی ہے۔“ بلیک نے کہا تو

عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر اخذ کر وہ آسکر کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور بلیک کی کنپٹی پر اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہلک بوری قوت سے پڑا تو بلیک کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ نکل گئی۔ عمران کا بازو دوسری بار گھوما اور دوسری ضرب کے بعد بلیک کی گردن دھلک گئی تو عمران نے آسکر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد آسکر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور واپس مڑ کر دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد آسکر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے بھی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ بھی صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

”یہ۔ یہ سب۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تم۔ تم۔ تم کیسے رہا ہو گئے۔“ آسکر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بیٹلے ادھر ادھر دیکھا اور پھر سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور صالحہ کو دیکھ کر اس نے انتہائی حیرت منبر سے ہجے میں کہا۔

”جہاں کیا خیال تھا کہ تم ہمیں اس طرح راڈز میں جکڑ کر گولیوں سے اڑا دو گے۔ تم ہمیں نہیں جانتے لیکن بلیک جانتا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ یہ راڈز ہمیں بے بس نہیں کر سکتے اور نہ ہی جہاز ارحڑ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ راڈز کو

کھولنے اور بند کرنے کے بلن تو سامنے سوچ بورد پر ہیں اور وہاں تک تو جہارے ہاتھ دئیے ہی نہیں جاسکتے۔ نہیں۔ یہ سب ممکن ہی نہیں ہے۔..... آسکر نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے کسی صورت بھی اس بات پر یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی راڈز سے آزاد بھی ہو سکتے ہیں۔

”جہاری حیرت دور کرنے کے لئے کہیں بتا دیتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رپرڈ کے سوچ پینل کے سامنے کھڑے ہونے سے لے کر آزاد ہونے تک کی ساری کارروائی بتا دی۔
”اوہ۔ اوہ۔ ویری سٹریچ۔ اوہ۔ تم تو جادوگر ہو۔ اوہ۔ بلیک ٹھیک کہتا تھا۔..... آسکر نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”سب سے بڑا جادو عقل اور اس کا درست طور پر اور برواق استعمال ہوتا ہے۔..... عمران نے جواب دیا تو آسکر نے اس طرح اثبات میں سر ہلاتا شروع کر دیا جیسے اسے واقعی عمران کی بات پر یقین آ گیا ہو۔

”اب اگر جہاری حیرت دور ہو گئی ہو تو اب بتاؤ کہ جہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔..... عمران نے اچانک سرد لہجے میں کہا تو آسکر چونک کر اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے پہلی بار خیال آیا ہو کہ وہ تو آپس میں دشمن ہیں۔

”تم۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ میرا وعدہ کہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ آسکر نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نے کمرے میں بیچہ کر بلیک سے جو باتیں کی تھیں اور پھر لاڈ کی کال کے بعد تم نے جو کچھ بلیک سے کہا تھا وہ سب میں نے باہر کھڑے ہو کر سن لیا تھا۔ اگر ہم ان راڈز سے نجات حاصل نہ کر سکے ہوتے تو اب تک جہاری گویوں کا نشانہ بن چکے ہوتے۔ ان سب باتوں کے باوجود تم مجھے کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں چھوڑ دوں۔“
عمران کا لہجہ اسی طرح بے حد سرد تھا۔

”بلیک نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ فین سوسائٹی آئندہ پاکیشیا کے خلاف کام نہیں کرے گا۔ میں بھی وعدہ کرتا ہوں تم مجھے چھوڑ دو۔..... آسکر نے کہا۔

”ایک شرط پر چھوڑ سکتا ہوں کہ تم اپنی نیک نیتی ثابت کرو۔“
عمران نے کہا تو آسکر بے اختیار چونک پڑا۔

”میں نیک نیتی سے ہی یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں کیونکہ اب بلیک کی طرح مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ ہم لوگ جہارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تم ہمارے تصور سے بھی زیادہ تیز ہو۔..... آسکر نے کہا۔

”اوکے پھر بتاؤ کہ دیاس کیا ہے۔..... عمران نے کہا تو آسکر نے ایک بار پھر اچھلنے کی ناکام کوشش کی۔

”تم۔ تم دیاس کے بارے میں کیسے جانتے ہو۔..... آسکر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے بلیک نے بتایا ہے کہ فین سوسائٹی کا عملی سیٹ اپ علیحدہ ہے اور اس بارے میں تم تو کیا لاڈ لاکسن بھی کچھ نہیں

جانتا۔ لیکن مجھے اس کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا لیکن پھر لارڈ نے یہاں کال کی تو میں نے تمہاری آواز اور لہجے میں اسے بتایا کہ پاکیشیائی مکتبہ مارے جا چکے ہیں تو اس نے کہا کہ اب تم دیہاس کو اطلاع دے دو کہ وہ پاکیشیا مشن پر کام شروع کر دیں۔ اب تم بتاؤ کہ یہ دیہاس کیا ہے اور پاکیشیا کے خلاف مشن کیا ہے۔ عمران نے سر دلہجے میں کہا۔

”مشن کے بارے میں تو مجھے معلوم ہے لیکن تمہاری وجہ سے دیہاس تک اسے پہنچانے سے روک دیا تھا لیکن یہ حقیقت ہے کہ دیہاس کے بارے میں مجھے بھی معلوم نہیں ہے اور لارڈ کو بھی معلوم نہیں ہے۔ لارڈ سے پہلے چیئرمین آندرے تھا۔ اس نے فین سوسائٹی قائم کی تھی اور اس نے ہی یہ سارا سیٹ اپ قائم کیا تھا۔ پھر آندرے ایک ایکسپریسٹ میں ہلاک ہو گیا تو لارڈ لاکسن نے اس کی جگہ سنبھال لی۔ لارڈ لاکسن کا کام صرف آرڈر دینے ہیں لیکن ان پر عمل دیہاس کرتا ہے اور دیہاس کون ہے۔ کیا ہے کہاں ہے اس کا علم کسی کو نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک گریٹ لینڈ نٹریں مارنے کے باوجود فین سوسائٹی کو ختم نہیں کر سکا۔“..... آسکر نے کہا۔

”تم مجھے بتاؤ کہ مشن کیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ اگر میں سچ بتا دوں تو تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔“..... آسکر نے کہا۔

”کوئی وعدہ نہیں۔ لیکن اگر واقعی تم نے ہم سے تعاون کیا تو ہو سکتا ہے کہ میں اس بات پر غور کروں اور یہ بھی بتا دوں کہ میں چاہوں تو تمہارا لشعور خود بخود سب کچھ اگل دے گا لیکن پھر تم ہمیشہ کے لئے ذہنی عدم توازن کا شکار ہو جاؤ گے اور تم جلتے ہو کہ جس کا ذہنی توازن درست نہ ہو اس کے بارے میں لارڈ اور سوسائٹی والے کیا کریں گے۔“..... عمران نے اسی طرح سر دلہجے میں کہا۔

”میں سچ بتا دوں گا۔ پاکیشیا کے خلاف لارڈ نے اسرائیلی حکام کے لئے یہ مشن ترتیب دیا ہے اور وہ مشن یہ ہے کہ پاکیشیا میں ایٹم پر کام کرنے والے سائنس دان ڈاکٹر احمد علی خان کو ہلاک کیا جائے۔“ آسکر نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے اور حقیقت یہ تھی کہ یہ مشن سن کر عمران کے ذہن میں بے اختیار زلزلہ سا اٹھ گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر احمد علی خان واقعی پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری میں مرکزی آدمی تھے۔ اگر انہیں ہلاک کر دیا جاتا تو پاکیشیا شاید اس سلسلے میں صدیوں پیچھے چلا جاتا۔ گو عمران یہ بات بھی جانتا تھا کہ کوئی آدمی ناگزیر نہیں ہوتا اور انسان نے بہر حال مرنا ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کسی خاص آدمی کی کیا اہمیت ہوتی ہے اور ڈاکٹر احمد علی خان کی اہمیت سے وہ بخوبی واقف تھا۔

”لیکن اس مشن پر عمل کیسے ہو گا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”یہ بات دیہاس نے سوچنی ہے۔ ہمارا کام اس تک مشن پہنچانا

ہے اور بس..... آسکر نے کہا۔
 "تم کیسے دیہاس تک اطلاع پہنچاتے ہو..... عمران نے پوچھا۔
 "گرمٹ لینڈ ٹائمرز میں اشتہار دیا جاتا ہے اور پھر کوئی آدمی

ہیڈ کوآرٹر فون کرتا ہے۔ وہ دیہاس کا نام لیتا ہے تو اسے مشن بتا دیا جاتا ہے..... آسکر نے کہا لیکن اس کا بچہ بتا رہا تھا کہ وہ بہر حال کچھ نہ کچھ چھپا رہا ہے۔

"دیکھو آسکر تمہارے پاس زندگی بچانے کا آخری چانس ہے اس لئے جو کچھ تم چھپا رہے ہو وہ سب کچھ بتا دو..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اشتہار واقعی دیا جاتا ہے لیکن اس میں خصوصی فون نمبر دیا جاتا ہے..... آسکر نے کہا۔

"لیکن اخبار میں تو روزانہ سینکڑوں اشتہار چھپتے ہیں..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ خصوصی اشتہار ہوتا ہے۔ گرمٹ لینڈ کے ایک قدیم گھڑی بنانے والے ادارے لینڈ ٹائمز کے خصوصی ماڈل دیہاس کی فروخت کا اشتہار ہوتا ہے..... آسکر نے جواب دیا اور اس بار عمران سمجھ گیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"فون نمبر تم لپٹے ہیڈ کوآرٹر کا دیتے ہو..... عمران نے کہا۔
 "نہیں۔ کسی بھی ہوٹل کا فون نمبر اور وقت دیا جاتا ہے اور میں اس وقت اس ہوٹل میں موجود ہوتا ہوں..... آسکر نے جواب دیا۔

"فون پر کیا کوڈ دہرائے جاتے ہیں جس سے تم سمجھ جاتے ہو کہ یہ اصل فون ہے..... عمران نے کہا۔

"میں ہوٹل والوں کو بتا دیتا ہوں کہ میں قدیم گھڑیاں جمع کرنے والا ہوں اور میں نے اپنے ایک آدمی کو یہاں کا فون نمبر اور وقت دیا ہوا ہے اس لئے اگر لینڈ ٹائمز کے بارے میں کوئی فون آنے تو میری بات کرا دی جائے اور وہ کرا دیتے ہیں۔ ہم باقاعدہ اس گھڑی کا سودا طے کرتے ہیں۔ وہ چار سو پاؤنڈ طلب کرتا ہے جبکہ میں فٹنڈہ سو پاؤنڈ براڑ جاتا ہوں۔ پھر وہ چار سو سے کم پر آتا ہے جبکہ میں فٹنڈہ سو سے آگے بڑھتا ہوں اور جب ہم دونوں سو اتین سو پاؤنڈ پر رضامند ہو جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ فون درست ہے۔ پھر وہ اپنا فون نمبر بتاتا ہے میں جا کر پبلک فون بوتھ سے اس نمبر پر بات کرتا ہوں اور اسے مشن بتا دیتا ہوں..... آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ تم اس فون نمبر کے بارے میں معلومات ضرور کرتے ہو گے..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ دو تین بار میں نے کوشش کی ہے لیکن وہ نمبر یا تو بس اڈے کا ہوتا ہے یا ٹیکسی اڈے کا یا پھر کسی ریسٹوران کا۔ ہر بار مختلف نمبر بتایا جاتا ہے..... آسکر نے جواب دیا۔

"یہ دیہاس تمہیں رپورٹیں کیسے دیتا ہے..... عمران نے کہا۔
 "ہیڈ کوآرٹر کے فون پر دیہاس کا نام بتا کر مختصر سی رپورٹ دی

نے جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ بینک کے آدمی ان سے ملے ہوئے ہیں۔

عمران نے کہا۔

”نہیں۔ وہ سپیشل لاکر ہے۔ اس کی جعلی چابی بنائی ہی نہیں جا سکتی۔ میں نے اس پر بہت غور کیا ہے لیکن مجھے آج تک اس لفافے کے غائب کرنے کا طریقہ کار سمجھ میں نہیں آیا۔“ اسکر نے جواب دیا۔

”لاکر نمبر کیا ہے اور اس کی چابی کہاں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”چابی ہیڈ کوارٹر میں میرے آفس کی خفیہ سیف کے خفیہ خانے میں ہے۔“ اسکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاکر کا نمبر بھی بتا دیا۔

”اوکے اب اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو تم لارڈ کو کیا کہو گے۔“

عمران نے کہا۔

”میں نے کیا کہنا ہے۔ تم نے خود ہی تو بتایا ہے کہ تم نے لارڈ کو کہہ دیا ہے کہ پاکیشیائی لجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں۔“ اسکر نے کہا۔

”اور تم اشتہار کب دو گے۔“ عمران نے کہا۔

”کل۔ کیونکہ لارڈ کے حکم کی فوری تعمیل ضروری ہے۔“ اسکر نے کہا۔

”اوکے۔ میں تمہیں اور بلیک کو زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ میں

جاتی ہے حتیٰ کہ کامیابی کی رپورٹ بھی اسی طرح ملتی ہے اور میں رپورٹیں لارڈ تک پہنچا دیتا ہوں۔“ اسکر نے جواب دیا۔

”پھر تم نے یہ ہیڈ کوارٹر کیوں بنار کھا ہے۔ وہاں کیا ہوتا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہیڈ کوارٹر فین سوسائٹی کے انکم دنگ کے لئے ہوتا ہے۔“ اسکر نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”انکم دنگ۔ کیا مطلب۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”فین سوسائٹی خود کفالت کی بنیاد پر کام کرتی ہے اس لئے ہیڈ کوارٹر کے تحت باقاعدہ کئی تنظیمیں کام کرتی ہیں جو ہر قسم کی سنگٹنگ اور جرائم کرتی ہیں اس کے نیچے میں جتنی رقم وصول ہوتی ہے وہ فین سوسائٹی کے فنڈ میں جمع کروئی جاتی ہے۔“ اسکر نے جواب دیا۔

”پھر یہ رقم کہاں جاتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اس میں سے ایک چوتھائی لارڈ لاکسن کے خصوصی اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے۔ ایک چوتھائی ہیڈ کوارٹر کے اکاؤنٹ میں اور باقی آدمی رقم دیباں وصول کرتا ہے۔“ اسکر نے کہا۔

”وہ کیسے وصول کرتا ہے۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہر ماہ جتنی رقم بنتی ہے اس کا لفافہ سٹی بینک کے ایک مخصوص لاکر میں پہنچا دیا جاتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ دوسرے روز ہی یہ لفافہ نکال لیا جائے۔ بعض اوقات ہفتہ ہفتہ وہ پڑا رہتا ہے۔“ اسکر

نے بلیک کو اس لئے بے ہوش کر دیا تھا کہ وہ جہارے اور میرے درمیان ہونے والی بات چیت نہ سن سکے اس لئے اب یہ جہاری مرضی ہے کہ تم اسے کیا بتاتے ہو اور کیا نہیں اور اس رچرڈ کے بارے میں بھی فیصلہ تم خود کرو گے۔ میں یہ بتا دوں کہ اگر تم نے ہمارے خلاف پھر کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کی تو پھر جہارا ہیڈ کو اڑ بھی جہیں نہ بجائے گا۔..... عمران نے کہا۔

"میں کوئی کارروائی نہیں کروں گا۔..... آسکر نے جواب دیا۔

"میں فون پر جہارے ہیڈ کو اڑ نہیں تم سے رابطہ کروں گا۔ مجھے اپنا خصوصی نمبر بتا دو۔..... عمران نے کہا۔ (البر الفرس بوسفی زنی

نہیں۔ وہاں آنے والی ہر کال میپ ہوتی ہے اس لئے تم وہاں فون نہ کرو البتہ میں جہیں اپنی ہائٹس گاہ کا نمبر دے دیتا ہوں۔ وہاں تم فون کر سکتے ہو۔..... آسکر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

"اوکے۔ اب میری بات غور سے سن لو۔ اگر تم نے یا بلیک نے ہمارے خلاف کوئی اقدام کیا تو پھر میں یہی سمجھوں گا کہ تم نے اب تک جو کچھ مجھے بتایا ہے وہ غلط ہے اور پھر چاہے تم اور بلیک پاتال میں کیوں نہ گھس جاؤ میں جہیں ڈھونڈ نکالوں گا اور اس کے بعد ظاہر ہے پھر کوئی رعایت نہیں ہوگی۔..... عمران نے انتہائی سرنہچے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ آسکر کوئی جواب دیتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کرہ آسکر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج

اٹھا۔ ابھی اس کی چیخ مکمل ہی نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو دوبارہ گھوما اور اس بار آسکر کے حلق سے گھنی گھنی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی تو عمران پیچھے ہٹا اور اس نے سوچ بورد پر موجود بٹن پریس کر کے ان تینوں کی کرسیوں کے راڈز غائب کر دیئے۔

"آپ اس آسکر اور رچرڈ کو کیوں زندہ چھوڑ رہے ہیں عمران صاحب۔....." صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"رچرڈ کو لا محالہ آسکر خود گولی مار دے گا اس لئے ہمیں اس کے خون میں ہاتھ رنگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور جہاں تک آسکر کو زندہ چھوڑنے کا تعلق ہے تو اگر اسے ہلاک کر دیا جاتا تو لاڈ لا کسن تک اس کی خبر پہنچ جاتی اور نتیجہ یہ کہ اسے معلوم ہو جاتا کہ ہم ہلاک نہیں ہوئے۔ اب وہ مطمئن رہے گا کہ ہم ہلاک ہو چکے ہیں۔"۔ عمار نے دروازے سے باہر راہداری میں آتے ہوئے کہا۔

"بلیک کو آپ نے شاید اپنا دوست ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔....." صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بلیک کے ذمہ ہمارے ساتھیوں کی تلاش تھی اس لئے بلیک کی زندگی کا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھیوں کی تلاش جاری ہے ورنہ سو سائٹی اس کی جگہ کسی اور گروپ کو سنبھالے آتی اور ہمارے لئے مسائل پیدا ہو جاتے۔..... عمران نے جواب دیا۔

"اب آپ کا پروگرام کیا ہے۔....." صالحہ نے بزدلی برآمدے میں

ہینچے ہوئے کہا جہاں ٹائیگر مشین گن لئے موجود تھا۔

”فی الحال یہاں میک اپ تبدیل کریں گے اور پھر لارڈ لاکسن کو کور کرنا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔
”کیا مطلب۔“ میرا تو خیال تھا کہ آپ اس دیباہ کو تلاش کریں گے۔.....“ صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

”جو کچھ آسکر نے بتایا ہے اس کے تحت یہ طویل پراجیکٹ ہے جبکہ معاملات فوری نوعیت کے ہیں۔ سو ساعی کا کوئی گروپ فوری طور پر پاکیشیا پہنچ سکتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی یہاں سے روانگی سے پہلے ہی ان پر ہاتھ ڈال لیا جائے۔“ عمران نے جواب دیا۔
”لیکن آسکر کے بقول لارڈ کو خود بھی دیباہ کا علم نہیں ہے اور ویسے بھی اگر ہوتا تو پھر یہ سارا طویل جھگڑا آسکر کے ذریعے نہ چلایا جاتا۔ لارڈ خود بھی تو براہ راست انہیں حکم دے سکتا تھا۔.....“ صالحہ نے کہا۔

”آسکر صرف ہیڈ کوارٹر انچارج ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں ہے کہ ایسی خفیہ تنظیموں میں کیا کیا سلسلے ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ لارڈ خود ہی دیباہ کا بھی ہیڈ ہو گا۔ باقی ساری کارروائی صرف اس لئے کی جاتی ہے کہ کسی کو اس پر شک نہ ہو سکے کہ لارڈ کا بھی دیباہ سے کوئی تعلق ہے۔ اس طرح کوئی بھی لارڈ کے ذریعے دیباہ تک پہنچنے کا سوچے گا بھی نہیں۔.....“ عمران نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

لارڈ اپنے محل کے اندر رہتے ہوئے اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ سامنے پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون پیسیز میں سے سرخ رنگ کے فون کی ٹھنڈی بج اٹھی تو لارڈ نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئی تھیں۔ پھر جس نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔

”یس ماسٹر بول رہا ہوں۔.....“ لارڈ نے کہا۔
”اینکر بول رہا ہوں ماسٹر۔.....“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔.....“ لارڈ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ہیڈ کوارٹر چیف نے آپ کو پاکیشیائی ہینچمنوں کے بارے میں رپورٹ دی ہے۔.....“ اینکر نے کہا۔

سیٹ پر ایک نوجوان تھا۔ فرٹ اور عقبی سیٹوں کے درمیان ایک شیشے کا پارٹیشن تھا لیکن اس شیشے کی یہ خصوصیت تھی کہ اس میں سے لارڈ تو دوسری طرف آسانی سے دیکھ سکتا تھا لیکن ڈرائیور کو عقبی سیٹ پر کچھ نظر نہ آ سکتا تھا اور ایسی ہی خصوصیت عقبی سیٹ کی سائیڈ اور عقبی شیشے کی تھی۔ کار گریٹ لینڈ کی مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد شہر کی شمال مغربی سمت میں آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور پھر ایک عالی شان ہوٹل اور یگا کے سامنے موجود ایک عمارت کے بند گیٹ کے سامنے ڈرائیور نے کار روکی اور مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پچانگ کھل گیا اور ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ یہ ایک رہائشی عمارت تھی۔ ڈرائیور نے کار پورچ میں روکی تو لارڈ لاکسن خود ہی نیچے اترے اور تیز قدم اٹھاتے اندر دنی طرف کو بڑھتے چلے گئے۔ برآمدے میں ایک ہی دروازہ تھا۔ لارڈ نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو یہ دروازہ بھی میکانیکی انداز میں کھل گیا اور لارڈ اندر ایک راہداری میں داخل ہوا تو اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ لارڈ تیز تیز قدم اٹھاتے اس راہداری میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ راہداری کا اختتام ایک دیوار پر ہوا۔ لارڈ نے دیوار کے سامنے رک کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں اپنے سر پر رکھے۔ چند لمحوں بعد دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی اور لارڈ نے ہاتھ نیچے کر لئے۔ دوسری طرف ایک کمرہ تھا جس میں ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا نوجوان کھڑا تھا۔

”ہاں۔ انہیں بلیک نے ہلاک کر دیا ہے۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو اور جہاد کیا تعلق ہے ان سے“..... لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کو سراسر غلط پورٹ دی گئی ہے ماسٹر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آسکر مجھے غلط پورٹ دے“..... لارڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اینکر کی بات سن کر غصہ آ گیا ہو۔

”آپ ون ہیڈ کو ارٹھر پر آ جائیں سب کچھ آپ کے سامنے آ جائے گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی ایسا ہوا ہے“..... لارڈ نے استہسانی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن چند تفصیلات ایچ جی کے فون پر نہیں بتائی جا سکتیں اس سے آپ ون ہیڈ کو ارٹھر پہنچ جائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ میں آ رہا ہوں“..... لارڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیردنی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک سیاہ رنگ کی کار محل کے ایک خفیہ راستے سے باہر آئی اور تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ یہ کار نہ صرف بلک پزڈ تھی بلکہ بم پزڈ بھی تھی۔ لارڈ عقبی سیٹ پر موجود تھا جبکہ ڈرائیونگ

اس نے آگے بڑھ کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں لارڈ کا استقبال کیا۔
 "تم نے مجھے حیران کر دیا ہے اینکر۔ کیا واقعی جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ درست ہے؟"..... لارڈ نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "اسی لئے تو میں نے آپ کو یہاں آنے کی زحمت دی ہے ماسٹر۔
 آئیے..... اینکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ لارڈ تیزی سے آگے بڑھا۔ اینکر اس کے پیچھے تھا۔ وہ دونوں ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں دیوار کے ساتھ مختلف ڈیزائن کی مشینیں نصب تھیں جبکہ ایک سائیڈ پر شفاف خیشے سے بنا ہوا ایک کمرہ تھا۔ لارڈ کا رخ اس کمرے کی طرف تھا۔ کمرے میں دیوار کے ساتھ ایک قد آدم مشین موجود تھی جس میں کافی بڑی سکرین تھی جبکہ سامنے ایک میز پر مستطیل شکل کی مشین موجود تھی۔ میز کے پیچھے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"تشریف رکھیں ماسٹر۔" اینکر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور لارڈ سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ دوسری کرسی پر اینکر بیٹھ گیا۔
 "ماسٹر۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ زیر پوائنٹ پر انتہائی خفیہ کارکن کبیرے نصب ہیں جن کا علم آسکر سمیت کسی کو بھی نہیں ہے۔" اینکر نے لارڈ سے کہا۔

"ہاں۔ کیوں؟"..... لارڈ نے چونک کر کہا۔

"ان کبیروں نے جو فلم تیار کی ہے آپ اسے دیکھ لیں۔" اینکر نے کہا اور مشین کے مختلف بٹن پر ہنس کر شروع کر دیے۔

سکرین پر جھماکے شروع ہو گئے اور پھر اس پر ایک منظر ابھر آیا اور لارڈ بے اختیار چونک پڑا۔ یہ ایک بڑے کمرے کا منظر تھا جس میں راڈز میں جکڑے ہوئے گریٹ لینڈ کے تین باشندے بیٹھے ہوئے تھے جن میں ایک عورت اور دو مرد تھے۔ ان کے سامنے کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ تیسرا ان کے پیچھے کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"یہ آسکر کے ساتھ کون ہے؟"..... لارڈ نے پوچھا۔

"یہ بلیک ہے۔ چونکہ یہ عمر کا دوست ہے اس لئے اس نے میک اپ کر رکھا ہے۔"..... اینکر نے کہا اور لارڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اینکر نے ایک بٹن دبایا تو مشین سے آوازیں نکلنے لگیں۔

"میں نے فلم کو باقاعدہ ایڈٹ کیا ہے ماسٹر تاکہ تمام صورت حال واضح ہو کر سامنے آجائے۔"..... اینکر نے کہا تو لارڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا جو اس کمرے میں ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔ فلم خامی طویل ثابت ہوئی اور لارڈ لگاتار فلم دیکھتے ہوئے اور آوازیں سنتے ہوئے بار بار کرسی پر اچھلا لیکن اس نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔ فلم جب ختم ہوئی اور سکرین دوبارہ آف ہو گئی تو لارڈ کے چہرے پر شدید ترین غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"دیری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ آسکر نے اپنی جان بچانے کے لئے اور بلیک نے اپنی دوستی کی غرض سے سوسائٹی سے غداری کی

ہے۔ ویری بیڈ۔ میرے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔..... لارڈ نے شدید غصیلے لہجے میں کہا۔
 "جب تک میں نے فلم نہیں دیکھی تھی مجھے بھی اس کا تصور تک نہ تھا ماسٹر..... اینکرنے کہا۔

"لیکن تمہیں ان پر شک کیسے ہوا..... لارڈ نے پوچھا۔

"رچرڈ میرا آدمی ہے اور اتفاقاً رچرڈ ان دونوں سے پہلے ہوش میں آ گیا۔ اس نے مجھے فون کر کے اطلاع دی تو میں حیران رہ گیا اور پھر میں نے رچرڈ کو کہہ کر آسکر اور بلیک دونوں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگوا دیئے اور لپٹے آدمی بھجوا کر انہیں یہاں منگوایا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے وہاں سے فلم بھی منگوالی۔ اگر آسکر اور بلیک کو پہلے ہوش آ جاتا تو وہ لامحالہ اپنا راز رکھنے کے لئے رچرڈ کو گولی مار دیتے..... اینکرنے کہا۔

"وہ انجکشن اب کہاں ہیں..... لارڈ نے کہا۔

"میں نے ان کی تلاش شروع کرا دی ہے۔ انہوں نے زیر و پوائنٹ پری میک اپ کئے ہیں جو آپ نے دیکھ لئے ہیں اور انہیں یقیناً یہ خیال تک نہ ہوگا کہ ان کی فلم بن رہی ہے اس لئے وہ پوری طرح مطمئن ہوں گے اور لامحالہ پکڑے جائیں گے لیکن چونکہ سٹار لینڈ بہت بڑا جیرہ ہے اس لئے انہیں تلاش کرنے میں کچھ وقت تو لگے گا..... اینکرنے کہا۔

"یہ آسکر اور بلیک کہاں ہیں..... لارڈ نے پوچھا۔

"میں موجود ہیں اور انہیں ابھی تک بے ہوش رکھا گیا ہے۔
 اینکرنے جواب دیا۔
 "تمہارے آدمی انہیں سٹار لینڈ سے یہاں کس طرح لے آئے تھے..... لارڈ نے پوچھا۔

"انہیں مر فیض ظاہر کر کے چارٹرڈ ایئربوٹس طیارے سے دارالحکومت لایا گیا اور پہلے انہیں ایک پرائیویٹ ہسپتال منتقل کیا گیا اور وہاں سے خاموشی سے انہیں یہاں لایا گیا ہے..... اینکرنے جواب دیا۔

"گڈ۔ تم واقعی بے حد دور اندیش ہو..... لارڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو دیاس کے بارے میں آج تک سوائے چند افراد کے کوئی نہیں جانتا۔ بہر حال اب ان دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے..... اینکرنے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فداری کی کیا سزا ہوتی ہے۔ انہیں گولیوں سے اڑا دو اور لاشیں باہر سڑک پر پھینک دو..... لارڈ نے کہا۔

"میرا خیال ہے ماسٹر کہ انہیں روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کیا جائے کیونکہ بہر حال بلیک کا تعلق ایک طاقتور سرکاری انجینری سے ہے۔ اس کی اچانک موت یا اس کی گمشدگی دونوں ہی ہمارے لئے خطرناک شبات ہو سکتی ہیں..... اینکرنے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا لیکن اب پاکیشیا مشن کا کیا ہوگا۔

اسرائیلی حکام مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں۔..... لارڈ نے کہا۔
 "ماسٹر آپ جیسرین ہیں اس لئے آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی لیکن
 میرا خیال ہے کہ جیسے ان پاکیشیائی ہتھیاروں کو ٹریس کر کے ان کا
 خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ میں نے اس فلم میں جو کچھ دیکھا ہے اس سے
 ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں۔ اس کے بعد
 اطمینان سے پاکیشیا مشن پر کام کیا جائے گا کیونکہ ظاہر ہے سائرس
 وان کو تلاش کرنا بڑے گا اور پھر اس تک رسائی حاصل کرنا ہوگی
 اس کے بعد ہی مشن مکمل ہو سکتا ہے۔ اس میں بہر حال کافی وقت
 بھی لگ سکتا ہے۔..... اینکرنے کہا۔

"فھیک ہے لیکن یہ کام جلد از جلد ہونا چاہئے۔" لارڈ نے کہا۔
 "ماسٹر۔ اس عمران کو دیہاس کے بارے میں آسکر نے جو کچھ بتایا
 ہے میں اسے نمپ کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ اس طرح یہ
 جلدی نمپ میں آجائیں گے۔..... اینکرنے کہا۔
 "فھیک ہے جو مناسب سمجھو کرو اور سنو اب آسکر کی جگہ
 ہینڈ کو آرٹر میں بھی تم اپنا کوئی آدمی بھجوا دو۔..... لارڈ نے اٹھتے
 ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر۔..... اینکرنے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور لارڈ سر ہلاتا
 ہوا تیزی سے مڑا اور واپس اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے
 وہ اس مشین روم میں آیا تھا۔ اینکر مودبانہ انداز میں اس کے پیچھے
 چل رہا تھا۔

سفید رنگ کی کار ایک انتہائی شاندار اور خوبصورت محل کے
 جہاز سیٹر کے گیٹ کے سامنے رکی تو گیٹ کے باہر موجود دو
 باوردی دربانوں میں سے ایک تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ کار کی
 ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی
 تھی۔ عمران عقبی سیٹ پر موجود تھا۔ تینوں نے ایکڑی میک اپ کر
 رکھا تھا۔

"لارڈ صاحب سے ہماری ملاقات طے ہے۔ میرا نام بوفر ہے اور یہ
 میری سیکرٹری اور میرا ڈرائیور ہے۔..... عمران نے عقبی کھڑکی سے
 سر باہر نکالتے ہوئے دربان سے کہا۔

"یس سر۔..... دربان نے حیرت بھری نظروں سے عمران کی
 طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"یہ دربان آپ کی باتیں سن کر کچھ حیران نظر آ رہا تھا۔..... صالحہ

بڑے گا۔۔۔۔۔ عمران نے قدرے جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں سر۔ لارڈ صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ تشریف لائیں۔“
سیکرنری نے بغیر ماتھے پر شکن ڈالے اسی طرح ہنڈب انداز میں کہا
اور واپس مڑ گیا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ ایک
دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد وہ
ایک کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں صوفے پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا
تھا اور عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ لارڈ جوزف ہے۔
”خوش آمدید مسٹر بوفر۔۔۔۔۔ لارڈ نے اٹھ کر خوشی سے ان کا
استقبال کیا۔

”یہ میری سیکرنری فیری اور یہ میرا گارڈ ہے مائیکل۔۔۔۔۔ عمران
نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

”تشریف رکھیں۔۔۔۔۔ لارڈ نے ان سے مصافحہ کئے بغیر صرف سر
ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد
دروازہ کھلا اور مارٹن ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے
میں شراب کے تین جام تھے۔

”سوری لارڈ صاحب۔ ہم میں سے کوئی شراب نہیں پیتا۔“ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ مارٹن مشروب لے آؤ۔۔۔۔۔ لارڈ نے بغیر کسی
تجسس یا حیرت کا اظہار کئے مارٹن سے کہا۔
”یہ لارڈ۔۔۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

نے کہا۔

”یہ گریمٹ لینڈ کے لوگ انتہائی وفادار اور بالکل سائل کے
لوگ ہوتے ہیں جبکہ ایکری کھنڈرے اور لاپرواہ طبیعت کے مالک
ہیں۔ میں نے جس طرح ایکری انداز میں اپنا اور تم دونوں کا
تعارف کرایا ہے اس پر یہ حیران ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا
تو صاف بے اختیار مسکرا دی۔ دربان پھانک کی سائیڈ میں بنے
ہوئے گارڈ روم میں داخل ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تو باہر آیا
البتہ جہازی ساز کا پھانک آنویٹک انداز میں کھٹک چلا گیا اور باہر
کھڑے ہوئے دربان نے اندر جانے کا اشارہ کیا تو ٹائنگر نے کار آگے
بڑھا دی۔ طویل مونروے سے گزر کر کار ایک وسیع و عریض پورچ
میں جا کر رک گئی۔ پورچ میں سفید رنگ کی ایک انتہائی قیمتی اور
جدید ماڈل کی ردلز رائس کار بیٹھنے سے موجود تھی۔ کار کئے ہی عمران
نیچے اترا۔ اس کے ساتھ ہی صاف اور ٹائنگر بھی نیچے اترا آئے۔ اسی لمحے
ایک بھاری جسم کا آدمی سیڑھیاں اتر کر پورچ کی طرف آیا۔ اس کے
جسم پر گرے رنگ کا سوٹ تھا اور اپنے حلیہ، لباس اور چال وصال
سے واقعی کوئی لارڈ ہی لگ رہا تھا لیکن عمران نے چونکہ لارڈ جوزف
کو دیکھا ہوا تھا اس لئے وہ سمجھ گیا کہ یہ لارڈ کا پیئر و فیئر ہو گا۔

”میرا نام مارٹن ہے جنتاب اور میں لارڈ صاحب کا سیکرنری
ہوں۔۔۔۔۔ اس آدمی نے بڑے باوقار اور ہنڈب لہجے میں کہا۔

”کیا مجھے بھی ایک بار پھر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرانا

"مسٹر بوفراپ نے فون پر بتایا تھا کہ آپ کے پاس قدیم مصری ایسے نوادرات ہیں جو نایاب ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے؟"..... لارڈ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں اور اسی سلسلے میں ہم حاضر ہوئے ہیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہاں گریٹ لینڈ تو کیا پوری دنیا میں لارڈ جوزف سے زیادہ نوادرات کا قدردان اور کوئی نہیں ہے؟"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ لیکن پہلے میں یہ نوادرات دیکھوں گا اور پسند کروں گا۔ کیا آپ کے پاس ان کا الیم ہے؟"..... لارڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور مارٹن ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس بار ٹرے میں مشروب کے تین گلاس موجود تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے رکھا اور پھر جس طرح خاموشی سے آیا تھا اسی طرح خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"یہ ایسے نوادرات ہیں لارڈ صاحب کہ ان کی تصویریں بنا کر ہم نے موت نہیں خریدی۔" مصری نوادرات کی چوری کے خلاف کام کرنے والا واچ ڈاگ اور پھر پورا محکمہ بھی ان نوادرات کو تلاش کرتا پھر رہا ہے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو لارڈ کے چہرے پر پہلے سے کہیں زیادہ دلچسپی کے تاثرات پھیل گئے۔

"چلیں آپ ان کی زبانی تفصیل بتادیں؟"..... لارڈ نے کہا۔

"شہزادی ست آمن کے بارے میں تو آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے؟"..... عمران نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں؟"..... لارڈ نے چونک کر کہا۔

"شہزادی ست آمن کا شاہی تاج کیسا نوادر ہے؟"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا واقعی۔ کیا اصل؟"..... لارڈ نے بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یقین نہ کرنے والی کیفیت تھی۔

"جی ہاں۔ اصل۔ اسی لئے تو واچ ڈاگ پاگل ہو رہا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی فرعون اختاتون کی شاہی مہر بھی ہو تو آپ خود بتائیں کہ کیا قیامت نہ ٹوٹ پڑی ہوگی مصریوں پر؟"..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ اوہ۔ ناقابل یقین۔ کیا میں انہیں دیکھ سکتا ہوں؟"..... لارڈ نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ضرور دیکھ سکتے ہیں کیونکہ ظاہر ہے دیکھے بغیر تو آپ کو یقین بھی نہیں آئے گا اور پھر تو ہمیشہ کھراسودا کرنے میں پوری دنیا میں مشہور ہے لیکن اس کے لئے آپ کو لارڈ لاکسن کی صاحبزادی اراما سے خفیہ طور پر ملنا ہوگا؟"..... عمران نے کہا تو لارڈ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ اراما سے کیوں؟"..... لارڈ نے انتہائی حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

”ارما کے بارے میں آپ یقیناً جانتے ہوں گے کہ وہ بھی نوادرات کی انتہائی شوقین ہے اور اس کے پاس بھی مصری نوادرات کی انتہائی قیمتی کولیکشن ہے۔“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن.....“ لارڈ نے حیران ہو کر کہا۔

”ارما ہمارے سنڈیکٹ کی پرانی گاہک ہے اور چونکہ جوری شدہ مصری نوادرات اگر گریٹ لینڈ کے کسی آدمی کی ملکیت میں ہوں تو وہ خود بخود قانونی بن جاتے ہیں کیونکہ گریٹ لینڈ اور مصر کے درمیان اس سلسلے میں کوئی معاہدہ نہیں ہے اور پھر گریٹ لینڈ کے لارڈز سب سے بڑے گاہک بھی ہیں۔ ارما بھی ان گاہکوں میں شامل ہے اور ہمارے سنڈیکٹ کے چیف سے ان کے براہ راست تعلقات بھی ہیں۔ چیف سب سے پہلے ارما کو ہی اطلاع دیتے ہیں اور اگر وہ انہیں نہ خریدیں تو پھر دوسرے گاہکوں کو مال فروخت کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جیسے ہی یہ نوادر حاصل کئے گئے انہیں فوری طور پر گریٹ لینڈ منتقل کر دیا گیا اور پھر چیف نے حسب دستور ارما کو اطلاع دی تو انہوں نے ان میں انتہائی گہری دلچسپی ظاہر کی جس پر چیف نے ہمیں اطلاع دی اور ہم نے ارما صاحبہ سے رابطہ کیا لیکن ان کے والد لارڈ لاکسن نے ان دنوں اپنے کسی مقصد کی خاطر ارما صاحبہ کی آمد و رفت پر بھی پابندی لگا رکھی ہے اور بذات خود بھی چوبیس گھنٹے اپنے محل میں رہ رہے ہیں اور کسی بھی شخص کو چاہے وہ کوئی بھی

کیوں نہ ہو محل میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی اور اتفاقاً جب ہم نے ان سے رابطہ کیا تو لارڈ لاکسن گریٹ لینڈ سے سٹار لینڈ گئے ہوئے تھے اس لئے ارما صاحبہ کسی خفیہ راستے سے ہمارے پاس آئیں اور انہوں نے نوادرات دیکھے۔ انہیں حیرت کیا اور پھر انہوں نے وہیں سے چیف سے فون پر بات کی اور سودا طے ہو گیا البتہ رقم کی ادائیگی لارڈ لاکسن کی آمد تک ملتوی کر دی گئی۔ چونکہ چیف کو ان پر اعتماد تھا اس لئے چیف نے انہیں نوادر ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ارما صاحبہ نوادرات اپنے ساتھ محل میں لے گئیں لیکن لارڈ لاکسن واپس آئے تو ہم نے ارما صاحبہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو پہلے تو رابطہ ہی نہ ہونے پایا کیونکہ ان کو فون پر بھی آنے کی اجازت نہ تھی لیکن بہر حال کسی نہ کسی طرح رابطہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ لارڈ لاکسن نے بیٹنٹ کرنے سے انکار کر دیا ہے جس پر ہم نے انہیں نوادرات واپس کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے آپ کا نام لیا اور مجھے کہا کہ ہم آپ سے مل لیں۔ انہوں نے ہی مجھے بتایا ہے کہ آپ منہ مانگی قیمت دے سکتے ہیں اور آپ لارڈ لاکسن صاحب کی طرف سے پابندی کے باوجود نوادرات تک پہنچ بھی سکتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ آپ سے خود بات کر لیں لیکن انہوں نے بتایا کہ محل میں لارڈ لاکسن نے ایسا کمپیوٹر نصب کر دیا ہے جس کی موجودگی میں نہ ہی وہ باہر کسی سے بات کر سکتی ہے اور نہ کسی کی کال ریسورڈ کر سکتی ہے لیکن انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ ہم

بات چیت سن سکیں۔..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو لارڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر آخر میں اس نے لاڈل کا ہٹن بھی پرہیز کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"میں لارڈ لاکسن مینشن..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لارڈ جوزف بول رہا ہوں۔ ارما سے بات کراؤ..... لارڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ لارڈ صاحب کا حکم ہے کہ سوائے ان کے اور کسی کی کال رسیور نہ کی جائے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ جوزف کے ہجرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے۔ لارڈ صاحب سے بات کراؤ..... لارڈ جوزف نے کہا۔

"سوری سر۔ لارڈ صاحب اس وقت محل میں موجود نہیں ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ جوزف نے انتہائی غصے کے عالم میں رسیور کر ڈیل پر ہنچ دیا۔

"یہ کیا چکر ہے۔ چلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا..... لارڈ جوزف کے ہجرے پر غصے کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات بھی تھے۔

"آپ لارڈ صاحبان کے اپنے مسائل ہوتے ہوں گے۔ ہمیں ان سے کوئی غرض نہیں۔ آپ ہمارے کرم ہمارے ساتھ چل کر

جب آپ سے ملیں گے تو وہ ہمارے ساتھ نوادرات دیکھنے آئیں گے تو پھر بات بھی ہو جائے گی اور نوادرات بھی اگر آپ چاہیں گے تو آپ کو دے دیئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں گے تو نوادرات ارما کی تحویل میں رہیں گے جبکہ قیمت آپ ادا کریں گے۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا اور اب ہم یہاں موجود ہیں۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔

جہیں شاید معلوم نہیں کہ ارما میری منگیت ہے اس لئے مجھے ان سے ملنے پر کیسے پابندی لگ سکتی ہے اور مجھے ارما کے اس شوق کا بھی علم ہے۔ ٹھیک ہے میں ارما سے بات کرتا ہوں۔ اگر اس نے نوادرات چیک کر لئے ہیں تو نوادرات اس کے پاس ہی رہیں گے بحشت میں کر دوں گا۔..... لارڈ نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔ ہمیں تو بہر حال بحشت سے غرض ہے۔"

عمران نے جواب دیا۔

"کتنی رقم میں سودا ہوا ہے..... لارڈ نے پوچھا۔

"آپ خود ارما صاحبہ سے پوچھ لیں۔ وہ غلط بات نہیں کیا کرتیں..... عمران نے جواب دیا تو لارڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پرہیز کرنے شروع کر دیئے۔

"برائے مہربانی لاڈل کا ہٹن بھی پرہیز کر دیں تاکہ ہم بھی آپ کی

نوادرات دیکھ کر بیٹھ کر دیں تاکہ ہم جا سکیں ورنہ ہم حریف کو اطلاع کر دیں گے اور پھر آپ جانتے ہیں کہ سنڈیکیٹ ان معاملات میں کیا رویہ اختیار کرتا ہے..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔
 "ٹھیک ہے۔ آپ یہاں ٹھہریں میں جا کر نوادرات دیکھ آتا ہوں..... لارڈ جوزف نے کہا۔

"سوری لارڈ آپ انہیں ہماری موجودگی میں دیکھیں گے۔ یہ کاروبار کا اصول ہے..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
 "اوکے چلو میرے ساتھ لیکن بیٹھنے میں دابیں یہاں آکر ہی کروں گا..... لارڈ جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے..... عمران نے کہا اور وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔
 "کیا ہمیں علیحدہ علیحدہ کاروں میں جانا ہو گا یا..... عمران نے کہا۔

"میں اپنی کار میں جاؤں گا اور تم میرے پیچھے آؤ گے..... لارڈ جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد محل سے چھٹل لارڈ جوزف کی رولز رائس کار باہر نکلی۔ اس کے پیچھے عمران کی کار تھی۔

"کمال ہے عمران صاحب۔ آپ ڈرامہ اس انداز میں ترتیب دیتے ہیں کہ سب کچھ ویسے ہی ہوتا ہے جیسے کہ آپ چاہتے ہیں..... صالح

نے حیرت مجھ رہے لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں بہت سے آپشن بھی ساتھ کھلے رکھتا ہوں۔ اب دیکھو اگر لارڈ لاکسن محل میں موجود ہوتا تو لارڈ جوزف کی بات لارڈ لاکسن سے ہو جاتی تو پھر اس گھنٹو کے نتیجے میں ہو سکتا تھا مجھے کوئی دوسرا آپشن اختیار کرنا پڑا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن پاس وہاں نوادرات تو نہ ہوں گے پھر..... ٹائیگر نے کہا۔

"صالح کی فریڈنڈ ارا تو ہوگی اور ارا بہر حال لارڈ لاکسن کی بیٹی ہے۔ اگر صالح اس سے ملاقات نہیں کر سکی لیکن صالح نے اس کے نوادرات کے شوق اور لارڈ جوزف سے اس کی منگنی کے بارے میں بتا کر مجھے کامیاب ڈرامہ کرنے کا مواد دے دیا ہے..... عمران نے جواب دیا۔

"وہ تو میں نے آپ کے پوچھنے پر ویسے ہی سرسری طور پر بتایا تھا۔ مجھے یہ تو اندازہ ہی نہ تھا کہ آپ ان بے ضروری معلومات سے اس قدر کامیاب ڈرامہ بنا لیں گے..... صالح نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "کبھی کہہ کر کوئی مٹی سے برتن بناتے ہوئے دیکھا ہے تم نے۔"
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے تو نہیں دیکھا البتہ فی دی پروگرامز میں اکثر دکھایا جاتا ہے..... صالح نے کہا۔

"اس کے ہاتھ میں خام مٹی ہوتی ہے لیکن اس کی انگلیاں اس مٹی کو دیکھتے ہی دیکھتے انتہائی خوبصورت اور دلکش برتن میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اسی طرح ڈرامہ لکھنے والے کے پاس خام معلومات ہوتی ہیں لیکن وہ انہی خام معلومات کی بنیاد پر خوبصورت ڈرامہ ترتیب دے دیتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور صالحہ نے بے اختیار اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ عمران کی بات سے پوری طرح متفق ہو۔ ٹائیکر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا۔ وہ لارڈ جوزف کی کار کے پیچھے کار چلا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کاریں کنگ کالونی میں داخل ہو گئیں اور پھر انہیں در سے ایک اونچی جگہ پر بنا ہوا انتہائی شاندار اور وسیع و عریض محل صاف نظر آنے لگ گیا لیکن لارڈ کی کار اس سڑک پر جو اس محل کے مین گیٹ کی طرف جاتی تھی مڑنے کی بجائے دائیں طرف مڑی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گھوم کر اس محل کے عقبی طرف پہنچے ہوئے ایک خوبصورت گارڈن کی پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ ٹائیکر نے بھی کار پارکنگ میں رک دی۔ لارڈ جوزف کی کار کا باوروی ڈرائیور نیچے اترا اور اس نے عقبی دروازہ کھولا تو لارڈ جوزف کار سے باہر آگیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی کار سے باہر آچکے تھے۔

"تم اکیلے میرے ساتھ آؤ گے۔ تمہارے ساتھی یہیں رہیں گے۔" لارڈ جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری لارڈ۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ سیکورٹی اور یہ آدمی دونوں چیف کے نمائندے ہیں ان کی موجودگی ہر حالت میں ضروری

ہے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ آؤ۔" لارڈ جوزف نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ان کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پارک کے ایک ایسے حصے میں پہنچ گئے جہاں درختوں کی کثرت تھی۔ لارڈ جوزف نے ایک جھاڑی میں ہاتھ ڈالا تو چند لمحوں بعد ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی جھاڑی کے قریب زمین کا ایک چوکور ٹکڑا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا اور نیچے راست جانا دکھائی دے رہا تھا۔

"آؤ۔" لارڈ جوزف نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ عمران بھی اپنے ساتھیوں سمیت اندر داخل ہوا تو لارڈ نے زمین پر مخصوص انداز میں پیر مارا تو وہ ڈھکن بند ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس سرنگ میں ہلکی سی روشنی نمودار ہو گئی۔

"بڑا پراسرار سا راستہ ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہمارے سینکڑوں دشمن ہوتے ہیں اس لئے ہم لارڈ اپنے محلوں میں ایسے خفیہ رستے بناتے ہیں۔" لارڈ جوزف نے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلادیا۔

"کیا لارڈ لاکسن کو آپ کی اس طرح اد کا علم نہیں ہو گا۔"

عمران نے پوچھا۔

"ہو بھی جائے تب بھی کیا فرق پڑتا ہے۔ دیکھو جب تک ہم خود

اطلاع نہ دیں ایسا نہیں ہو گا کیونکہ یہ راستہ ارما کی رہائش کے مخصوص حصے میں جا نکلتا ہے..... لارڈ جوزف نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلکا دیا۔ صالحہ کے بچے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ وہ شاید اپنی فریڈا ارما کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سرنگ ایک دیوار سے بند ہو گئی لیکن لارڈ جوزف نے دیوار کی جڑ میں کسی اجبرے ہوئے پتھر پر آہستہ سے پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور خلا سا پیدا ہو گیا۔ دوسری طرف ایک شاندار انداز میں بجی ہوئی خوب گاہ تھی لیکن یہ خالی تھی۔ لارڈ جوزف اندر داخل ہوا تو عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔ لارڈ جوزف نے سڑک ایک بار پھر زمین پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے برابر ہو گئی۔ لارڈ جوزف اس کمرے کے دوسرے دروازے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموشی سے اس کی پیروی کر رہے تھے۔ البتہ عمران نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر سر کو مخصوص انداز میں جھٹک کر اشارہ کر دیا تھا اور انہوں نے بھی اثبات میں سر ہلکا دیتے تھے۔ دروازے کی دوسری طرف راہداری تھی جس کا اختتام پھر ایک دروازے پر ہو رہا تھا۔ یہ دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے موسیقی کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔ لارڈ جوزف کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر وہ دروازے کے سامنے پہنچ کر تیزی سے اندر داخل ہوا تو عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ یہاں ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی جینز اور

شرٹ پہننے ایک جھولنے والی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی اور وہ اس انداز میں جھول رہی تھی جیسے موسیقی سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی ہو۔

”ارما..... لارڈ جوزف نے کہا تو وہ لڑکی ہلکی کی سی تیزی سے اٹھی اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑی۔ دوسرے لمحے اس کے بچے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”تم۔ تم۔ تم۔ یہ کون ہیں..... ارما انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم انہیں نہیں پہچانتی جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے تمہیں نوادرات دیئے ہیں..... لارڈ جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے عمران کا بازو ہلکی کی سی تیزی سے گھوما اور لارڈ جوزف کمپنی پر ضرب کھا کر جھٹکا ہوا اچھل کر قالین پر جا گرا۔ اسی لمحے صالحہ کسی بھوکے بلی کی طرح ارما پر جھپٹ پڑی جس کا منہ شاید چیخ مارنے کے لئے کھل رہا تھا۔ پھر اس کے منہ سے گھٹکی گھٹکی سی چیخ نکلی اور وہ صالحہ کے بازوؤں میں جھول گئی جبکہ لارڈ جوزف نیچے گر کر اٹھنے لگا تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور لارڈ دوبارہ نیچے گر کر اور ساکت ہو گیا جبکہ ٹائیگر ہلکی کی سی تیزی سے دوسرے کھلے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

”دروازہ بند کر دو.....“ عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے دروازہ بند کر کے اندر سے لاک کر دیا۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو صالحہ"..... عمران نے کہا تو صالحہ نے ارام کو صوفے کی ایک سنگل کرسی پر بٹھا دیا۔

"ٹائنگر۔ بیلٹ سے اس کے بازو اس کے عقب میں کر کے باندھ دو"..... عمران نے کہا تو ٹائنگر نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

"صالحہ اسے ہوش میں لے آؤ"..... عمران نے صالحہ سے کہا تو صالحہ نے آگے بڑھ کر ارام کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صالحہ پیچھے ہٹ گئی۔ عمران نے جیب سے مشین پستل نکالا اور آگے بڑھ کر وہ ارام کے سلسٹے کھڑا ہو گیا۔ ٹائنگر اس کے عقب میں کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد ارام نے کرپست ہونے آنکھیں کھولیں اور پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے عقب میں ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے وہ فوری طور پر اٹھ نہ سکتی تھی اور صالحہ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر دیے بھی اسے اٹھنے سے روک دیا تھا۔

"سنو ارام اگر تم اپنی جان بچانا چاہتی ہو تو ہمارے سوالوں کے درست جواب دینا"..... عمران نے مشین پستل کی لمبی نال کا سرا ارام کی کنٹری پر رکھ کر دہاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ لارڈ جوزف۔ کیا یہ مر گیا ہے"..... ارام نے انتہائی بوکھلاہٹ سے لہجے میں کہا۔

"ابھی صرف بے ہوش ہے لیکن اسے جہارے سلسٹے گولی ماری جا سکتی ہے اور تمہیں بھی"..... عمران کا لہجہ چیلے سے بھی زیادہ سرد تھا۔

"مم۔ مم۔ مگر ہم نے کیا قصور کیا ہے۔ پلیز فار گاڈ سیک مجھے مت مارو۔ تم کون ہو۔ میں تو تمہیں جانتی بھی نہیں"..... ارام نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں رک رک کر کہا۔ الفاظ اس کے منہ سے نوٹ نوٹ کر نکل رہے تھے۔ اس کا جسم خوف سے کانپنے لگ گیا تھا۔ "ہم جہارے دشمن نہیں دوست ہیں لیکن اگر تم نے ہم سے کوئی دھوکہ کرنے کی کوشش کی تو جہارے اس خوبصورت جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دیا جائے گا اور اب میں جو کچھ پوچھ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ اس کے درست جواب پر جہاری زندگی کا انحصار ہے۔ جہار باپ لارڈ لاکسن کہاں ہے"..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ڈوڈ ڈیڈی محل میں ہیں"..... ارام نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہاری درجہ بیلٹ لارڈ جوزف نے جہارے ڈیڈی سے فون پر بات کرنا چاہی تو اسے بتایا گیا کہ وہ محل سے باہر گئے ہوئے ہیں"..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ واقعی باہر گئے تھے لیکن ابھی چند لمحوں پہلے انہوں نے مجھے فون کر کے واپس آنے کی اطلاع دی ہے۔ ان کی عادت ہے کہ وہ جاتے

وقت بھی اور آنے کے بعد بھی مجھے ضرور اطلاع کرتے ہیں۔ آپ
ایکری ہیں اس لئے شاید اس بات کو نہ کچھ سکین لیکن گریٹ لینڈ
میں اسے وضع داری کہا جاتا ہے..... ارمانے کہا۔ وہ اب ذہنی طور
پر پوری طرح سنبھل گئی تھی۔

”کیا آپ اس بات کو کنفرم کر سکتی ہیں..... ارمانے کہا۔

”کنفرم۔ کیا مطلب۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی اور نہ مجھے
جھوٹ بولنے کی ضرورت ہے..... ارمانے کہا۔

”سنو۔ زیادہ زبان چلانے کی ضرورت نہیں۔ سمجھی۔ ایک لمحے
میں جہاری یہ نازک سی گردن ٹوٹ سکتی ہے جیسے کہ رہا ہوں ویسے
کرو..... عمران نے یکٹ انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کیا کر سکتی ہوں..... ارمانے کہا۔ بار پھر خوفزدہ ہو
گئی تھی۔

”فون پر ان سے بات کرو تاکہ میں کنفرم ہو جاؤں کہ تم نے سچ
بولنا ہے..... عمران نے کہا۔

”لیکن میں تو بندھی ہوئی ہوں۔ میں کیسے فون کر سکتی ہوں۔“
ارمانے کہا۔

”نمبر بتاؤ لیکن وہ نمبر جو ڈائریکٹ ہو..... عمران نے کہا۔

”ہاٹ لائن پر ہماری بات ہوتی ہے۔ وہ سلسلے سرخ رنگ کا فون
ہے اس پر ایک ہی بٹن ہے۔ اسے پریس کرو تو ڈیڈی سے بات ہو
سکتی ہے..... ارمانے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو پھٹکی کی

سی تیزی سے گھوما اور ارمانے کی کنپٹی پر ہڑنے والی اس کی مزی ہوئی انگلی
کی ضرب سے ارمانے کی ہڈی سی چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی تھی۔ عمران
واپس مڑا اور اس نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس پر
موجود بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رسیور
اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

”ہیں..... ایک بھاری سی اور باوقار آواز سنائی دی۔

”ارمانے بول رہی ہوں ڈیڈی.....“ عمران نے ارمانے کے لہجے میں
کہا۔

”اوہ اچھا۔ کیا بات ہے..... دوسری طرف سے چونک کر کہا
گیا۔

”آپ یہاں میرے پاس آئیں۔ لارڈ جوزف یہاں ہے ہوش بڑا
ہوا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ محل کے ملازمین کو اس بارے میں
اطلاع ہو..... عمران نے کہا۔

”کیا کہہ رہی ہو۔ لارڈ جوزف اور جہارے کمرے میں اور بے
ہوش۔ کیا کہہ رہی ہو..... دوسری طرف سے لارڈ کی آواز میں شدید
حیرت نمایاں تھی۔

”میں موسیقی سن رہی تھی کہ اچانک لارڈ جوزف کمرے میں آگیا
اور میں ابھی حیران ہو رہی تھی کہ وہ یہاں کیسے آگیا کہ وہ قالین پر
گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ میں نے اپنے طور پر پرکوشش کی کہ اسے
ہوش میں لے آؤں لیکن وہ مجھ سے ہوش میں نہیں آ رہا.....“ عمران

نے کہا۔

"دیری سڑیخ۔ ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"صالحہ تم یہاں روکو گی۔ مجھ سے ایک جھوٹی سی غلطی ہو گئی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ لاڈ لاکسن اکیلے آئے۔ میں اور ٹائیگر باہر کسی جگہ چھپ کر اسے چھیک کریں گے۔"..... عمران نے کہا۔

"کیسی غلطی..... صالحہ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارمانے بتایا تھا کہ یہ ہاٹ لائن ہے اس لئے لامحالہ اس پر

صرف باپ بیٹی کی ہی بات ہو سکتی ہے جبکہ میں نے اس کے یس کہنے کے جواب میں باقاعدہ اپنا تعارف کرایا تھا۔ اس بات پر وہ کھٹک گیا ہو گا..... عمران نے کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جسے ٹائیگر نے بند کیا تھا۔ ٹائیگر اس دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا اس نے اس نے عمران کو دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ کر دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران نے سر باہر نکال کر جھانکا۔ یہ ایک راہداری تھی جو ایک طرف بند تھی جبکہ دوسری طرف سے خاصی طویل تھی اور اس کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔

"آؤ....." عمران نے کہا اور بچوں کے بل دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں بند دروازے کے دوسری طرف قدموں کی آہٹ سنائی

دی تو وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے سائیڈوں میں ہو گئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا اوجیر عمر آدمی جس کے جسم پر انتہائی قیمتی لباس تھا تیزی سے آگے بڑھا۔ عمران اور ٹائیگر دروازے کے بھاری پتوں کے پیچھے آگئے تھے اور ویسے بھی وہ ساکت کھڑے تھے اور انہوں نے سانس روک رکھے تھے اس لئے آنے والے کو احساس ہی نہ ہو سکا تھا کہ وہاں آدمی موجود ہیں۔ یہ واقعی لاڈ لاکسن تھا۔ جب چند لمحوں تک اس کے پیچھے کوئی نہ آیا اور لاڈ بھی دروازے تک پہنچ گیا جو اس کمرے کا تھا جہاں صالحہ اور ارمان دونوں موجود تھیں تو عمران تیزی سے دروازے کے پٹ کی اوٹ سے نکل آیا۔

"لاڈ صاحب....." عمران نے کہا تو لاڈ ایک جھٹکے سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں جبکہ عمران اس دوران اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ لاڈ حیرت کے اس جھٹکے سے سنبھلتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور لاڈ جھٹکا ہوا اچھل کر سائیڈ دیوار سے پہلو کے بل نکل آیا اور پھر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے نیچے گر کر تیزی سے اٹھتے ہوئے لاڈ کی کسنی پر اس کی لات پوری قوت سے بڑی اور لاڈ جھٹکا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا جبکہ ٹائیگر اس دوران دروازہ بند کر چکا تھا البتہ وہ اسی دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔

ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر لارڈ لاکسن کی طرف بڑھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔

”اسے بند کر کے تم یہیں ٹھہرو اور اگر کوئی آئے تو اسے اسلحہ کے بغیر ختم کر دینا“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے جھٹک کر لارڈ کو اٹھایا اور تیزی سے دروازے میں داخل ہو گیا۔
”یہ اکیلا ہی آیا ہے“..... صالحہ نے ایک سائیڈ سے لپکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ شاید لارڈ جوزف کا نام سن کر اس کا شک دور ہو گیا ہو گا کیونکہ ظاہر ہے لارڈ جوزف کے بارے میں کوئی اجنبی تو نہیں جان سکتا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لارڈ کو صوفے کی ایک کرسی پر ڈال دیا اور پھر اس نے اپنی سیٹ اتاری اور اس کی مدد سے اس نے لارڈ کے دونوں بازو عقب میں کر کے اس کے ہاتھ اچھی طرح باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے لارڈ کا منہ کھولا اور انگلی کی مدد سے اس نے دانت چبک کرنے شروع کر دیئے۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں لارڈ نے دانتوں میں کوئی زہریلا کیپسول نہ چھپا رکھا ہو کیونکہ فہین سوسائٹی کے بڑے لوگ بکڑے جانے پر خودکشی کر لیا کرتے تھے لیکن لارڈ کے دانتوں میں کوئی کیپسول موجود نہ تھا۔

”یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے اس لئے دروازہ بند کر دو“..... عمران نے صالحہ سے کہا تو صالحہ نے دروازہ بند کر دیا۔ عمران نے قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے لارڈ جوزف کو بھی اٹھا کر ایک صوفے پر ڈال دیا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

”ابھی رہے اسے ہوش آنے میں“..... عمران نے جھجھکوں بعد

واپس آکر اس ڈرائیور سے کہا کہ لارڈ جوزف کا حکم ہے کہ وہ واپس چلا جائے اور لارڈ جوزف ابھی وہیں رہیں گے اور پھر ڈرائیور واپس آ گیا..... دوسری طرف سے کہا گیا تو اینکر نے منہ بنالیا۔

”تو اس رپورٹ میں کیا خاص بات ہے۔ لارڈ جوزف لارڈ لاکسن کی بیٹی ارما کا منگیتر ہے اور پہلے بھی وہ اس خفیہ رستے سے آتا جاتا رہتا ہے اور اس کا علم لارڈ لاکسن کو بھی ہے لیکن ہم لارڈ کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے کے قائل نہیں ہیں.....“ اینکر نے منہ بناتے ہوئے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

”باس اس بار وہ تین ایکری بھی لارڈ جوزف کے ساتھ گئے ہیں حالانکہ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ لارڈ جوزف کسی اجنبی کو اس خفیہ رستے سے لے گئے ہوں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لارڈ جوزف انتہائی ذمے دار نوجوان ہیں۔ ظاہر ہے کوئی ایسا مسئلہ ہو گا جس کی وجہ سے وہ انہیں ساتھ لے گیا ہو گا ہمیں کسی کے پرائیویٹ معاملات میں مداخلت کا کوئی اختیار نہیں ہے سمجھئے۔“ اینکر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس غصے سے رسیور کرپیل پر بچ دیا۔

”ناسنس۔ خواہ خواہ کی کرید میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ چھوٹے لوگ.....“ اینکر نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”میں۔ وی اے بول رہا ہوں.....“ اینکر نے قدرے سرد لہجے

اینکر اپنے آفس میں موجود تھا کہ سلمنے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اینکر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”میں۔ وی اے بول رہا ہوں.....“ اینکر نے بوجہ بدل کر کہا۔

”وی تھر تین بول رہا ہوں.....“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو اینکر بے اختیار چونک پڑا۔

”میں.....“ اینکر نے چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”باس تین ایکری جن میں ایک عورت اور دو مرد شامل ہیں لارڈ جوزف سے ملنے آئے۔ اس کے بعد لارڈ جوزف ان تینوں کے ساتھ اپنی کار میں چلے گئے۔ یہ ایکری اپنی کار میں تھے جبکہ لارڈ جوزف اپنی کار میں اور ابھی ڈرائیور واپس آیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ لارڈ جوزف ان تینوں ایکریوں کو ایک خفیہ رستے سے لارڈ لاکسن کے محل میں لے گئے ہیں اور پھر کافی دیر بعد اس ایکری عورت نے

میں کہا۔
 "دی سکس بول رہا ہوں باس"..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نیں"..... اینکر نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
 "باس۔ پاکیشیائی اینجنوں کے بارے میں ایک اطلاع ملی ہے کہ وہ ایک سفید رنگ کی جدید ماڈل کی کار میں موجود ہیں اور ایکری میک اپ میں ہیں اور باس یہ کار لارڈ لاکسن کے محل کے عقب میں واقع پارک کی پارکنگ میں موجود ہے لیکن اس میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے اور نہ ہی وہ ایکری پارک میں کہیں نظر آ رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ انہیں شاید اطلاع مل گئی ہے جس کی بناء پر وہ کار کو وہیں چھوڑ کر غائب ہو گئے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو اینکر بری طرح چونک پڑا۔
 "جہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ ایکری پاکیشیائی اینجن ہیں۔" اینکر نے کہا۔

"باس۔ سٹار کلب کے میجر جبرائیل کے بارے میں اطلاع ملی تھی کہ اس کے تعلقات پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہیں اور وہ سیکرٹ سروس کے لئے یہاں مخبری کا کام کرتا ہے جس پر اس جبرائیل کے غیر نو سے رابطہ کیا گیا تو اس نے بتا دیا کہ پچھلے دنوں جبرائیل نے اپنی ہی کمپنی سٹار پرائیویٹ سنڈیکیٹ کے ذریعے ایک کوٹھی اور کار پاکیشیا سے آنے والی کال کی بنیاد پر الاٹ کی تھی۔ یہ کوٹھی گرین کالونی کی

کوٹھی نمبر بارہ اے تھی۔ جب اس کوٹھی کو چیک کیا گیا تو یہ کوٹھی خالی تھی لیکن اس کی اندرونی چیمکنگ سے پتہ چلا کہ وہاں بہر حال لوگ رہ رہے ہیں۔ ان کا سامان بھی موجود تھا۔ ان کا سامان چیک کیا گیا تو اس میں میک اپ کا جدید ترین سامان بھی موجود تھا جس کے بعد اکوہر ادھر سے معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ یہاں رہنے والے تین ایکری ہیں جن میں ایک عورت اور دو مرد ہیں اور پھر ساتھ والی کوٹھی کے ایک ڈرائیور سے اس کار کا نمبر، ماڈل اور رنگ بھی معلوم ہو گیا جس پر اس کار کی تلاش شروع ہو گئی تو اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ اس کار میں تین ایکری افراد کو دیکھا گیا ہے اور پھر یہ اطلاع ملی کہ یہ کار لارڈ جوزف کے محل کے قریب بھی دیکھی گئی تھی۔ بہر حال آخری اطلاع ابھی سہی ملی ہے کہ یہ کار لارڈ لاکسن کے محل کے عقب میں موجود پارک کے باہر مخصوص پارکنگ میں موجود ہے اور کافی دیر سے خالی ہے"..... دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیک کراتا ہوں"..... اینکر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے نوٹ آنے پر تیزی سے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں تیزی سے بجنے لگ گئی تھیں کیونکہ دی تھرٹین کی رپورٹ اور اب دی سکس کی رپورٹ کے بعد اس بات میں بہر حال وزن پیدا ہو گیا تھا کہ لارڈ جوزف کے ساتھ جو تین ایکری محل کے اندر گئے ہیں وہ پاکیشیائی اینجنٹ ہو

سکتے ہیں اور ان پاکیشیائی ہتھکنوں کا اس طرح لارڈ کے محل میں داخل ہونا اس کے نزدیک انتہائی خطرناک صورت حال تھی اس نے اس نے فوری طور پر ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن ایکشن میں آنے سے پہلے وہ لارڈ لاکسن سے بات کر لینا چاہتا تھا۔
 "لارڈ لاکسن مینشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اینکر بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے فوراً بات کراؤ..... اینکر نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو..... چند لمحوں بعد اسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"ہیں..... اینکر نے کہا۔

"لارڈ صاحب مس اوما کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ آپ نے کوئی پیغام دینا ہو تو وہ دیں کیونکہ وہاں فون کرنا منع ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"نہیں۔ میں بعد میں خود ہی بات کر لوں گا..... اینکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے رسپوڈ کریڈل پر رکھا اور سائنل پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسپوڈ انھایا اور تیزی سے کیے بعد دیگرے کئی نمبر پر ریس کر دیے۔

"ہیں باس..... ایک لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"سب سیکشن کے انچارج ڈیٹن سے بات کراؤ..... اینکر نے

انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"ہیں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو چیف میں ڈیٹی بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک مروانہ آواز سنائی دی۔

"ڈیٹن۔ پاکیشیائی ہتھکنوں کے بارے میں اطلاع مل گئی ہے۔ ان کی تعداد تین ہے اور وہ الیکری میک اپ میں ہیں۔ دوسرے اور

ایک عورت اور وہ لارڈ جوزف کو ساتھ لے کر لارڈ لاکسن کے محل کے عقبی طرف والے خفیہ راستے سے داخل ہو کر مس اوما کے پاس گئے ہیں اور لارڈ صاحب کو بھی شاید وہاں بلایا گیا ہے اور لارڈ

صاحب بھی اس وقت وہاں گئے ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کسی بھی انداز میں لارڈ لاکسن کو وہاں بلایا ہے اور لارڈ

صاحب بہر حال دیہاس کے اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتے ہیں اس لئے تم ایسا کرو کہ اپنے سیکشن کو لے کر فوراً لارڈ لاکسن کے محل پہنچو۔ اسے ہر طرف سے گھیرنا ہے اور پھر اندر داخل ہو جاؤ۔

کسی قسم کی رکاوٹ برداشت مت کرنا۔ یہ فہین سوسائٹی کی بقا کا سوال ہے۔ اگر لارڈ لاکسن زندہ بازیاب ہوتے ہیں تو ٹھیک ورنہ اگر ان کی قربانی بھی سوسائٹی کے لئے ضروری ہو تو تم نے سمجھنا نہیں لیکن ان پاکیشیائی ہتھکنوں کو ہر صورت میں ہلاک ہونا

چاہئے۔" اینکر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہیں باس..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا۔ ذہنی نے اپنی مخصوص تیز رفتاری کی وجہ سے دوسری طرف سے رسیور رکے جانے کا بھی انتظار نہ کیا تھا۔ اس نے کریڈل دیا اور ایک بار پھر کیلے بعد دیگرے کئی نمبریں کر دیئے۔

"میس باس"..... ایک دوسری نسوانی آواز سنائی دی۔

"سکیو رنی انچارج گراہم سے بات کراؤ"..... اینکرنے کہا۔

"میس سر"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"گراہم بول رہا ہوں باس"..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گراہم میری طرف سے دوسری اطلاع ملنے تک وی ہیڈ کو آرڈر کو ریڈ الارٹ کر دو۔ پاکیشیائی مہجنت ہو سکتا ہے کہ یہاں حملہ کریں۔ ان کی تعداد صرف تین ہے۔ دو مرد اور ایک عورت۔ میں نے ذہنی کو ان کی ہلاکت کا حکم دے دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ انہیں ختم کر دے گا لیکن تم نے بہر حال الارٹ رہنا ہے"..... اینکرنے تیز لہجے میں کہا۔

"میس باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو اینکرنے رسیور کریڈل پر رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

لارڈ لاکسن کی آنکھیں کھلیں تو اس کے چہرے پر یکفخت اہتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا تھا۔ اسی لمحے ارا بھی ہوش میں آگئی تھی۔

"تم۔ تم۔ تم ارا۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں"..... لارڈ لاکسن نے ساتھ بیٹھی ہوئی ارا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ذہنی آپ۔ آپ یہاں کیسے آگئے"..... ارا نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم جا کر لارڈ جوزف کے ڈرائیور کو واپس بھجوا دو"..... عمران کی ان کی باتوں میں دخل دینے کی بجائے ساتھ کھڑی صالٹ سے کہا تو صالٹ نے چونک کر سر ہلایا اور پھر تیزی سے خوابگاہ کی طرف کھلنے والے راستے کی طرف بڑھ گئی۔

کہا۔

"میں نے اخبار پڑھ لیا ہے کہ آسکر اور بلیک دونوں کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ کسی نہ کسی طرح تم تک یہ بات پہنچ چکی ہے کہ میری آسکر اور بلیک سے کیا بات ہوئی ہے اور تم نے ان دونوں کو اس لئے کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک کر دیا کہ بلیک بہر حال گریٹ لینڈ کی سرکاری سجنسی کا آدمی تھا۔" عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے صالحہ واپس آ گئی۔

"وہ واپس چلا گیا ہے۔" صالحہ نے اندر آ کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"یہ تم سب کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے تو صرف اتنا معلوم ہے کہ آسکر اپنے ایک دوست کے ساتھ کار حادثے میں ہلاک ہو گیا ہے اور بس۔" لارڈ لاکسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے پھر اب اپنی بیٹی کا حشر دیکھو۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز و ہار لینک پتلا سا خنجر نکالا اور صالحہ کی طرف بڑھا دیا۔

"ارامی ایک آنکھ نکال دو۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ "میں سر۔" صالحہ نے سرسری لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے عمران کے ہاتھ سے خنجر لے لیا۔ ارامے اختیار خوف کی شدت سے چپٹنے لگی لیکن صالحہ خنجر ہاتھ میں پکڑے انتہائی جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھی۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اس کے سر پر

"تم۔ تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہے۔" لارڈ لاکسن نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لارڈ لاکسن تم نے کیا کچھ یا تھا کہ اسرائیلی حکام کی سرپرستی میں آکر اور پاکیشیا کے خلاف منصوبہ بندی کرنے کے باوجود تم اور تمہاری سوسائٹی کامیاب رہے گی۔ جب تک تمہاری یہ سوسائٹی گریٹ لینڈ کے نظام حکومت کے خلاف کام کرتی رہی ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن اب تم نے پاکیشیا کے نامور ایٹمی سائنس دان کو ہلاک کرنے کا جو مشن دیہاس کو دینے کا ارادہ کیا ہے اس کی وجہ سے تم، تمہاری بیٹی اور تمہاری یہ سوسائٹی سب کچھ ختم ہو جائے گا۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو اور یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ کیسی سوسائٹی اور کیسا مشن۔" لارڈ لاکسن نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ نام یقیناً اب تم جانتے ہو گے۔ تم نے اپنے محل میں ہر آدمی کا داخلہ بند کر کے یہ کچھ یا تھا کہ تم بھڑک ہو لیکن ہم لارڈ جو ف کے ذریعے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اب اگر تم اپنی بیٹی اور اپنی زندگی چاہتے ہو تو دیہاس کے بارے میں تفصیل بتا دو کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں تو دیہاس کو نہیں جانتا۔ آسکر جانتا ہو گا وہی سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہے۔" لارڈ لاکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے

رکھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
 "رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ پلیز فار گاڈ سیک رک جاؤ۔" یلکھت لارڈ
 لاکسن نے حلق کے بل چپختے ہوئے کہا۔

"بولو۔ بتاؤ ورنہ۔" عمران نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔
 "دیاس کا ہیڈ کوارٹر سٹار لینڈ میں ہے یہاں نہیں ہے۔" لارڈ
 لاکسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"جہار مطلب ہے کہ تمہیں واقعی اپنی بیٹی کی زندہ آنکھیں پسند
 نہیں ہیں۔" عمران کا بوجہ مزید سرد ہو گیا۔

"مم۔ مم۔ میں جاکہ رہا ہوں۔" لارڈ لاکسن نے کانپتے ہوئے
 لہجے میں کہا۔

"مجھے آسکر بتا چکا ہے کہ دیاس گریٹ لینڈ کے دارالحکومت ہیں
 ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اس نے غلط بات کی ہے۔ میں جاکہ رہا ہوں۔" لارڈ
 لاکسن نے کہا۔

"نکال دو اس کی آنکھ۔" عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو
 صالحہ جو اس دوران مجھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی تیزی سے آگے بڑھی۔
 "رک جاؤ۔ رک جاؤ۔" یلکھت لارڈ لاکسن نے ہذیانی انداز
 میں چپختے ہوئے کہا۔

"آخری بار میں اپنی ساتھی کو روک رہا ہوں اور یہ تو صرف ایک
 آنکھ ہے اگر تم نے جھج نہ بتایا تو اس کے جسم کا ایک ایک ریڑ

جہاری آنکھوں کے سامنے کاٹا جاسکتا ہے۔" عمران نے ہاتھ اٹھا
 کر صالحہ کو روکے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور خوف کی شدت
 سے دوبارہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

"وہ وہ یہاں دارالحکومت میں ہی ہے۔ اس کا چیف اینٹر ہے
 لیکن مجھے اس کے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں ہے اور نہ ہی اصول کے تحت
 میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔" لارڈ لاکسن نے
 تیز تیز لہجے میں کہا۔

"جہاری اینٹر سے بات چیت کس طرح ہوتی ہے۔" عمران
 نے کہا۔

"انتہائی اہم ترین بات ہو تو وہ فون کر لیتا ہے ورنہ ایسی کالنگ
 نہیں ہوتی۔ طویل طریقہ کار ہے اس تک پیغام پہنچانے کا۔" لارڈ
 لاکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں واقعی اپنی بیٹی سے محبت نہیں ہے۔" عمران کا لہجہ
 یلکھت سرد ہو گیا۔

"نہیں نہیں۔ اسے کچھ مت کہو میں درست کہہ رہا ہوں۔" لارڈ
 لاکسن نے ایک بار پھر ہذیانی انداز میں کہا۔

"یہ خنجر مجھے دو۔" عمران نے صالحہ سے کہا تو صالحہ نے خنجر
 عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"تم فین سوسائٹی کے چیئرمین ہو اس لئے تکلیف بھی تمہیں ہی
 پہنچنی چاہیے۔ یہ لڑکی بے گناہ ہے۔" عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس کا بازو گھوما تو کمرہ لارڈ لاکسن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا ایک ہاتھ آدھے سے زیادہ کٹ چکا تھا۔ ابھی لارڈ لاکسن کی چیخ مکمل نہیں ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور لارڈ کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ اس کا جسم بری طرح کلپٹنے لگ گیا تھا۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کرتا لیکن ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے کی وجہ سے دوبارہ صوفے پر گر پڑتا۔

"اب تم خود بخود سب کچھ بتا دو گے"..... عمران نے خنجر کو لارڈ کے قیمتی لباس سے صاف کرتے ہوئے انتہائی سرد دلچے میں کہا۔ لارڈ کے منہ سے مسلسل ہلکی ہلکی چیخیں نکل رہی تھیں اور اس کا بچہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ سا گیا تھا لیکن عمران نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں خنجر کو دوبارہ کوٹ کی اندرونی مخصوص جیب میں ڈالا اور اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے سرے سے کوئی جلدی ہی نہ ہو۔ خنجر جیب میں ڈال کر عمران نے ایک ہاتھ لارڈ لاکسن کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی مڑی ہوئی انگلی کی ضرب اس نے لارڈ کی پیشانی پر ابھرتے والی موٹی سی رگ پر ماری تو لارڈ کا جسم اس طرح تھپتھپنے لگا جیسے پانی سے نکلنے والی پھلی جوتی ہے۔ اس کا بچہرہ پسینے سے بھیک گیا تھا۔ اس کی حالت خراب ہو گئی تھی۔

"بو نو کہاں ہے دیاس کا ہیڈ کوارٹر"..... عمران نے سرد دلچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسری ضرب لگا دی اور اس ضرب کے بعد تو لارڈ لاکسن کی حالت واقعی انتہائی خست ہو گئی تھی۔

"اور یگ ہول کے سامنے سرخ پتھروں کی عمارت میں"..... لارڈ لاکسن کے منہ سے لاشعوری انداز میں الفاظ نکلتے لگے تھے۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ وہاں کیسے داخل ہوا جاسکتا ہے۔ کون سا راستہ ہے۔ کتنے آدمی موجود ہوتے ہیں اور وہاں کس کس قسم کے حفاظتی اقدامات ہیں"..... عمران نے پوچھا تو لارڈ لاکسن نے واقعی اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے فیپ جل پڑی ہو اور جیسے وہ تفصیل بتاتا جا رہا تھا عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلنے چلے جا رہے تھے کیونکہ جو کچھ لارڈ بتا رہا تھا اس لحاظ سے تو یہ ہیڈ کوارٹر دنیا کا محفوظ ترین ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس قدر انتظامات تو شاید دنیا کی کسی بڑی سے بڑی لیبارٹری میں بھی نہ کئے جاتے ہوں گے۔ عمران نے اس سے چند مزید سوال کئے اور اس کے ساتھ ہی اینکر کے مخصوص نمبر بھی پوچھ لئے۔ اسی لمحے راہداری والا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو عمران اور صالح دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"باس۔ باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں آرہی ہیں۔ یوں لگ رہا ہے جیسے کسی فوج نے محل پر حملہ کر دیا ہو"..... نانگیر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اینکر کو معلوم ہو گیا ہو گا اور اس نے حملہ کر دیا ہو گا۔" وہ انتہائی تیزی سے کام کرتا ہے..... لارڈ لاکسن نے کہا تو عمران نے یقین جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے گولیاں لارڈ لاکسن کے سینے میں گھسی چلی گئیں۔

"آؤ۔ ہمیں فوری یہاں سے نکلنا ہے"..... عمران نے کہا اور

تیزی سے سڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا بعد سے وہ آئے تھے۔
تھوڑی دیر بعد وہ اس سرنگ نما راہداری میں دوڑتے ہوئے آگے
بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”باس۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے پورے محل کو گھیرے میں لے رکھا ہو“..... اچانک ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اب اندر رہنا بھی حماقت ہوگی۔..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں آخری دیوار کے سامنے پہنچ گئے۔“

”ماسک اتار دو۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے علیے بھی ان تک پہنچ چکے ہوں اور اب ہم نے نہ ہی وہ کار استعمال کرنی ہے اور نہ ہی اس کو بھی پر واپس جانا ہے بلکہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہو کر نیشنل پارک پہنچیں گے۔“ کچھ۔ اور پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ اگر کوئی رکاوٹ ہو تو فائرنگ سے بھی دریغ نہیں کرنا۔..... عمران نے کہا تو ٹائیگر اور صالحہ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے ماسک اتار دیئے۔ چونکہ گرہٹ لینڈ کے باشندوں کے میک اپ کے اوپر انہوں نے ماسک میک اپ کیا ہوا تھا اس لئے ماسک اترتے ہی وہ اب گرہٹ لینڈ کے باشندے نظر آنے لگ گئے تھے۔ پھر عمران نے وہ زیوار کھولی اور سر باہر نکال کر ادھر ادھر جھانکا اور پھر تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے صالحہ اور ٹائیگر بھی باہر آ گئے۔ وہاں ارد گرد کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا لیکن وہ بہر حال محتاط انداز میں علیحدہ علیحدہ سمتوں میں درختوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی اینکرنے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 -یس..... اینکرنے کہا۔

”ذہنی بول رہا ہوں ہاں..... دوسری طرف سے ذہنی کی آواز سنائی دی تو اسٹیکر چونک پڑا کیونکہ اسے ذہنی کی طرف سے کال کا انتہائی شدت سے انتظار تھا۔“

”کیا ہاڈی.....“ ایتھر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔
 ”باس ہم نے لاڈ صاحب کے محل کو گھیر کر وہاں فائر کھول دیا اور پھر ہم اندر پہنچ گئے۔ وہاں ہمارے خلاف مسلح افراد نے خاصی مزاحمت بھی کی اور ساتسی حفاظتی اقدامات کی وجہ سے بھی ہمیں خاصی رکاوٹیں پیش آئیں لیکن بہر حال ہم نے محل پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد ہم مس ارمبا کی رہائش گاہ والے حصے میں پہنچے تو وہاں لاڈ لاکسن، ان کی بیٹی ارما اور لاڈ جوزف کرسیوں پر موجود تھے۔ لاڈ

گئے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگ کار کی طرف بھی نہیں آئے اور چونکہ انہوں نے ماسک میک اپ کر رکھے تھے اس لئے ظاہر ہے کہ ہمارے آدمی بھی انہیں نہ پہچان سکے اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے..... ڈینی نے جواب دیا۔

"تم ایسا کر دو کہ فوری طور پر گرین کالونی پہنچو۔ گرین کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ اے بلاک ان کی رہائش گاہ ہے وہ بہر حال وہیں واپس نہیں گئے....." اینکر نے کہا۔

"میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اینکر نے اذکے کہہ کر کرڈیل دیا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"ہیں..... ایک، مردانہ آواز سنائی دی۔

"دی اے بول رہا ہوں....." اینکر نے بوجہ تبدیل کر کے کہا۔

"دی سکس بول رہا ہوں باس....." دوسری طرف سے اس دی سکس کی آواز سنائی دی جس نے پہلے اسے سٹار کلب کے جبرائیل کے ذریعے پاکیشیائی اینجنیئرز کی کوٹھی حاصل کرنے اور کار کے بارے میں اطلاع دی تھی۔

"دی سکس۔ پاکیشیائی اینجنیئر لارڈ لاکسن کو ہلاک کر کے نکل گئے ہیں۔ ان کی رہائش گاہ کو تو سب سیکشن گور کر رہا ہے لیکن یہ لوگ انتہائی تیز اور جالاک ہیں اس لئے انہوں نے واپسی میں وہ کار بھی استعمال نہیں کی اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ گرین کالونی کی

لاکسن اور اس کی بیٹی ارما دونوں کے ہاتھ ان کے عقب میں تیلوں سے بندھے ہوئے تھے جبکہ لارڈ لاکسن کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ان کے سینے پر گولیاں ماری گئی تھیں۔ ویسے ان کے دونوں ہتھکے بھی آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے تھے۔ ان کی حالت بتا رہی تھی کہ ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے جبکہ ان کی بیٹی ارما اور لارڈ جوزف دونوں بے ہوش تھے اور وہ پاکیشیائی اینجنیئر وہاں موجود نہیں تھے۔ ہم اس خفیہ راستے کی طرف گئے جو محل کی عقبی طرف سے تھا۔ یہ راستہ آخر میں کھلا ہوا ملا اور وہاں ایک طرف ماسک بھی پڑے تھے۔ ہم باہر گئے لیکن ان تینوں کا پتہ نہیں چل سکا۔ ہمارے آدمی اس کار کی نگرانی کر رہے تھے کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ وہ اس کار میں ہی سوار ہوں گے لیکن کار ویسے ہی موجود تھی اور وہاں کوئی آدمی نہ آیا تھا۔ ہم نے پورے پارک کو چیک کیا لیکن وہاں کوئی مشکوک آدمی نہیں مل سکا۔ اب میں واپس آکر لارڈ صاحب کے محل سے آپ کو کال کر رہا ہوں....." ڈینی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو اینکر کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ دیری بیڈ۔ لارڈ لاکسن بھی ہلاک ہو گئے اور یہ لوگ بھی

ہاتھ نہیں آئے۔ دیری بیڈ....." اینکر نے کہا۔

"باس۔ ہم نے اپنے طور پر تو انتہائی تیز رفتاری سے کام کیا ہے لیکن لارڈ صاحب کے مسلح محافظوں اور محل کی سائنسی حفاظتی رکاوٹوں کی وجہ سے ہمیں وہاں تک پہنچنے پہنچنے دیر ہو گئی اور وہ نکل

فون محفوظ ہے۔"..... اینکرنے اسی طرح بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "اوہ اچھا۔ ایک منٹ"..... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے
 میں کہا گیا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں مجھے کال کی ہے تم نے"..... اس
 بار سرہنزی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سرہنزی۔ میں اینکر بول رہا ہوں"..... اس بار اینکر نے اپنے
 اصل لہجے میں کہا۔

"اینکر تم۔ کیا مطلب۔ کیا دبباس کے چیف تم ہو"..... سر
 ہنزی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"یس سرہنزی۔ چونکہ سوسائٹی کے اصولوں کے مطابق میں اپنی
 شناخت کسی طرح بھی ظاہر نہیں کر سکتا تھا اس لئے مجبوری تھی لیکن
 اب حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ مجبوراً مجھے آپ سے ہی بات کرنی
 پڑی ہے اور اپنی اصل شناخت بھی کرانا پڑی ہے"..... اینکر نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا مطلب۔ کیسے حالات"..... سرہنزی کے لہجے میں
 تشویش تھی۔

"سرہنزی۔ آپ فین سوسائٹی کے سر چیف ہیں اس لئے آپ کو
 تمام حالات بتانے ضروری ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سوسائٹی کے
 چیئرمین ٹارڈ لاکسن کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے
 کہ سوسائٹی کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج آسکر بھی ہلاک ہو چکا ہے۔"

کوٹھی کا رخ بھی نہ کریں اور جبرالڈ سے مل کر یا اسے فون کر کے
 اس سے کوئی نئی رہائش گاہ حاصل کریں۔ تم نے سٹار کلب کے
 جبرالڈ کو اس انداز میں چٹیک کرانا ہے کہ ان کے بارے میں جو
 معلومات بھی ہوں وہ فوری طور پر ہمیں مل سکیں"..... اینکر نے
 کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جو معلومات ملیں وہ تم نے مجھے فوری پہنچانی ہیں"..... اینکر
 نے کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے اسی طرح مختصر سے انداز
 میں کہا گیا اور اینکر نے رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا سوچتا
 رہا۔ پھر اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پرین کرنے
 شروع کر دیے۔

"یس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سرہنزی سے بات کراؤ۔ میں دبباس کا چیف دی اے بول رہا
 ہوں"..... اینکر نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ہنزی بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بوڑھی اور
 بلغم زدہ سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ اور انداز بتا رہا تھا کہ
 وہ خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

"سرہنزی۔ میں دبباس کا چیف دی اے بول رہا ہوں۔ کیا آپ

حتیٰ کہ اسرائیل اور گریٹ لینڈ کے حکام تک بھی یہ بات پہنچا دی جائے اور کچھ عرصہ تک خاموشی اختیار کر لی جائے تو میرا خیال ہے کہ اس کے بعد ہم اطمینان سے اپنے مشن مکمل کر لیں گے..... اینکر نے کہا۔

"ہاں۔ چہاری بات قابل غور ہے۔ ٹھیک ہے میں سوسائٹی کے بورڈ آف گورنرز کا اجلاس طلب کر کے اس میں یہ فیصلہ کر دوں گا لیکن اس وقت جب کم از کم یہ مہجنت ختم ہو جائیں ہم واقعی اس انداز میں کسی ملک سے لڑائی نہیں لڑ سکتے....." سرہنری نے جواب دیا۔

"بس جناب۔ میرا بھی مقصد تھا میں ان مہجنتوں کے خاتمے کے بعد آپ کو اطلاع دے دوں گا....." اینکر نے اہتائی مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوکے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اینکر نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اس کے بھرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

اینکر نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ لارڈ لاکسن ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔ کب۔ کیسے....." سرہنری نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اینکر نے شروع سے لے کر اب تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ وری ہیٹ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ وری ہیٹ۔ یہ تو پوری سوسائٹی ہی داؤ پر لگ گئی ہے۔ اوہ۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ وری سیٹ....." سرہنری نے اہتائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"سرہنری۔ ان مہجنتوں کو تو بہر حال ختم کر دیا جائے گا۔ یہ تو ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ پاکیشیا میں مہجنتوں کی تعداد تو کم نہیں ہو سکتی۔ وہ تین مہجنت ختم ہونے کے بعد چار پانچ اور بھیج دیں گے۔ ٹھکے تو بہر حال افراد کی وجہ سے ختم نہیں ہوتے اس لئے اب یہ آپ نے سوچنا ہے کہ ہمیں کیا ایسی پالیسی اختیار کرنی چاہئے کہ جس سے سوسائٹی مستقل حالت جنگ میں نہ رہے....." اینکر نے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو....." سرہنری نے اس بار تیز لہجے میں کہا۔

"میرا کام صرف حکم کی تعمیل ہے سرہنری۔ میں اس حیثیت میں نہیں ہوں کہ آپ کو کوئی مشورہ دے سکوں لیکن میرا خیال ہے کہ ان مہجنتوں کے خاتمے کے بعد اگر فرضی طور پر یہ اعلان کر دیا جائے کہ لارڈ لاکسن کی ہلاکت کے بعد فین سوسائٹی کو ختم کر دیا گیا ہے

ایک کر کے ٹائیگر اور صالحہ بھی وہاں پہنچ گئے تھے اور پھر عمران، صالحہ اور ٹائیگر کے ساتھ وہاں سے ایک اور ٹیکسی میں مین مارکیٹ پہنچا جہاں عمران نے خصوصی میک اپ کا سامان اور لپسنے نیا لباس خرید لیا اور عمران کے کہنے پر صالحہ اور ٹائیگر نے بھی علیحدہ علیحدہ جا کر خریداری کی۔ اس کے بعد وہیں ایک ہوٹل کے باغ رووم میں عمران نے اپنا میک اپ کیا اور لباس تبدیل کر کے پہلے والے لباس کو ٹیکنگ میں ڈال کر وہ اس ہوٹل سے باہر آیا اور اس نے ایک طرف کارنر میں موجود کوڑے کے ڈرمز میں سے ایک میں وہ بیگ بیچینک دیا اور خود واپس جا کر وہ اس ہوٹل کے بالی کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ چونکہ وہ صالحہ اور ٹائیگر کو پہلے ہی تفصیلی ہدایت دے چکا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ صالحہ اور ٹائیگر بھی میک اپ کر کے لباس تبدیل کر کے اور پرانے لباسوں سے چھٹکارا حاصل کر کے یہاں پہنچ جائیں گے اور وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں وہاں پہنچ گئے اور عمران نے ہاتھ کافی مشکوٰی۔

"باس آپ کچھ زیادہ ہی محتاط ہو رہے ہیں..... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صالحہ کی وجہ سے مجھے محتاط ہونا پڑ رہا ہے..... عمران نے کافی کی چسکی پیتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"میری وجہ سے..... کیا مطلب..... صالحہ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

گرینٹ لینڈ دارالحکومت کے شمال میں شہر سے کافی فاصلے پر آٹھ منزلہ شاندار اورنگا ہوٹل کی چوتھی منزل پر ایک کمرے میں اس وقت عمران صالحہ کے ساتھ موجود تھا جبکہ ٹائیگر غائب تھا۔ عمران اور صالحہ دونوں کے چہروں پر موجود میک اپ سے وہ دونوں گرینٹ لینڈ کے باشندے ہی لگ رہے تھے لیکن یہ میک اپ اور لباس لارڈ لاکسن کے محل سے نکل کر باہر آتے ہوئے میک اپ سے مختلف تھا۔ عمران لارڈ لاکسن کے محل کے عقبی راستے سے پارک میں داخل ہوا اور پھر وہ اطمینان سے چلتا ہوا اس پارک سے باہر آگیا۔ گو اس نے اس پارکنگ کے گرد کئی افراد کو اس انداز میں مہلتے ہوئے جب تک کر لیا تھا جہاں ان کی کار موجود تھی۔ ان لوگوں کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس کار کی نگرانی کر رہے ہیں لیکن عمران نے خاموشی سے ایک ٹیکسی ایجنٹ کی اور پھر وہ نیشنل پارک پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک

"تاکہ تمہیں صحیح سالم صفدر تک پہنچایا جاسکے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالح بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ کی انہی باتوں کی وجہ سے اب صفدر صاحب مجھ سے بات کرنے سے بھی کتراتے ہیں۔" صالح نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ٹھیک کرتا ہے بلکہ بقول بزرگ عورتوں کے لاکھوں جیسا لڑکا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور صالح ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"باس۔ کیا ہم نے رات تک یہیں بیٹھنا ہے۔" چانک خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا تو عمران اور صالح دونوں چونک پڑے۔

"کیوں۔ یہ خیال تمہیں کیسے آگیا۔" عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"میرا انیڈیا ہے کہ آپ رات کو واپس کو ٹھی پر جانا چاہتے ہیں۔" ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر ہماری کار چیک کر لی گئی ہے تو پھر لامحالہ کو ٹھی بھی ان کی نظروں میں ہو گی بلکہ یقیناً سٹار کلب کے جبرالڈ کی بھی نگرانی کی جا رہی ہو گی اس لئے اب اس کو ٹھی کو بھول جاؤ۔ اب ہم نے فیئین سوسائٹی پر فائل وار کرتا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر اوریگا ہوٹل کے سامنے ایک سرخ رنگ کے پتھروں والی عمارت میں ہے اور جو کچھ تفصیل اس لارڈ لاکسن نے بتائی ہے اس کے مطابق اس عمارت میں

انتہائی سخت سائسی حفاظتی اقدامات بھی ہیں اور وہاں دیباس کے چیف ایٹکر کے آفس کے ساتھ ساتھ ایک آفس ایکشن گروپ کا بھی ہے اور شاید یہی ایکشن گروپ ہی ہے جس نے لارڈ لاکسن کے محل پر حملہ کیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن لارڈ لاکسن تو ان کا چیئرمین تھا پھر اس کے محل پر اس انداز میں حملہ کیوں کیا گیا۔" صالح نے حیران ہو کر کہا۔

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر قیمت پر ہمیں ختم کرنا چاہتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔" صالح نے کہا۔

"پروگرام یہ ہے کہ دیباس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا ہے اور اس کے بعد واپسی کیونکہ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ فیئین سوسائٹی کی تمام طاقت کا مرکز یہی دیباس ہی ہے۔ اگر یہ تباہ کر دیا جائے تو یوں سمجھو

کہ جیسے زہریلے سانپ کا زہر نکال دیا گیا ہو۔" عمران نے کہا۔

"لیکن کیا یہاں بیٹھنے سے ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جائے گا۔" صالح نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لارڈ لاکسن کی موت کے بعد یقیناً ہماری تلاش پورے

دارالحکومت میں ہو رہی ہو گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیباس

ہیڈ کوارٹر کی بھی نگرانی ہو رہی ہو اس لئے ہم نے یہاں سے پہلے

اوریگا ہوٹل جاتا ہے۔ وہاں کرے بک کر اگر ٹائیگر خصوصی مارکیٹ

سے خصوصی اسلحہ خرید کر لے آئے گا اور پھر اس دیباس کے خلاف

کارروائی ہوگی..... عمران نے کہا اور صالحہ اور نانیکر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور مجروحہ سب وہاں سے ہوٹل اور گیکٹ پہنچے تھے۔ یہاں پہنچ کر عمران نے کمرے کی عقبی کھڑکی سے اس عمارت کا بغور جائزہ لینے کے بعد نانیکر کو اسلحہ کی لسٹ بنا کر دی اور نانیکر اسلحہ لینے چلا گیا اور وہ دونوں کمرے میں بیٹھے نانیکر کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔

”عمارت تو خاصی بڑی ہے عمران صاحب..... صالحہ نے دیکھا ہیٹھ کو ارٹر کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بہر حال ہیٹھ کو ارٹر ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو کیا آپ اس کے اندر کوئی میزائل فائر کریں گے“..... صالحہ نے کہا۔

”نہیں۔ میزائل اس وقت تک کام ہی نہیں کر سکتا جب تک وہاں کے سائنسی انتظامات آف نہ کئے جائیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہے“..... صالحہ نے کہا۔

”یہ کام تم نے کرنا ہے“..... عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار اچھل پڑی۔

”میں نے۔ کیا مطلب“..... صالحہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

”کیوں۔ کیا تم کام نہیں کر سکتی“..... عمران نے کہا۔

”کر سکتی ہوں لیکن آپ جب ساتھ ہوں تو اوروں کی بات تو نہیں کرتی۔ کم از کم میں تو ذہنی طور پر ڈفر ہو جاتی ہوں“..... صالحہ

نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ کیوں“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آپ کے انتہائی طاقتور ذہن سے ایسی لہریں نکلتی رہتی ہیں جو آپ کے ساتھیوں کے ذہنوں کو مجنوں کر دیتی ہیں۔ وہ صرف کچھ پتلیاں بن کر رہ جاتے ہیں اور بس“..... صالحہ نے کہا۔

”اسی لئے تو میں تمہیں بھیج رہا ہوں تاکہ تم اپنا ذہن استعمال کر سکو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں حیار ہوں لیکن میرے ذہن میں تو کوئی پلاننگ ہی نہیں آ رہی“..... صالحہ نے کہا۔

”اس میں پلاننگ کی کیا ضرورت ہے۔ اسلحہ جہارے پاس ہو گا۔ عمارت جہارے سامنے ہے اور بس“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ جب تک سائنسی حفاظتی انتظامات آف نہ کئے جائیں وہاں میزائل فائر نہیں ہو سکتا۔ میرے پاس موجود اسلحہ کیا کرے گا“..... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اصل مسئلہ اس عمارت کے سائنسی حفاظتی انتظامات آف کرنے کا ہے اور باہر سے انہیں کسی طرح بھی آف نہیں کیا جاسکتا البتہ اندر پہنچنے کے بعد انہیں وقتی طور پر آف کیا جاسکتا ہے اور یہ کام ایک خاص قسم کا کیپول کر سکتا ہے جس کے اندر ایسی ریزر بند

کہا۔

"اور جب یہ سب میرے منہ میں کیپول توڑنے کی وجہ سے باہر آئیں گی تو کیا تجھے تو کوئی نقصان نہیں ہوگا....." صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ یہ انسان کے لئے قطعاً مضر نہیں ہیں....." عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر آپ ریڈ کیوں کریں گے۔ پھر باقی کام بھی تجھے ہی کرنے دیں....." صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"نہیں۔ یہ خاصا بڑا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ تم اکیلی سے نہیں سنبھالا جائے گا۔ تم بس اس کام کرو جتنا میں نے کہا ہے....." عمران نے کہا۔

"لیکن سائنسی حفاظتی انتظامات آف ہونے کے باوجود آپ آسانی سے تو اندر نہ پہنچ سکیں گے کیونکہ وہاں کافی مسلح افراد ہوں گے۔" صالحہ نے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ یہ سوچتا میرا کام ہے اصل کام ان سائنسی حفاظتی انتظامات کو آف کرنا ہے اس کے بغیر اس ہیڈ کوارٹر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی....." عمران نے کہا تو صالحہ نے اشیات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو عمران نے اٹھ کر دروازہ اندر سے کھولا۔ ٹائیگر دروازے پر موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا باکس موجود تھا۔ عمران

ہوتی ہیں جو اس کیپول کے ٹوٹنے ہی انتہائی تیز رفتاری سے پھیلتی ہیں اور تقریباً سو گز کی رینج میں ہر قسم کے سائنسی حفاظتی انتظامات آف ہو جاتے ہیں۔ تم نے اس کیپول کو منہ میں چسپا کر رکھنا ہے اور پھر تم اس عمارت میں اس طرح داخل ہو گی جیسے تم دشمن لمینٹ ہو۔ ظاہر ہے تمہیں پکڑا جائے گا۔ چونکہ تم خاتون ہو اور پھر انہیں یہ اطلاع بہر حال ہو گی کہ تمہارے ساتھ ایک خاتون موجود ہے اس لئے لامحالہ تمہیں فوری طور پر ہلاک نہیں کیا جائے گا اور اندر لے جایا جائے گا تاکہ تم سے پوچھ گچھ کی جاسکے۔ تمہارے پاس صرف ایک مشین پستل ہو گا اور بس۔ سائنسی حفاظتی انتظامات کی وجہ سے ظاہر ہے تم بے ہوش ہو جاؤ گی لیکن تمہیں پوچھ گچھ کے لئے بہر حال ہوش میں لایا جائے گا۔ ہوش میں آتے ہی تم نے اس کیپول کو دھاتوں سے توڑ دینا ہے اور اس طرح تمام سائنسی حفاظتی انتظامات ختم ہو جائیں گے اور ہمیں اس کی اطلاع مل جائے گی۔ اس کے بعد میں اور ٹائیگر اندر داخل ہوں گے اور پھر ہم ان کا خاتمہ کر دیں گے....." عمران نے کہا۔

"لیکن بے ہوش ہونے کے بعد اگر میرے منہ سے وہ کیپول باہر نکل آیا تب....." صالحہ نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا۔ تم فکر مت کرو میں اپنے اس انداز میں ایڈجسٹ کروں گا کہ وہ باہر نہیں آئے گا اور نہ ہی باہر سے اس کی تمہارے منہ میں موجودگی کا کسی کو احساس ہو سکے گا۔" عمران نے

سلسلے سے ہٹ گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔
 "سب سامان مل گیا ہے۔"..... عمران نے دروازہ بند کرتے
 ہوئے پوچھا۔
 "نہیں باس۔"..... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اطمینان
 بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

ایٹکر اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایٹکر
 نے فون کا رسیور اٹھالیا۔
 "ہیں۔"..... ایٹکر نے کہا۔
 "ڈینی بول رہا ہوں باس۔"..... دوسری طرف سے ڈینی کی آواز
 سنائی دی۔
 "اوہ ہاں کیا ہوا۔ کیا وہ لوگ آئے ہیں واپس۔"..... ایٹکر نے
 ہرجوش لہجے میں کہا۔
 "نہیں باس۔ وہ لوگ واپس نہیں آئے اور اب اتنی دیر گزر چکی
 ہے کہ ان کی واپسی کا کوئی سکوپ بھی باقی نہیں رہا اس لئے میں آپ
 کو قریبی فون بوتھ سے کال کر رہا ہوں کہ اب ہمارے لئے کیا حکم
 ہے۔"..... ڈینی نے کہا۔
 "تم کیا چاہتے ہو۔"..... ایٹکر نے ہومٹ جباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ اب یہاں ہم سب کی موجودگی حماقت ہے۔ ہمیں انہیں شہر میں تلاش کرنا ہوگا"..... ڈینی نے کہا۔
 "کس طرح تلاش کرو گے۔ تم نے خود ہی تو بتایا ہے کہ انہوں نے محل سے باہر نکلے ہوئے ماسک اتار دیئے تھے اور قاتل ہے اب وہ کسی نئے میک اپ میں ہوں گے"..... اینکر نے کہا۔
 "تو پھر آپ جیسے حکم کریں"..... ڈینی نے کہا۔
 "اوکے۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت واپس آ جاؤ۔ مجھے اب خیال آ رہا ہے کہ وہ جہاں بھی ہوں گے بہر حال ہمارے ہیڈ کوارٹر پر ہی ریڈ کریں گے کیونکہ ہمارے بقول انہوں نے لارڈ لاکسن پر تشدد کیا تھا اور لارڈ لاکسن ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتا تھا۔ انہوں نے لازماً اس سے معلومات حاصل کر لی ہوگی اس لئے اب انہیں پکڑنے کا ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے کہ انہیں یہاں پکڑا جائے"..... اینکر نے کہا۔

"میں باس..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اینکر نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد اسے اطلاع مل گئی کہ ڈینی اپنے آدمیوں سمیت واپس آ گیا ہے اور اس نے ہیڈ کوارٹر انچارج کو ہیڈ کوارٹر میں ریڈ الارٹ رکھنے کا پہلے ہی حکم دے رکھا تھا اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتے اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اینکر نے چونک کر سامنے رکھی ہوئی فائل سے سر

اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"میں..... اینکر نے کہا۔

"گراہم بول رہا ہوں باس..... دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر انچارج کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا بات ہے"..... اینکر نے چونک کر کہا۔

"باس۔ ایک عورت ہیڈ کوارٹر میں خفیہ طور پر داخل ہونے کی کوشش کر رہی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اسے ہلاک کر دیا جائے یا پکڑا جائے"..... دوسری طرف سے گراہم نے کہا تو اینکر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا وہ اکیلی ہے"..... اینکر نے حلق کے بل چپچپے ہوئے کہا۔

"میں باس۔ وہ عقبی طرف موجود ہے اور قریبی درخت پر چڑھ کر اندر چھلانگ لگانا چاہتی ہے"..... گراہم نے جواب دیا۔

"اسے بے ہوش کر کے ڈارک روم میں پہنچا دو اور اس کے ساتھیوں کا خیال رکھو۔ یہ لازمی طور پر عمران کی ساتھی ہوگی اور عمران بھی اس کے ساتھ ہی کہیں قریب ہی موجود ہوگا اور سنو اس کی تلاش لینے کے بعد اسے ڈارک روم میں پہنچانا"..... اینکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں باس..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اینکر نے رسیور رکھ دیا۔

”تو آخر کار علی تھیلے سے باہر آ ہی گئی۔ وری لگا.....“ انکرنے بڑے مطمئن انداز میں بیڑاتے ہوئے کہا۔ اسے چونکہ ہیڈ کوارٹر کے سائنسی حفاظتی انتظامات کا پوری طرح علم تھا اس لئے اسے سو فیصد یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہیڈ کوارٹر کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو انکرنے جلدی سے رسیور اٹھایا۔

”یس.....“ انکرنے کہا۔

”باس حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ یہ عورت اس وقت ڈارک روم میں موجود ہے اور بے ہوش ہے.....“ گراہم نے کہا۔

”اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا.....“ انکرنے پوچھا۔

”ہم پوری طرح ہوشیار ہیں۔ لیکن دور دور تک بھی اس کے ساتھیوں کا وجود نہیں ہے.....“ گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی عطا رہنا۔ میں تب تک اس عورت سے معلومات

حاصل کر لوں.....“ انکرنے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز

قدم اٹھاتا اپنے آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک

لڑکی راڈ والی کرسی پر راڈز میں جکڑی ہوئی موجود تھی۔ اس کی گردن

ڈھکی ہوئی تھی۔ کمرے میں دو قوی ہیکل آدمی موجود تھے۔

”اس کا میک اپ کیوں نہیں صاف کیا.....“ انکرنے ان

دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمیں حکم نہیں دیا گیا تھا باس.....“ ان دونوں نے کہا۔

”اوکے۔ چلو میک اپ صاف کرو اس کا.....“ انکرنے اس

لڑکی کی کرسی کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ان

میں سے ایک آدمی نے ایک دیوار میں موجود الماری میں سے ایک

جدید ساخت کا میک اپ ڈاکٹر نکالا اور پھر اس کا کٹنوپ اس نے اس

لڑکی کے چہرے اور سر کے گرد چمکا کر کس دیا۔ پھر اس کا بشن آن کر

دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے کٹنوپ ہٹایا تو انکر بے اختیار

چونک پڑا کیونکہ لڑکی کا چہرہ مکمل جیسا ہی تھا۔

”کیا مطلب۔ اگر یہ پاکیشانی ہے تو اس کا میک اپ صاف ہو

جانا چاہئے تھا.....“ انکرنے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ یہ میک اپ میں نہیں ہے۔ وہ سپیشل میک اپ ڈاکٹر

اس کا میک اپ ضرور صاف کر دیتا.....“ اس آدمی نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”ہو نہ۔ اسے ہوش میں لے آؤ.....“ انکرنے کہا تو دوسرا آدمی

ایک اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک

انجکشن نکالا اور پھر اس لڑکی کے قریب آ کر اس نے اس کی سوتی پر

موجود کیپ ہٹائی اور پھر سوتی اس لڑکی کے بازو میں گھونپ دی۔

سرخ میں موجود سرخ رنگ کا محلول چند لمحوں بعد ہی اس لڑکی کے

بازو میں اتر چکا تھا۔ اس آدمی نے سوتی واپس کھینچی اور پھر اسے ایک

طرف پڑے ہوئے ڈسٹ بن میں اچھال دیا۔ چند لمحوں بعد لڑکی نے

سراچانک کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا ہو۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے اس نے بے اختیار انھنے کی کوشش کی لیکن پھر جس طرح کیرے کا شڑاچانک بند ہوتا ہے اس طرح اس کا ذہن بھی اچانک بند ہو گیا اور اس پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

کر لہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ مجروری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار انھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے کہ راڈز میں جکڑے ہوئے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی تھی۔

”جہاں اساتھی عمران کہاں ہے“..... اینکر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”کون عمران۔ کیا مطلب۔ میں کہاں ہوں اور تم کون ہو۔“ اس لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”الماری سے کوڑا نکالو اور اس وقت تک اس پر کوڑے برساتے رہو جب تک یہ سچ بولنے پر آمادہ نہ ہو جائے“..... اینکر نے انتہائی سرد لہجے میں ایک آدمی سے کہا۔

”یہی ہاں“..... اس آدمی نے کہا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے لڑکی نے بے اختیار اس انداز میں ہونٹ بھیجنے جیسے اپنے آپ کو تشدد کی تکلیف سے بچانے کے لئے دانتوں پر دانت جمار ہی ہو۔

”سب کچھ بتا دو لڑکی ورنہ“..... اینکر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مجھ پر تشدد مت کرو۔ پلیز میں سب کچھ بتا دوں گی لیکن پہلے وعدہ کرو کہ مجھے تم ہلاک نہیں کرو گے“..... اس لڑکی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میرا وعدہ“..... اینکر نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ لڑکی کچھ کہتی اچانک اینکر کو محسوس ہوا کہ اس کا

بیتاب..... چند لمحوں بعد ایک چہکتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔
 "برنارڈ بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔" لارڈ
 برنارڈ نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو سہاٹ بنانے کی کوشش
 کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ذریعے اسرائیلی حکام تک ایک خوشخبری پہنچانی تھی۔
 چونکہ پاکیشیا کے تعلقات اسرائیل سے نہیں ہیں جبکہ گریٹ لینڈ کے
 تعلقات ہیں اس لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ ویسے تو اسرائیل
 کے صدر صاحب سے میری اکثر بات جیت ہوتی رہتی ہے لیکن میں
 چاہتا ہوں کہ آپ انہیں اطلاع دیں کیونکہ یہ معاملہ گریٹ لینڈ کا
 ہے پاکیشیا کا نہیں اس لئے انہیں آپ کی بات پر یقین آ جائے گا۔"
 دوسری طرف سے عمران نے مخصوص چپکتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "کسی خوشخبری۔ مختصر بات کرو۔ میرا وقت بے حد قیمتی ہے۔"

لارڈ برنارڈ نے اسی طرح سہاٹ لہجے میں کہا۔
 "انہیں یہ خوشخبری سنا دیں کہ فیبن سوسائٹی کا خاتمہ بالآخر کر دیا
 گیا ہے۔" دوسری طرف سے عمران نے کہا تو لارڈ برنارڈ بے اختیار
 اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔
 "کیا کہہ رہے ہو۔ فیبن سوسائٹی کا خاتمہ..... لارڈ برنارڈ نے
 انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ وہی فیبن سوسائٹی جو پہلے گریٹ لینڈ کے نظام
 حکومت کے خلاف کام کرتی رہی ہے اور جسے آپ کی سپیشل ایجنسی

گریٹ لینڈ کے سیکرٹری لارڈ برنارڈ اپنے آپس میں بیٹھے کام
 کرنے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
 انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
 "ہیں..... لارڈ برنارڈ نے کہا۔

"سر ایک پاکیشیائی علی عمران آپ سے بات کرنے پر انتہائی مُصر
 ہے..... دوسری طرف سے سیکرٹری کی قدرے بھی ہوئی آواز سنائی
 دی۔

"علی عمران۔ کیا پاکیشیا سے بول رہا ہے..... لارڈ برنارڈ نے
 چونک کر کہا۔

"جہیں سر۔ گریٹ لینڈ سے سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اوکے کرو بات..... لارڈ برنارڈ نے کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں

اور دوسری بدہنسیاں آج تک تلاش ہی نہ کر سکی تھیں۔ اس کو ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف ٹریس کر لیا ہے بلکہ اس کا مکمل خاتمہ بھی کر دیا ہے۔ اس فین فین سوسائٹی کا جیمز لین لارڈ لاکسن تھا۔ اس کی ہلاکت کی اطلاع بہر حال آپ کو مل چکی ہوگی۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج آسکر بھی مارا جا چکا ہے اور اس کی اصل مرکزی قوت ایک منظم ادارے دیباس میں تھی۔ اس دیباس کا سربراہ اینگر تھا۔ دیباس کا ہیڈ کوارٹر اور یگا ہونٹل کے سامنے سرخ رنگ کے پتھروں والی ایک عمارت میں تھا اور آپ کو یقیناً اطلاع مل چکی ہوگی کہ کل رات یہ عمارت مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ عمران نے کہا تو لارڈ برنارڈ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا وہ ان کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ واقعی۔“ لارڈ برنارڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ وہاں اس قدر سخت سائنسی حفاظتی انتظامات تھے کہ اسے ہر لحاظ سے ناقابل تفسیر بنا دیا گیا تھا لیکن میری ایک ساتھی خاتون اپنی جان خطرے میں ڈال کر اس کے اندر داخل ہوئی اور اس کے سائنسی حفاظتی انتظامات آف کر دیئے۔ اس طرح ہم نے اسے قابل تفسیر بنا دیا۔ وہاں سے ایک ضخیم فائل ایسی مل گئی ہے جس میں فین فین سوسائٹی کے بارے میں تفصیلات اور اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز اور اس کے مختلف ملکوں میں اڈے اور آدمیوں کے بارے میں سب تفصیلات درج ہیں۔ یہ فائل بھی آپ کے پاس پہنچ

جائے گی۔ اس کے بعد آپ ان کے خلاف ایکشن لیتے ہیں یا نہیں اس کا فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔ بہر حال اس فائل سے آپ کو میری بات کا یقین آ جائے گا۔ فائل حاصل کرنے کے بعد میں نے اس عمارت کے اندر انتہائی طاقتور بم فٹ کر دیا اور پھر اسے باہر سے فوجی چارج کر دیا گیا۔ چونکہ اس عمارت میں انتہائی طاقتور اسلئے کا ایک پورا سٹو بھی موجود تھا اس لئے بم بلاسٹ ہونے کے بعد یہ ذخیرہ بھی بلاسٹ ہو گیا اور اس کے نتیجے میں اس عمارت کی ایک اینٹ بھی سلامت نہ رہی۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نے بہر حال گریٹ لینڈ میں قتل و غارت کی ہے اور بم بلاسٹ کئے ہیں اور عمارت تباہ کی ہے اور میرے نزدیک یہ انتہائی سنگین جرائم ہیں۔“ لارڈ برنارڈ نے کہا۔

”تو آپ بھی یہی چاہتے تھے کہ اسرائیلی حکام فین فین سوسائٹی کو پاکیشیا کے خلاف استعمال کریں۔ ان کا منصوبہ تھا کہ وہ پاکیشیا کے ایک انتہائی اہم ایٹمی سائنس دان کو ہلاک کر دیں اگر ایسا ہے تو مجھے بتا دیں تاکہ میں گریٹ لینڈ کے بارے میں بھی اپنے رویے پر نظر ثانی کر سکوں۔“ عمران کا لہجہ یکت سرد ہو گیا۔

”اوہ نہیں۔ گریٹ لینڈ حکام ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہمارے تو پاکیشیا سے انتہائی گہرے اور دوستانہ تعلقات ہیں۔“ لارڈ برنارڈ نے یکت انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اگر عمران جگو گیا تو اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ اسے اچھی

طرح جانتے تھے۔

”یہ فیبن سوسائٹی کوئی رفاہی تنظیم نہیں تھی لارڈ برنارڈ۔ اس فائل میں جو میں آپ کو بھجوا رہا ہوں اس کے گریٹ لینڈ میں انجام دیئے جانے والے مشنوں کے بارے میں بھی تفصیلات موجود ہیں اور اسرائیلی حکام کے بارے میں بھی آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کا مقصد پوری دنیا پر یہودی سلطنت قائم کرنا ہے اور گریٹ لینڈ بھی اس دنیا کا ہی ایک ملک ہے۔“..... عمران کا بچہ سچ ہو گیا تھا۔

”فصیح ہے۔ جہارے ان ایکشنز کو حکومتی مفادات کی وجہ سے نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ تم وہ فائل مجھے بھجوا دو۔ میں سرکاری طور پر اسرائیلی حکام کو اس بارے میں آگاہ کر دوں گا۔“..... لارڈ برنارڈ نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔“..... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لارڈ برنارڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لینے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”مجھے چپکے ہی معلوم تھا کہ فیبن سوسائٹی کے خاتمے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کا رخ پاکیشیا کی طرف موڑ دیا جائے اور وہی ہوا۔“..... لارڈ برنارڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک طویل سانس لیا اور پھر سانسے پڑی ہوئی فائل پر جھک گئے۔

عمران صاحب صالح کو آپ نے یقینی رسک میں ڈال دیا تھا۔ شاید اسی لئے آپ جو لیا کی بجائے صالح کو ساتھ لے گئے تھے۔“ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران بے اختیار ہونک پڑا۔ ”کیا کہہ رہے ہو۔ جہار ا مطلب ہے کہ میں جان بوجھ کر صالح کو اس کام کے لئے لے گیا تھا۔“..... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ نے جو تفصیل بتائی ہے اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسین تفصیل۔“..... عمران نے کہا۔

سہی کہ آپ نے صالح کے دانت میں ایم ایس آئی ٹی فٹ کر کے اسے دیاس کے ہیڈ کو اثر میں بھجوا دیا۔ یہ تو صریحاً رسک تھا۔ وہ لوگ صالح کو دیکھتے ہی گولی بھی مار سکتے تھے۔“ بلیک زیرو نے

”کیا آپ وضاحت کریں گے..... بلیک زرو نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔“
 ”وضاحت کرنے کا علیحدہ چیک وشنا پڑے گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔“
 ”چائے پلوادوں گا..... بلیک زرو نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”چلو اس ہنگامی کے دور میں یہی غنیمت ہے۔ انسانی نفسیات کے بغیر سیکرٹ ایجنسی کا کام بھی نہیں ہو سکتا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہماری تعداد تین ہے جن میں ایک عورت بھی شامل ہے۔ پھر انہیں اپنے ہیڈ کوارٹر کے ناقابلِ تسخیر ہونے کا بھی مکمل یقین تھا اور واقعی تھا بھی ایسا ہی۔ کوئی رخنہ نہیں چھوڑا گیا تھا اب جبکہ ایک عورت اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی انہیں نظر آئے گی تو انسانی نفسیات کے مطابق لامحالہ وہ اسے گولی مارنے کی بجائے زندہ پکڑنے کی کوشش کریں گے اور زیادہ سے زیادہ اس کی تلاش لیں گے اس کے بعد ظاہر ہے وہ اسے ہوش میں لا کر اس سے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے اور خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ انہیں اس کے ساتھی اس ہیڈ کوارٹر کے گرد کہیں بھی نظر نہ آ رہے ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ اس میں رسک کی کیا بات تھی۔“ عمران نے کہا۔

”بہر حال یہ ایک اندازہ ہی تھا۔ وہ کچھ بھی کر سکتے تھے۔“ بلیک

کہا۔
 ”تم نے صاف کو دیکھا ہوا ہے..... عمران نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار چونک پڑا۔“
 ”ہاں کیوں۔ کیا مطلب..... بلیک زرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ مرد ہے یا عورت..... عمران نے کہا تو بلیک زرو کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات بھی ابھر آئے۔“
 ”یہ آپ نے کیسی باتیں شروع کر دی ہیں۔ ظاہر ہے وہ خاتون ہے..... بلیک زرو نے کہا۔“
 ”اور جب مردوں کو کوئی خاتون نظر آئے تو کیا مرد خاتون کو دیکھتے ہی گولی مار دیا کرتے ہیں..... عمران نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”لیکن یہ تو عام حالات کی بات ہے عمران صاحب۔ وہ تو مجرم تھے اور ان کا ہیڈ کوارٹر رسک میں آ رہا تھا..... بلیک زرو نے کہا۔“
 ”مطلب ہے کہ دافش منزل سے دافش کوچ کر چکی ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”دافش کوچ کر چکی ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں..... بلیک زرو نے کہا۔

”اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمیں یہ سب کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی..... عمران نے کہا۔

زرد نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اگر جہادی بات تسلیم کر بھی لی جائے تو جہاد کیا خیال ہے کہ میں نے اس کی یقینی حفاظت کے لئے کچھ نہ کیا ہو گا؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہی بات تو میں پوچھنا چاہتا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ صرف اندازے کی بنا پر اپنے کسی ساتھی کو رسک میں نہیں ڈال سکتے۔“..... بلیک زرد نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”جہیں معلوم ہے کہ جس کیسپول میں یہ خصوصی ریز بند کی جاتی ہیں وہ کسی چیز کا بنا ہوتا ہے اور اس کی اپنی کیا خصوصیت ہوتی ہے۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زرد بے اختیار چونک پڑا۔

”تو کیا وہ کسی خاص چیز کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ عام کیسپول ہو گا جو داتوں کی ضرب سے ہی ٹوٹ جاتا ہے۔“..... بلیک زرد نے کہا۔

”اگر یہ عام کیسپول ہوتا تو پھر فیکٹری میں تیار ہونے سے لے کر مارکیٹ تک پہنچنے پہنچنے سینکڑوں پارٹوں کا ہونا۔ اس میں جو ریز بند ہوتی ہیں وہ دنیا کی سب سے قیمتی ریز ہوتی ہیں اس لئے ایک کیسپول کی قیمت اسلحے کے ایک گودام سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ کیمیائی دھاتوں کے خاص مرکب سے بنایا جاتا ہے اور داتوں کو مخصوص انداز میں اس پر رگڑنے سے ہی یہ ٹوٹ سکتا ہے ورنہ نہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔“..... بلیک زرد نے کہا۔

”دلیے تو اسے ہاتھ میں بھی رکھا جاسکتا تھا اور جیب میں بھی چھپایا جاسکتا تھا لیکن میں نے اسے جان بوجھ کر صالحہ کے منہ میں رکھا تھا۔ ایک تو اس نے لے کر ملاشی کے دوران وہ ٹریس نہ ہو سکے اور دوسری بات یہ تھی کہ لعاب دہن جب اس کیسپول سے لگنے کے بعد حلق کے اندر جاتا ہے تو اس کے ساتھ اس کیسپول کے ایسے کیمیائی عناصر بھی اندر چلے جاتے ہیں جن کی خون میں موجودگی کی وجہ سے خون کی کیمیائی ساخت کئی گھنٹوں تک ایسی صورت اختیار کر جاتی ہے کہ اس پر کسی بارود کا اثر نہیں ہو گا۔ اگر صالحہ کو گولی ماری جاتی سب بھی کئی گھنٹوں تک صالحہ اس گولی کی وجہ سے ہلاک نہ ہوتی۔ دلیے مجھے سو فیصد یقین تھا کہ وہ اسے ہلاک نہیں کریں گے اور پھر ہوا بھی یہی اور آخری بات یہ کہ بہر حال رسک تو یہی بنا تھا۔ ہاں اگر میں یا ناٹیکر وہاں جاتے تو پھر لامحالہ ہمیں گولی ماری جاسکتی تھی۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ کو کیسپول ٹوٹنے اور حفاظتی نظام آف ہونے کا کیسے علم ہوا۔ آپ تو شاید ہومل اور یگا تیں تھے۔“..... بلیک زرد نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن وہاں ہم پوری طرح تیار بیٹھے تھے۔ ہمارے پاس ایسا آلہ موجود تھا جو اتنے فاصلے سے بھی ان ریز کو فضا میں چمک کر سکتا

تھا۔ چنانچہ جیسے ہی صالحہ نے دانت رگڑ کر اس کیسپول کو توڑا اور ریز کیسپول سے باہر نکلیں ہمارے پاس موجود آلے نے کاشن دغا شروع کر دیا اور پھر ہم نے وہیں سے ہی کمر کی میں سے اس عمارت کے اندر انتہائی دود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کے بے شمار کیسپول فائر کر دیئے۔ سائنسی حفاظتی انتظامات چونکہ آف ہو چکے تھے اس لئے یہ کیسپول اندر جا کر پھٹ گئے ورنہ تو یہ پھٹ ہی نہ سکتے تھے اور آنا فانا گیس پوری عمارت حتیٰ کہ اس کے اندرونی جہر خانوں تک بھی پھیل گئی اور وہاں موجود سب جاندار پلک جھپکتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد میں اور ناٹیکر عقبی طرف سے آسانی سے اندر داخل ہو گئے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”پھر آپ بنے اسے تباہ کیوں کیا۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ تھی؟.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اس عمارت کے اندر اسلحے کا گودام بھی تھا اور انتہائی جدید ترین مشینری بھی نصب تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں اینٹکر اور اس کے ساتھیوں کی تعداد کافی تھی اور ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان سب کو ہم خود ہلاک کریں اس لئے ہم نے صرف تلافی لی اور فائل حاصل کر لینے کے بعد اس کے اسلحے کا گودام میں انتہائی طاقتور وارنٹیس بم نصب کر دیا اور پھر بے ہوش صالحہ کو ہوش میں لایا گیا اور ہم تینوں خاموشی سے وہاں سے ہٹ کر باہر ہوئے۔ اس پر ہونٹل کے کمرے میں بیٹھ کر میں نے ذی چارجر کی مدد سے اس بم کو ذی چارج کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ

پوری عمارت مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور تمام لوگ مع پاکیشیا کے دشمن نمبر ایک خود بخود ختم ہو گئے اور کسی کو اصل بات کا بھی علم نہ ہو سکا۔“ عمران نے کہا۔

”آپ اسے حکومت گرٹ لینڈ کے حوالے بھی تو کر سکتے تھے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”کے۔ عمارت کو یا مجرموں کو؟.....“ عمران نے پوچھا۔

”دونوں کو؟.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”فیبن سوسائٹی کا تعلق اب اسرائیل سے ہو چکا تھا اس لئے گرٹ لینڈ کے حکام ان مجرموں کو کسی نہ کسی انداز میں چھوڑ دیتے اور دو نئے سرے سے ہمارے خلاف صف آرا ہو سکتے تھے اور عمارت میں جس قسم کی مشینری موجود تھی اس سے گرٹ لینڈ حکومت خود فائدہ اٹھانا شروع کر دیتی اور میں ایسا نہیں چاہتا تھا اس لئے میں نے سب کچھ ختم کرنے کے بعد چیف سیکرٹری لاڈ برنارڈ کو فون کیا تھا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ واقعی بہت دور کی بات سوچ لیتے ہیں؟.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”جہلے تم یہ بتاؤ کہ میں انٹرویو میں کامیاب بھی ہو سکا ہوں یا نہیں؟.....“ عمران نے کہا۔

”سو فیصد کامیاب؟.....“ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”تو پھر لاڈ برنارڈ ہونے تک کی تمام تنخواہ اور الاؤنسز پیشگی دے۔“

”دو۔ پنشن وغیرہ کا حساب بعد میں کر لیں گے۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”سوری۔ نوکری آپ کو نہیں مل سکتی۔ صرف ایک کپ چائے مل جائے گا اور وہ میں سے آتا ہوں۔“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”صفدر بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

”عمران صاحب آپ۔ کہاں سے بول رہے ہیں۔“..... دوسری طرف سے صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”ہیں یوں کچھ لو کہ تمہارے فلیٹ کے آس پاس سے ہی بول رہا ہوں۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”آس پاس سے۔ تو پھر آپ فون کیوں کر رہے ہیں۔ آکیوں نہیں گئے۔“..... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”سیانے کہتے ہیں کہ پہلے اطلاع دے کر جاؤ تاکہ جس کے پاس جاؤ وہ جہاز شاہان شان استقبال کر سکے اور۔“ جہازنی خاطر مدارت کے لئے کچھ منگوا کر رکھ سکے اور میں نے تو ویسے ہی مبارکباد دینے آنا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”مبارک باد دینے۔ کیا مطلب۔“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اللہ تعالیٰ نے تمہیں رنڈوا ہونے سے پیشگی بچایا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”رنڈوا ہونے سے۔ کیا مطلب۔ شادی ہوئی نہیں اور رنڈوا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شادی بھی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اصل مسئلہ تو رنڈوے کا ہوتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

اسی لمحے بلیک زیرو چائے کے دو کپ اٹھائے واپس آگیا۔ ایک کپ اس نے عمران کے بلے سے رکھا اور دوسرا اٹھائے وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

”اب تم خود بتاؤ جس سے جہازی شادی ہونی ہے وہ اگر شہید ہو جاتی تو تم پیشگی رنڈوے نہ ہو جاتے۔“..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

بلیک زیرو بھی عمران کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ عمران کی بات سے ہی کچھ گیا تھا کہ عمران صفدر سے بات کر رہا ہے۔

”لیکن مجھے تو معلوم ہی نہیں کہ شادی کس سے ہونی ہے۔ یہ تو مستقبل کی بات ہے۔“..... صفدر نے جان بوجھ کر بات کو گول کرتے ہوئے کہا۔

”اے کہتے ہیں تجاہل عارفانہ۔ یعنی اہتہائی عالم فاضل آدمی کی

جہالت۔ صاف سنے گی تو کیا کہے گی..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اچھا۔ آپ کا مطلب صالحہ سے تھا۔ تو کیا ہوا۔ کیا صالحہ شہید ہو رہی تھی؟..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہارے چیف کو شاید احساس ہو گیا ہے کہ تم کے معجزہ صفت کی روئیاں توڑ رہے ہیں اس لئے انہوں نے سب سے جو نیئر ممبر سے شہادت کا آغاز کرنے کا سوچا اور مجھے حکم دیا کہ صالٹ کو جرموں کے ہیڈ کوارٹر میں اکیلا بھیج دوں تاکہ وہ شہید ہو جائے۔ اس کے بعد ظاہر ہے کسی دوسرے ممبر کی باری آتی لیکن میں نے سوچا کہ اپنا صفدر یار جنگ بہادر ہے چارہ پیشگی رنڈوا ہو جائے گا اس لئے میں نے ایسے انتظامات کر دیئے کہ تمہارے چیف کا پلان کامیاب نہ ہو سکے اور صالٹ شہید ہونے سے بچ جائے“..... عمران نے کہا۔

لیکن عمران صاحب شہید تو زندہ ہوتا ہے اس لئے میں پیٹنگی
رہنڈا کیسے ہو سکتا تھا..... دوسری طرف سے صفدر کی مسکراتی
ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار اپنا ایک ہاتھ سر پر چڑھ کر
شروع کر دیا اور بلیک زبرو اس کی یہ حالت دیکھ کر ایک بار پھر
مسکرا دیا۔ قاہر ہے عمران صفدر کی اس بات کی تردید تو بہر حال نہ
کر سکتا تھا۔

”اب۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ سارے کئے کرائے پر پانی پھر گیا۔ میں تو سمجھا تھا کہ چلو صفر خوش ہو کر

”آپ کا خیال تھا کہ آپ کو صفر سے بہت کچھ مل جائے گا۔“
 بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”میں تو تمہیں کنبوس کہتا رہتا ہوں۔ چلو چائے کا ایک کپ تو
 پلوادیتے ہو لیکن تمہارے ممبران تو تم سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ وہ
 بجائے کچھ دینے کے الٹا مجھ سے وہ چھوٹا سا چمیک بھی لینا چاہتے
 ہیں۔۔۔۔۔“ عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے منہ بنا کر کہا تو
 بلیک زیرو ایک بار پھر کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

ختم شد